جادو کے بنیادی قوانین اور ان کا توڑ

مصنف

حکیم قاری محمد یونس شاہد میو۔فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان

نبض سناش،ماہر غذائیات۔مولف کتب کثیرہ۔

عامل روحانی وجسمانی،معالج خصوصی جوڑ درد مہرے۔فالج

یکے از مطوبات: سعد طبیہ کالج برائے طب نبوی (رجسٹرڈ)/سعد ہربل فارمیسی (رجسٹرڈ)

25km فیروز پور روڈ کاہنہ نولا ہور پاکستان۔0323،8537640

E:saadmeo786@gmail.com..www.facobooke\saad ahmad

سخن ہائے گفتنی

انسانی ذہن عجیب انداز میں حصول مقاصد کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے،ضرورت کو پورا کرنے کے لئے سہل وآسان راستے کا انتخاب کرتا ہے،ضرورت کیوقت کسی کے سامنے بھی دست سوال پھیلانے سے نہیں شرماتا،کسی بھی دروازے پر دستخط دے سکتا ہے۔جب ''جادو کی تاریخ'' نامی کتاب پائے تکمیل کو پہنچی معاً خیال آیا کہ جادو اوراس کے بارہ میں بہت سا مواد مرتب ہونے سے بچ گیا ہے،اگر اسے خاص ترتیب کے ساتھ مرتب کردیا جائے تو سابقہ کاوش کا تتمہ ثابت ہوسکتا ہے۔

اس مجموعہ کا نام''جادو کے بنیادی قوانین اور ان کا توڑ'' رکھا گیا ہے۔جادو کی ہمہ گیری،جادو کے بارہ میں پھیلے ہوئے واہی تباہی قصے وکہانیاں ایسی تھیں کہ جنہیں عمومی طور پر نظر انداز کرنا مشکل ہے۔اس وقت جادو کے بارہ میں جو خدشات موجود ہیں انہیں خاص انداز میں پرکھا جائے،ان پر تنقیدی نگاہ ڈالی جائے اور دستیاب مواد پر نظر ڈالی جائے تا کہ حقائق کھل کر سامنے آسکیں۔عملیاتی خاردار صحرا میں ربع صدی سے خاک چھان رہا ہوں اس دوران بہت سے گھٹن مراحل سے گزرا ہوں، بہت سے راحت افزا لمحات بھی دیکھنے کو ملے ہیں،اسی دوران تحقیق وتدقیق کی راہیں بھی کھلیں،ساتھ میں معاشی وسائل ومعاشرتی رسوخ بھی ملا،اس میدان میں چلنے والے بہت سے مسافروں سے ملاقات ہوئی،انہوں نے اپنی بپتا سنائی،مسیحائی کے طالب دکھائی دئے۔مختلف روپ بہروپ میں لوگوں کا سامنا کیا،اس فن سے لوگوں کی بہت سی توقعات دیکھی گئیں،ایک تہی دست سے لیکر سر براہ وقت تک،مزدور سے لیکر مالک تک اپنی اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق ہر ایک نے رجوع کیا،اس وادی کی مسافرت میں جہاں بہت سی دعائیں ملیں،وہیں پر رقابت وحسد کے بچھے ہوئے جال بھی ملے،زندگی کا یہ وہ سفر ہے جب میں تنوعات کی اتنی کثرت ہے حیرت سے آنکھیں

پھٹتی رہ جاتی ہیں۔بخیل لوگوں کی دنیا میں فیاض لوگوں کی قدم بوسی بھی نصیب ہوئی، جب جادو کے بارہ میں کچھ معلوم نہ تھا اس وقت سے ہی بہت سے دروازوں پر شوق نے پہنچادیا۔لیکن خالی کاسہ واپس ہونا پڑا، سالوں پر محیط تحقیق وتدقیق کے دوران مجھے ایسے لوگوں کے دروں پر پہنچایا جو میری طرح راہنمائی کے متلاشی تھے۔آج اورکل میں اتنافرق تھا، جب میں جگہ خالی کرکے آگے بڑھا تو میری جگہ دوسروں نے لے لی، یہ سلسلہ کب سے ہےاورکب تک چلے گا کچھ کہنا مشکل ہے،لیکن یہ سلسلہ تھمنے والانہیں ہے۔کچھ لوگ سمندر کی مانند تھے، جواہروخزائن لئے سب کے سامنے حاضر تھے،ان کے پاس کھٹا میٹھا سب کچھ تھا،اپنی مرضی کے مطابق سیرابی ملتی تھی۔ساتھ میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو جبہ وقبہ میں مستور،احترامی خول میں ملفوف تھے،ایسے جوہڑثابت ہوئے جن کے اندر معمولی ساپانی (عملیاتی ہنر) امسا کی زہروجہ سے سڑاند مار رہا تھا، سیاہی چوس تھے جو دوسروں کی رطوبت جذت کرنے کی مہارت رکھتے تھے،خود کچھ نہ اگلتے تھے۔کچھ ساون کی گھٹا تھے جہاں گئے ماحول کو سیراب کردیا، کچھ عملیات سے زیادہ یقین وتوقعات کے دھنی تھے جن کی قوت ارادی کسی بھی عمل سے بڑھی ہوئی تھی، بہرحال اتنے زیادہ تنوعات شاید ہی کسی دوسرے میدان میں دیکھنے کوملیں،عملیات وجادو کے بارہ میں جو کچھ پڑھاسنا،تجربہ میں آیا، معالجاتی زندگی میں جو تجربات ہوئے انہیں کا نچوڑ آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دے رہا ہے ،اچھا، برا جو کچھ ہے اس کا فیصلہ پڑھنے والے کریں گے۔ممکن ہے اس کاوش سے لوگوں پر کچھ اسرار کھل جائیں کچھ غلط فہمیاں دور ہوجائیں،عملیاتی زندگی میں جو تلخ تجربات ہوئے یہ انہی کی بازگزشت ہے، جادو کیا ہے؟ کیوں ہوتا ہے؟ کون کرتا ہے؟ جادو سے کون لوگ متاثر ہوتے ہیں؟ عمومی طور پر ان سوالوں کا عاملین کے پاس کوئی خاص جواب نہیں ہوتا کیونکہ وہ چند عملیات کوزندگی کا سرمایہ بنائے بیٹھے ہوتے ہیں،اس تحریر کے لئے کتنی دماغ

سوزی کرنا پڑی، کس قدر تحریر مواد سے استفادہ کیا کتاب میں موجود حوالہ جات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے،فیصلہ پڑھنے والوں کی رائے پر چھوڑتا ہوں۔

قارئین سے ملتمس ہوں کہ یہ اوراق ایک فن کی جستجو اور ذہنی قلق کا نتیجہ ہیں، مذہبی یا عقائدکی کتاب نہیں، اس کا مطالعہ اسی زاویہ سے کیا جائے، یہ ایک فنی کتاب ہے، اس موضوع سے متعلقہ سوال کیا جاسکتا ہے، اسے مذہب ومسلک عقائد سے جوڑنا اس کی غرض وغائت سے ہٹ کر ہے۔منصف قارئین سے وابسطہ چیز ہے۔عمومی طور پر تعصب معقول بات کوبھی بے وقار کردیتا ہے۔موضوع جس قدر کہنہ وپیچیدہ ہے اس کا مطالعہ بھی اسی قدر الجھا دینے والا ہے،جس قدر سلجھانے کی کوشش کریں گے الجھتا جائے گا۔ جو بات جہاں سے اخذ کی اس کا حوالہ دیدیا، اپنے تجربات سے زیادہ کام لیا گیا۔اصلاح کی ہر آن وہر لحہ کمی ہر ذی شعور محسوس کرتا ہے۔راقم بھی اس سے بری نہیں ہے۔

میرے عقائد وہی ہیں جو ’’المہند علی المفند ‘‘ مصنف مولانا خلیل احمدؒ میں مذکور ہیں۔قران وحدیث پر اتنا ہی اٹل یقین ہے جو ایک مسلمان کا ہونا چاہئے۔وباللہ التوفیق

مرتب الحروف،**احقر محمد یونس شاہد میو۔**
فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان۔
حال مقیم 25km فیروز پور روڈ کاہنہ نولاہور پاکستان
منتظم اعلیٰ: سعد طبیہ کالج برائے طب نبوی (رجسٹرڈ)/
سعد ہربل فارمیسی (رجسٹرڈ)

جادو کے بنیادی قوانین اوران کا توڑ

1

مرکزی خیال:

اس کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہے کہ کارخانہ قدرت کی تخلیق نظم و مربوط، اور اٹل قوانین پر رکھی گئی ہے۔ خالق کائینات نے اسے ''امر'' اور حق کے الفاظ سے پکارا ہے۔ ان سب اٹل قوانین کو قابل فہم بنا کر انسان کی سرشت میں رکھ دیا گیا ہے، انسانی دماغ کو بالکل ایک کمپیوٹر کی طرح پروگرام کیا گیا ہے کہ وہ ان تخلیقی، مادی قوانین سے کسی حد تک پردہ اٹھا سکے، زمین پر موجود دوسری مخلوقات میں سے کسی کو بھی یہ قوت عطاء نہیں ہوئی۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق خالق کائنات نے سب سے پہلے ضابطے قوانین اور لائحہ عمل ترتیب دیا ہر جزئی و کلی کی تفصیلات طے کر دیں، وہی اٹل قوانین اس کائنات میں جاری و ساری ہیں جب اس حقیقت کو سمجھ لیں گے تو باقی موضوعات کو سمجھنے میں آسانی رہے گی اور بات واضح ہوتی چلی جائے گی۔

لطیف خالات کا اظہار

کسی دقیق علمی نکتے پر بات کرنے والے قارئین کو تجربہ ہوگا کہ روزمرہ کی زبان خیالات کے اظہار میں اکثر رکاوٹ ثابت ہوتی ہے، اکثر و بیشتر ہمیں اپنے خیالات، جذبات احساسات دوسروں تک پہنچانے میں دقت محسوس ہوتی ہے۔ محسوسات کا خوگر انسان ہمیشہ یہ چاہتا ہے کہ بسیط سے بسیط حقیقت بھی لباس مجاز میں اس کے سامنے جلوہ بار ہوں یا کم از کم اس حقیقت مجردہ کو بیان اس انداز سے کیا جاءے کہ وہ اس کے ذہن میں ایک محسوس پیکر کا تصور قاءم کر سکے۔

لطیف خیالات واحساسات تو کوئی بھی زبان پوری طرح بیان ہی نہیں کر پاتی مثلاً آپ ایک خوبصورت پُرفضاء مقام دیکھتے ہیں قدرت کی بوقلمونیوں کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتے ہیں، قدرت کے رنگا رنگ مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہیں، واپسی پر اپنے دوستوں سے ان مناظر کا احوال بیان کرتے ہیں مگر ہو بہو اپنی کیفیات کو اپنی زبان پر نہیں لا سکتے، چونکہ آپ کے احساسات روزمرہ کی زبان میں کوئی ربط ہی نہیں، بڑی مشکل سے کچھ دھندلے سے نقوش کٹے پھٹے انداز میں زبان پر لاتے ہیں لیکن سننے والوں کو سوائے خوبصورت مناظر، درخت، جھرنے پھول، پانی روشنی سبزہ وغیرہ الفاظ کے سوا اور پتہ نہیں چلتا۔ شاید سامعین حیران ہوں کہ یہ سب کچھ قرب و جوار میں بھی موجود ہیں ان میں کونسی خاص بات ہے؟ آپ اپنے احساسات کو بیان کرنے کے لئے جسمانی حرکات وسکنات سے بھی مدد لیں لیکن وہ احساس جو آپ کے اندر موجزن ہے اس کا اظہار ممکن نہیں بس یہی زبان کی بے بسی ہے۔ اکثر یہ جملے سننے کو ملتا ہے ''حالات اسے ہیں میں آپ سے بیان نہیں کر سکتا'' یہ منظر اتنا خوبصورت تھا کہ بیان سے باہر ہے''۔ ٹہنی پر گلاب کے پھول کی تر و تازگی و خوبصورتی کیا ہے؟ پودے کی ٹہنی میں، پنکھڑی میں، رنگ یا بناوٹ میں، جذبات و احساسات میں یا صرف آپ کی آنکھوں میں؟

دوسری طرف سننے والے آدمی کی بھی اپنی کچھ حدود ہیں، جس سے بات مزید نا قابل فہم ہو سکتی ہے، جب آپ نے کہا ''منظر بڑا ہی خوبصورت تھا'' تو فوراً میرا ذہن ایک ویڈیو ٹیپ کی طرح حرکت میں آ گیا اور اپنے ''سٹور'' سے خوبصورت منظر کی تفصیلات ڈھونڈنے لگا، اب سننے والے کے ذہنی ریکارڈ پر منحصر ہے کہ خوبصورت منظر کا کیسا خاکہ وہاں محفوظ ہے۔ دوبارہ کس حد تک حافظے میں دوہرا سکتا ہے۔ یہ تو ہوئی ذہن کی ایک کیفیت ہے، لیکن ذہن و حافظہ کس قدر طاقتور ہے؟ ہر ایک الگ صلاحیت کا مالک ہے۔ چیز ایک ہی ہوتی ہے لیکن

دیکھنے والے اسے اپنے انداز وزاویہ سے دیکھتے ہیں۔ایک مٹی ہی کو لیں تو زمیندار کی نگاہ جو دیکھتی ہے وہ ایک پراپرٹی ڈیلر سے الگ ہے، جیالوجسٹ تجزیہ اپنے انداز میں کریگا۔ایک فوجی اِن دونوں سے جداگانہ انداز میں دیکھے گا، ایک کھلنڈرا بچہ اس کے بارہ میں سب سے ہی الگ اندازہ لگائے گا۔زمین کا ٹکڑا، ایک سوچیں الگ الگ ہیں۔یہ کتاب بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار ہے۔

اسلام اور توہم پرستی:

سیدالمرسلین نبی الرحمت ﷺ نے توہم پرستی اور غیر حقیقی باتوں کی نفی فرمائی ہے۔شگون لینے سے منع فرمایا ہے۔دیگر اقوام کی طرح عربوں میں بھی بہت سے توہم پائے جاتے تھے۔کتب احادیث وتواریخ میں جابجا اس قسم کے واقعات ملتے ہیں کہ وہ لوگ قدم قدم پر شگون لیا کرتے تھے۔کئی احادیث اس بارہ میں ملتی ہیں کہ بدشگونی کی شرعی کوئی حیثیت نہیں ہے۔کتب معتبرہ میں موجود ہے کہ ’’بدشگونی ہوتی تو عورت،گھوڑے وغیرہ میں ہوتی (بخاری) اسی طرح کی حدیث یہ بھی ہے موسی بن اسماعیل، ابان، یحیی،سعید بن مسیب، حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ہامہ کچھ نہیں ہے، عدوی کچھ نہیں ہے،شگون لینا کچھ حثییت نہیں رکھتا اور اگر کسی چیز میں بدشگونی ہوتی تو گھوڑے،عورت اور گھر میں ہوتی۔جامع الأحادیث (9/465) أخرج ※ الطیالس ※ (ص250،رقم 1821)، والبخار ※ (3/1049،رقم 2703)، وأبو داود (4/19،رقم 3922)، والنسائ ※ (6/220،رقم 3568)، وابن ماج ※ (1/642،رقم 1995) لیکن اسلام نے نفاست کو پسند فرمایا، ناموزوں ناموں اور کلام کو بدلا ہے۔اچھے نام رکھنے، اچھی دعائیں دینے اور زبان سے اچھے کلمات ادا کرنے کی تلقین موجود ہے، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرض متعدی نہیں

ہوتا اور نہ بدشگونی کی کوئی حقیقت ہے البتہ فال یعنی اچھی بات اور عمدہ گفتگو مجھے پسند ہے۔ حسد، کینہ، بغض دلوں میں کدورت سب سے منع کیا گیا ہے۔اسلام ایک سلامتی والا راستہ ہے، خیر خواہی اس کی بنیاد ہے۔تخریبی اعمال سے منع کیا گیا ہے، جو منفی سرگرمیوں میں حصہ لے اس سے برات اختیار فرمائی ہے، ایذاء رسانی ،بُری سوچ،تخریبی اعمال،سحر وجادو،کو ممنوع قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ وہ راستے ہیں جہاں خیر کم توقع کیا جاسکتی ہے۔اعلی جوہر ،خدمت انسانیت،احترامی جذبات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ہر اس فعل کی قدرافزائی موجود ہے جس میں دین ودنیا میں سے کسی انداز میں بھلائی موجود ہے،معمولی معمولی بھلے کام پر بڑے بڑے اجر کی نوید سنائی ہے، ہر کسی کو اس کی حیثیت کے مطابق درجہ دیا ہے، تمام خام خیالیوں کی نفی کرتے ہوئے صرف عمل اور کوشش کو سراہا گیا ہے۔واشگاف الفاظ میں اعلان کردیا کہ کسی کو بھی اس کی محنت سے زیادہ مرتبہ نہیں دیا جاسکتا۔جتنا عمل کروگے اتنا اجر پالوگے۔دنیا اور آخرت دونوں کو سعی اور عمل سے منتھی کردیا گیا ہے، اسلام کا لب لباب حضرت لاہوریؒ کی زبان سے یوں ادا ہوا ’’رب کو عبادت سے۔رسول کو اطاعت سے،مخلوق کو خدمت سے راضی کرلو‘ پورے اسلام پر عمل کرلوگے۔ان الفاظ کی سمندر سے زیادہ گہرائی ہے۔

انسانی ذہن قدرت کا کرشمہ

خالق کائنات نے انسانی ذہن کو اس انداز میں بنایا ہے کہ اس کی حقیقت تک رسائی آج تک ممکن نہ ہوسکی،اس کائنات میں آج تک جتنی مشینیں بن چکی ہیں یا بن رہی ہیں ان کا کل انسان ہے۔انسان کی ذات میں خدا نے نورعلم،شعور اور وجدان وغیرہ الگ الگ رکھے ہوئے ہیں۔اگر وجود انسانی تمام مشینوں کا کلُ ہے تو اس میں اتنی صلاحتیں ہیں کہ تمام مشینوں کا کام سرانجام دے سکے۔لیکن ہم اس سے تمام مشینوں کا کام لینے سے اس لئے

قاصر ہوتے ہیں کہ ہمارے ہاتھوں میں اس وجود کا کنٹرول نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے مختلف Knobs کے بارے میں ہمیں ضروری علم حاصل ہوتا ہے۔ اگر ہمیں اس کا علم ہو جائے تو یہی انسانی وجود ریڈیو کی طرح بولنے لگتا ہے۔ یہی وجود ایک جگہ سے دوسری جگہ چشم زدن میں منتقل ہو سکتا ہے۔ اس سے ہم ایٹم بم سے زیادہ خطرناک کام لے سکتے ہیں ۔لیکن ہمارے پاس اس کا کنٹرول پینل نہیں ہوتا اس لئے ہم اس کو کمتر سمجھتے ہیں ۔ ہم جتنا وسیع سمجھیں گے اتنا ہی وسیع ہوگا جتنا محدود سمجھیں گے اتنا ہی محدود ہوگا۔ انسا دماغ قدرت کی اعلیٰ تریں اور پیچیدہ ترین تخلیقات میں سے ایک ہے۔ جو قدرت الٰہی کو سمجھنا چاہتے ہیں انہیں ذہن انسانی اور دماغ انسانی کے بارہ کچھ معلومات ضرور ہونی چاہیئں ۔ انسان زمین پر اللہ کا نائب ہے جسے خلافت کے لئے تخلیق کیا گیا ہے اور انسانی روح کے اندر بے پناہ صلاحیت اور غیر محدود طاقت ہے، اس پر آگے چل کر بات ہوگی، سر دست ہم ذہن انسانی اور دماغ انسانی پر لکھتے ہیں۔ آپ کے دماغ کی طاقت اتنی زیادہ ہے کوئی پچیس تیس سال پہلے سائنس دانوں نے اندازہ کیا تھا کہ دماغ کے جتنے کردار (Function) ہیں اتنے کام کرنے کے لئے اگر مشینیں لگائی جائیں تو ایک شہر کی جگہ کے برابر جگہ درکار ہوگی اور اتنی ترقی اور نئے نئے کمپیوٹر ایجاد ہونے کے بعد انہوں اس سائز کو خاصہ کم کر لیا ہے 1995 میں ان کو فٹ بال سٹیڈیم کے برابر جگہ درکار تھی۔ ذہن کی توانائی کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ آپ جتنی خوراک کھاتے ہیں اس کا بیس فیصد دماغ استعمال کرتا ہے، دراصل دماغ ہی ہمارے دل اور پورے جسم کو کنٹرول کرتا ہے۔

خلق اور امر

اللہ تعالیٰ کی صفات عالیہ میں سے پہلی صفت خلق یعنی پیدا کرنا ہے متصل جو صفت بیان کی گئی ہے وہ امر ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جو تخلیق فرماتے ہیں تخلیق کے بعد اسے چلانا اور زندگی

جادو کے بنیادی قوانین اوران کا توڑ

دینا اس کے متعلقہ ضروریات مہیا کرنا سب کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذمہ دار قرار دیا ہے۔ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (14) بھلا وہ نہیں جانتا جس نے (سب کو) پیدا کیا وہ بڑا باریک بین خبردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کبرائی کے مطابق فیصلے کرتا ہے اور انسان اپنے افعال معاملات کو اپنے انداز میں ترتیب دیتا ہے جس بات میں تسلسل نہ رہے اس کا فنا ہونا یقینی ہے یہ مثال روحانی وجسمانی اعمال وافعال پر منتبق ہوتی ہے۔ انسان دلی خیالات کی بنیاد پر اپنے امور طے کرتا ہے اور انسان کا دل اللہ کی انگلیوں کے درمیان ہے

عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُولُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ « إِنَّ قُلُوبَ بَنِى آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ إِصْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ كَقَلْبٍ وَاحِدٍ يُصَرِّفُهُ حَيْثُ يَشَاءُ ». ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « اللَّهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوبِ صَرِّفْ قُلُوبَنَا عَلَى طَاعَتِكَ ». صحيح مسلم (8/ 51) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے تمام بنی آدم کے دل رحمٰن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں جسے چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے پھر رسول اللہ نے فرمایا (اللّٰھمّ مصرّف القُلوب صرّف قُلوبَنا علی طاعتک) اے اللہ دلوں کے پھیرنے والے ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت پر پھیر دے۔ جمع الجوامع أو الجامع الكبير للسيوطي (ص: 7648) أخرجه أحمد (168/2، رقم 6569) ومسلم (2045/4، رقم 2654) والدارقطنى فى الصفات (27/1، رقم 29). وأخرجه أيضًا: ابن أبى عاصم فى السنة (100/1، رقم 222).

انسانی ذہن کی چابی۔قوت متخیلہ

اس وجود انسانی کی کلید اعظم تصور ہے روحانی اعمال ہوں یا سائنسی ہنرمندی تصور کا کردار

بنیادی ہےاس کے ساتھ قوت ارادی بھی اہمیت کی حامل ہےلیکن تصور زیادہ اہم ہے،قوت ارادی تصور یا قوت متخیلہ کا حصہ ہے،قوت متخیلہ کے بغیر قوت ارادی پیدا نہیں ہوسکتی۔تصور کی مدد سے سالک خدا کو پاسکتا ہے۔لیکن قوت ارادی سے خدا کبھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ قوت متخیلہ ہی وہ سواری ہے جو انسان کو اَن دیکھی اور اَن جانی منزلوں کی طرف لے جاتی ہے۔اگر انسان اپنے تصور کی باگیں تھام سکے اور اس کلید اعظم سے اپنے وجود کے مقفل دروازے کھولنے کا ہنر رکھتا ہوتو کرامتیں ظہور میں آتی ہیں۔اسی نکتے کو اگر ہم تخلیق کائنات کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کریں تو بات مزید واضح ہوجاتی ہے۔جب خالق کائنات نے کہا''کن'' ہوجا۔تو اس کے ساتھ ہی کائنات کی ہر چیز اپنی تکمیل کے ساتھ پیدا ہوگئی تھی ۔یہ جاری عمل ہے۔لیکن ہر شئے کا فیکون اسکے اندر ہے۔اگر کائنات کی تخلیق میں کن اور اس کے بعد فیکون کی کرشمہ سازی نہ ہوتی تو یہ کائنات نامکمل ہوتی۔ایک چھوٹے سے ذرے کے اندر بھی اس کی تکمیل یا فیکون موجود ہے۔ایک ایٹم کے اجزاء کو دیکھ لیں اس کا ہر جز اپنی تکمیل کے ساتھ موجود ہے۔اس ایٹم کی مدد سے چاہیں تو شہر تعمیر کردیں، چاہیں تو اس سے ہنستی بستی بستیاں تباہ و برباد کردیں۔اسی طرح انسان کے اندر فیکون کارفرما ہے، تمام قوتوں کی تکمیل و تشکیل انسانی وجود کے اندر ہے، انسان کا مسئلہ ہی ہے کہ وہ اپنے وجود کے بند تالے کو کھولنے والی چابی کو استعمال میں نہیں لاسکتا۔جو لوگ اپنے وجود کی اس چابی کو استعمال کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔وہ اپنی منفی قوتوں کو کلید اعظم کے زور پر مرتکز کرتے ہیں اور پھر ان منفی قوتوں کی کمک کے لئے شیطانی منتروں کا ورد یا جاپ کرتے ہیں جس سے وہ جو شیطانی کام چاہیں کرسکتے ہیں یہی'' کالا جادو'' ہے، بعینہ اس طرح مثبت قوتوں کو اسی کلید اعظم کی مدد سے استعمال کیا جاسکتا ہے۔دونوں قوتوں کے استعمال کا نکتہ ایک ہے کیونکہ ان کا خالق بھی ایک ہے۔

جادو کے بنیادی قوانین اوران کاتوڑ

دماغ کی اقسام

دماغ کی تین قسمیں بیان جاتی ہیں ان میں سے ایک لاشعور بھی ہے اور لاشعور وہ طاقت ہے جسے کائنات کی ان لہروں سے منسلک کردیا گیا ہے جسے ماضی حال اور مستقبل کی سب چیزوں کے بارہ علم ہوتا ہے۔قران کریم کی تصریح کے مطابق انسان کی روح میں ہر قسم کا علم سمودیا گیا ہے۔علم الاسماء جو کہ باوا انسانیت کو تلقین ہوئی تھی کا جائز طور پر وارث ہے، اس میں خدا نے اپنی نیابت کے ساتھ ساتھ اپنی روح بھی پھونکی تھی[القران] تمام علوم انسان کے اندر روح میں موجود ہیں، روح سے یہ علوم لاشعور میں آتے ہیں، ذہنی لاشعور کو اپنی کوششوں اور یقین کی مدد سے صحیح طریقے سے کام پر لگا سکتے ہیں، اسی لاشعور کے گرد ساری روحانیت گھومتی ہے، اس لئے اسے سمجھنا ضروری ہے۔ایک خبر اور اطلاع جو آپ کہیں سے سنتے یا حاصل کرتے ہیں لاشعور کو یاد تو ہوجاتی ہے لیکن اسے ہر وقت اٹھائے نہیں پھرتا بلکہ اسے اپنے مال خانے میں جمع کردیتا ہے۔دماغ میں کل 18 ارب خلئے (Cell) ہوتے ہیں اس لئے کسی چیز کو یاد (Retieve) کرنے میں سے مشکل نہیں ہوتی۔کیونکہ ایک خلیہ کی یاداشت کی گنجائش بہت سی ہوتی ہے۔

انسانی ذہن کیسے کام کرتا ہے؟

انسانی ذہن کمپیوٹر Computer سے ملتے جلتے طریقے سے کام کرتا ہے۔بلکہ ایسا کمپیوٹر جس کے آگے ساری دنیا کے کمپیوٹر ملا کر رکھے جائیں تو بھی ان کی صلاحیت انسانی دماغ کے مقابلے میں اتنی کم ہے جیسے کسی نومولود بچے کا دماغ بالغ آدمی کے دماغ کے سامنے، یہ امریکی سائنس دان کے الفاظ ہیں۔انسانی دماغ میں ایک چھوٹا سا ذرہ ایسا ہوتا ہے جو کبھی تباہ نہیں ہوسکتا چاہے اس پر ایٹمی دھماکہ کردیا جائے۔ڈاکٹر بھی اب اس بات کو ماننے لگے ہی کہ بہت سی بیماریوں کا تعلق نفسیات اور ذہن سے ہوتا ہے۔پہلے وہ کہتے تھے

کہ 30% بیماریاں ذہنی کوفت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں، پھر وہ 50% بیماریوں کی وجہ نفسیاتی ماننے لگے ہیں اب وہ تقریباً 75% بیماریوں کی وجہ نفسیاتی بتاتے ہیں۔ وہ دن دور نہیں جب وہ 90% تک آجائیں گے، یہ تو انسانی تحقیق ہے جو ہر آن تبدیل ہوتی رہتی ہے حقائق خدا بہتر جانتا ہے۔

کائیناتی قوتوں سے استفادہ کرنا شرک ہے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کی فلاح و بہبود کے لئے کایئنات میں بے شمار قوتیں پیدا کی ہیں جن سے ہمہ وقت انسان اپنی ضرورتیں پوری کرتا ہے ان کی اہمیت کا یہ حال ہے کہ اگر انہیں انسان تک نہ پہنچنے دیا جائے تو انسان کی زندگی اجڑ کر رہ جائے۔ مختلف شعاعیں۔ گیسز۔ موسموں کا اختلاف وغیرہ سب اسی قبیل سے ہیں، سائنسدانوں کے جدید تجربات کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ انسان کی زندگی کے لئے صرف غذا ہی ضروری نہیں ہے اور بھی بے شمار چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے مختلف شعاعوں۔ روشنی اور مختلف درجہ حرارت کی ضرورت پڑتی ہے۔ تخلیق کارنے کوئی چیز لایعنی و بے کار پیدا نہیں کی ہے کوتاہ فہمی یا تجربات نہ ہونے کی وجہ سے کسی چیز ظاہر نہ ہوسکے یہ الگ بات ہے کسی چیز کا معلوم نہ ہونا اس کے عدم کی دلیل نہیں۔

ذہین لوگ اور ان کی صلاحتیں

کچھ لوگ اپنے ہم جنسوں سے زیادہ ذہین و طباع ہوتے ہیں، انہیں قدرت نے مخصوص صفات اور صلاحیتوں سے نوازا ہوتا ہے، وہ خدمت کے جذبے سے سرشار ہوتے ہیں اُن کی نگاہیں اور ان کی فہم وہ کچھ محسوس کرلیتی ہیں جو باتیں عام نگاہوں سے اوجھل رہ جاتی ہیں جنہیں دوسرے لوگ اس وقت تسلیم کرتے ہیں جب انہیں مسلمات کا درجہ مل جاتا ہے ،علوم وفنون کی دنیا میں کچھ چیزیں وہ ہیں جن کا طلسم صرف ماہرین کے سامنے ہی ٹوٹتا ہے،

دوسرے لوگ اس کے ادراک سے قاصر رہتے ہیں، بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ دوسرے لوگوں کا اس طرف دھیان ہی نہیں جاتا کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کسی کے آگے ایک کائیناتی راز ظاہر ہوتا ہے لیکن وہ سمجھنے اور اس کی تہہ تک پہنچنے سے قاصر رہتا ہے مگر جب وہ کسی رمز آشنا سے گفتگو کرتا ہے تو اس کے ذہن میں لگی ہوئی ایک گرہ کھل جاتی ہے، برسوں سے التوا میں پڑے ہوئے امور سرانجام پانے لگ جاتے ہیں، وہی ایک کمی ان نظریات و قوانین کے اندر موجود تھی جو اس گفتگو سے دور ہوگئی۔

ہر انسان جداگانہ صلاحیت کا مالک ہوتا ہے۔

دنیا وہی تو نہیں جو ہمیں دکھائی دیتی ہے، اسرار صرف وہی تو نہیں جو ہمیں معلوم ہیں اس کے علاوہ بھی راز سربستہ ایسے موجود ہیں جو معمولی کاوش کے منتظر ہیں کہ انہیں تھوڑی سی جدجہد سے آشکارا کیا جاسکتا ہے، اللہ تعالی نے ہر انسان کو ایک نہ ایک جداگانہ صلاحیت دی ہے جس میں کوئی دوسرا شریک و سہیم نہیں ہے حتی کہ ایک جاہل گنوار اور کم عقل انسان میں بھی کوئی نہ کوئی ایسی انفرادیت موجود ہوتی ہے جس سے عقلاء بھی محروم ہوتے ہیں۔ مگر اسے سمجھ نہیں ہوتی اور یہ انفرادی صلاحیت دب کر رہ جاتی ہے جس کا خود اسے احساس تک نہیں ہوتا، کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے وہ علمی کمالات و معلومات بھگارنے اور اپنی صلاحیت کا لوہا منوانے کے لئے ہر موضوع پر اظہار خیال کرتے ہیں، ہر ایک سے بحث و مباحثہ کرتے ہیں جو اُن کی فہم سے بالا ہو اُسکی تردید کرنا بھی اپنا حق سمجھتے ہیں، ضروری نہیں کہ ان کی ہر بات لائق توجہ ہو ہر آدمی اپنے میدان کا ہی شہسوار ہوسکتا ہے، اس کے فن اور تجربے کی وجہ سے مخصوص میدان میں اسے تفوق دیا جاسکتا ہے مگر ہر بات ان کی معتبر نہیں ہوسکتی۔

ماہر فن سے مشورہ لیں

بہت سے لوگ کسی کو نیک اور صالح سمجھتے ہیں اسے فرشتہ صفت تصور کرتے ہیں اس کی بات کو

بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں اُسے اپنے نجی معاملات تک سے آگاہ رکھتے ہیں، زندگی کے بہت سے امور میں دعا کے متمنی اور مشاورت کے آرزو مند دکھائی دیتے ہیں۔ اسی عقیدت میں اُن سے ایسے امور میں بھی مشاورت کرتے ہیں جو درحقیقت ان کی معلومات سے جدا ہوتے ہیں۔ ایسے میں پوچھنے والا اور بتانے والا دونوں اپنی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں مثلاً ایک انسان کو نیک۔ عالم سمجھ دار اور مسائل فقہ شریعت میں اور تقوی وطہارت میں اسے مثالی مانا جاتا ہے۔ مگر اس کی یہ اکتسابی صفات اس بات کی دلیل تو نہیں کہ اسے ہر میدان میں ایسا ہی مقام دیا جائے، اس کا حق ہے، جو اُس نے پڑھا ہے یا جس فن میں اسے مہارت ہے اس میں مقام دیا جائے مثلاً ایک آدمی مذہبی معالات میں سوجھ بوجھ رکھتا ہے تقویٰ وطہارت سے بھی متصف ہے، اسے اپنے فن میں مہارت حاصل ہے، اس سے یہ بات تو لازم نہیں آتی کہ اس سے تمام امور میں مشاورت کی جائے، کاروبار میں اس سے مشورہ لیا جائے، زمیندارہ کے بارہ میں اس سے معلومات لی جائیں، اگر فصل باڑی بیجنی ہے اس کے لئے تو ایک زمیندار زیادہ معتبر ہوگا نہ کہ ایک مفتی۔

بے اعتدالی

اکثر معالات میں بے اعتدالی دیکھنے میں آتی ہے کہ ایک مریض جو کہ جادو کا شکار ہے یا پھر اسے ایسی نادیدہ قوتوں نے دبایا ہوا ہے کہ اس کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے ایسے میں وہ کسی ماہر فن جادو کا توڑ کرنے والے کے پاس جانے کے بجائے وہ کسی نیک اور مفتی عالم کے پاس جاتا ہے، اس سے اپنے معالجہ کا خواستگار ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ اپنے اوپر ظلم کرتا ہے دوسری طرف وہ عالم صاحب بھی ظلم پر کمر کسے ہوئے ہیں، انصاف کا تقاضا تو یہ تھا اگر جادو کے توڑ اور منفی قوتوں کے حالہ سے نکالنے والے فن سے اسے آگاہی تھی تو بہتر ورنہ وہ مریض کے ساتھ اپنے پیشے اور فن کے ساتھ بھی بددیانتی کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ وہ ایسے

میدان میں چلنے کے لئے پر تول رہا ہے جس کے بارہ میں اسے معلومات نہیں، وہ اناڑی سرجن کی طرح ہے جو بدن انسانی کے بارہ میں کچھ نہیں جانتا مگر چیر پھاڑ کے لئے مصروف عمل ہے، انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ پہلے متعلقہ فن میں مہارت پیدا کی جاتی پھر علاج معالجہ کی طرف بڑھا جاتا۔ بہت سے مریض جادوئی بلاخیزیوں میں جکڑا ہوتے ہیں وہ ان نیک لوگوں سے رابطہ کرتے ہیں جب کہ یہ اپنی ساتھ اس مریض پر بھی ظلم کرتے ہیں۔ نیک ہونے کے یہ معنی تو نہیں کہ لوگوں کی عقیدت سے کھلواڑ کرتے پھریں۔

فن میں ماہر لوگ

دوسری طرف اگر کوئی ایسی صفات سے متصف ہے جو اِن مخفی قوتوں کا مقابلہ کر سکتا ہے، ان مخفی طاقتوں سے آشنائی رکھتا ہے، وہ علاج ومعالجہ کرتا اور اپنے فن کا مظاہرہ کرتا ہے لیکن اس فن کے قواعد ایسے ہیں جنہیں عالم صاحب نہیں سمجھتے تو لازم نہی کہ اس پر گمراہی کا فتویٰ لگایا جائے بلکہ چاہئے کہ اس فن میں سوجھ بوجھ پیدا کی جائے۔ ضروری تو نہیں دنیا کے ہر فن کے بارہ میں عالم صاحب کی معلومات مکمل ہوں۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو انسان کی بہت ساریہ مجبوریاں ختم ہو جاتیں۔

اجتہاد واستنباط۔

قرون اولی میں اہل فہم حضرات نے اجتہاد سے کام لیا اور پیش آمدہ مسائل کو حل کیا، وقت کی ضرورتوں کو سمجھا اور ان کا حل پیش کیا، طب وحکمت عملیاتی قوانین مقرر فرمائے۔ آج کے اہل حل وعقد کو بھی اس بارہ میں سوچنا چاہئے کہ پیش آمدہ مسائل سے کس طرح نبرد آزما ہوا جا سکتا ہے؟ اس کے علاوہ اگر کوئی صاحب عزم وہمت کائیناتی مخفی طاقتوں کے کام لینے کا ڈھنگ معلوم کر لیتا ہے تو یہ عین رضائے خداوندی ہے۔ جو کام پہلے جادو کے زمرے میں شمار کیا جاتا تھا، اس کے اظہار کی دوسری صورتیں معلوم نہ تھیں۔ انہیں صرف تخریبی انداز میں

استعمال کیا جاتا تھا،تخریبی ہیولی ہی اس نام سے وابسطہ تھا۔جیسے پہلے کاانسان سانپ وبچھوکو ایک موزی کے طور پر شناخت کیا کرتا تھا مگر آج اس نظریہ کومسترد کر دیا گیا ہے،اس کے اتنے سارے مفید پہلو سامنے آچکے ہیں کہ سانپوں کو پالنا ایک صنعت کے طور پر متعارف کرالیا گیا ہے۔بچھوؤں کومصنوعی طور پر نسل کشی کے طور پر حاصل کیا جار ہا ہے۔ایسے ہی وہ صلاحتیں جوکبھی صرف تخریب اور برائی کے لئے مخصوص تھیں آج انہیں اس انداز میں برتا جار ہا ہے کہ انسانی خدمت کے نئے افق سامنے آر ہے ہیں۔

اظہارفن کاانداز

اس سے پہلے کہ دوسرے لوگ اسے ایک فن کے طور پر اپنائیں ہمیں چاہئے کہ ان صلاحیتوں کے لئے اپنے ذہن میں گنجائش پیدا کرلیں کیونکہ علت کے بدلنے سے معلول بھی تبدیل ہوجاتا ہے۔ہمیں چاہئے کہ اس فن کواس انداز سے نہ سہی مگراس کی حیثیت کونظر اندازنہیں کیا جاسکتا۔قدرت اپنے کاموں کوکئی رخوں سے پورا کرتی ہے،اپنے طےشدہ امر کوپورا کرنے کے لئے ہزاروں اسباب پیدا کردیتی ہے۔جادو کا منتہا چند مفادات کاحصول اور باہمی تفوق تھا،کیونکہ ہم چشموں میں برتری ہرکسی کی خواہش ہوتی ہے،اس خواہش کی تکمیل کے لئے بہت سے کام کرتا ہے۔برتری قائم رکھنے کے لئے مرضی کے خلاف کام بھی کرنا پڑتے ہیں۔جادو کے لئے جن صلاحتیوں یا جن طاقتوں کو بیدار کیا جاتا ہے اس طاقت سے بہت سے مفید کام لئے جاسکتے ہیں۔خلاق العلیم نے اپنے نائب میں بےکارو فالتوکوئی چیزنہیں رکھی،اگرایسا سوچتے ہیں تواس کی تخلیق میں نقص نکلتا ہے جوکہ کسی ادنی سے مسلمان کے لئے بھی قابل قبول نہیں کہ صناع کی صانع گری میں نقص نکالے یا ایسا سوچے۔یہ الگ بات ہے کسی مفید قوت کوآپ غلط کام کے لئے استعمال کریں۔اس کا موجودہونا عیب نہیں مگراس کاغلط استعمال برا ہے۔جیسے پھلوں کوشراب بنا کراستعمال کرنے

سے ناشکری کہا گیا ہے(القران سورہ النحل)

انسانی صلاحیتوں کااستعمال

جدید تجربات اور سائنسی تحقیقات نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ انسانی دماغ کے اندر بے پناہ صلاحتیں موجود ہیں،ابھی تک انسان پوری طرح دماغ کواستعمال نہیں کرسکا ہے،جب انسان اسے کماحقہ برتنے لگ جائیگا توسمجھو کایئنات کے بھیدوں سے پردہ سرکنا شروع ہو جائیگا،جادوانسانی دماغ کی ہی ایک صلاحیت کانام ہے،کیونکہ اسے جس انداز میں استعمال کیا جاتا رہا ہے یااسوقت تک انسانی ذہن میں تفوق کا جوتصوراورخاکہ سماسکتا تھا اسے جادوکا نام دیا گیا تھا۔اسے جس انداز میں استعمال کیا جاتا تھا پہلے لوگوں میں جادوگروں نے جو خوف بٹھایا تھا وہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ اسے شرائع آسمانی میں جائز رکھا جاتا کیونکہ جادوکا جوتخریبی رخ اس وقت سامنے تھا اسی کے مطابق حکم دیا گیا تھا۔

پہلوں کے تجربے سے سیکھنا برا نہیں ہے

اچھے انداز میں کسی سے بھی سیکھنا،اس کے تجربے سے فائدہ اٹھانا عقلمند کا کام ہے،سنت الیہ ہے کہ پہلوں کے تجربے،نئے آنے والوں کے کام آتے ہیں،اخذ واستفادہ کا طویل سلسلہ تاریخ انسانی کا جھومر ہے،قومیں ایک دوسرے سے سیکھتی ہیں۔ان کے علوم وفنون میں مہارت پیدا کرکے اپنی منزل طے کرتی ہیں،جہاں تک معلومات ہیں اس راہ سے ہرکسی کو گزرنا پڑتا ہے۔بقول ابن خلدون جب قومیں اور سلطنتیں بوڑھی ہوجائیں تو وہ دوسروں کے لئے جگہ خالی چھوڑ دیا کرتی ہیں،اُن کی جگہ نئی اور تازہ دم قومیں پر کرتی ہیں(مقدمہ ابن خلدون)یہ عروج وزوال کا سلسلہ یوں ہی چلا آرہا ہے،جب قومیں جگہ خالی کرتی ہیں تو آنے والوں کے لئے ورثہ میں اپنے علوم وفنون،مہارتیں بھی چھوڑ جاتی ہیں۔ان تجربات سے ہرکوئی اپنی استعداد کے مطابق مستفید ہوتا ہے۔زیرک لوگ زیادہ اور غبی لوگ کم لیکن

اپنی ضرورت کے موافق کوئی بھی کمی نہیں کرتا۔سیکھنے سکھانے کا طویل سلسلہ نا معلوم وقت سے جاری ہے اور یوں ہی چلتا رہے گا۔گزری ہوئی اقوام کے اثاثہ کو آنے والی قومیں انداز میں لیتی ہیں، اُن کی نگاہوں سے اوجھل رہ جانے والی باتوں اور کجیوں کو دیکھ کر ان علوم وفنون کو قابل استعمال بناتے ہیں، اس بات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ اس نے کسی پہلے گزرے ہوئے فنکار یا اہل علم کے تجربات سے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا۔استفادہ کے ساتھ ساتھ اپنی فہم وزیرکی کی بنیاد پر اضافے بھی کئے جاتے ہیں۔

فنا شدہ اقوام کے علوم

سومیریوں کے فنون سے الادیوں، بابلیوں اور آشوریوں نے استفادہ کیا، مصرو ہند والے بھی اس دوڑ میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔جب یہ لوگ مٹے تو اُن کے اثرات بعد میں آنے والوں پر بہت گہرے نکلے۔حمورابی کے قوانین سے اور آشوریوں، اکادیوں، بابلیوں کی عرق ریزی سے عبرانیوں، یونانیوں اور رومیوں کے ساتھ ایرانیوں بھی فائدہ اٹھایا۔جب بساط عالم مسلمانوں کے لئے بچھائی گئی تو انہوں نے بھی اپنے جوہر دکھائے، ماہرانہ انداز میں اس وراثت پر تنقیدی نگاہ ڈالی، خداداد صلاحیتوں کے اضافہ کرنے اور تجربہ کرنے میں کھپا دیا۔کونسا ایسا موضوع ہے جس پر سیر حاصل گفتگو نہ کی گئی ہو؟ لیکن جادو کو ممنوعہ قرار دیدیا گیا تھا اس لئے اس پر وہ کام نہ ہوسکا جس کا یہ مستحق تھا البتہ صوفیاء میں سے ایسے کئی لوگ گزرے ہیں جنھوں نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور نام بدل کر انہیں خواص کو بروئے کار لائے، جو پہلوں کی وراثت تھی۔فقہاء نے ان کا تعاقب تو کیا لیکن یہ کام لوگوں کی منشا کے عین مطابق تھا اتنا پھیلا کہ اسے سمیٹا نہ جاسکا۔ہم عصر علماء نے اس قسم کی کاوشوں کو مستحسن نگاہ سے نہیں دیکھا، انہیں گمراہ قرار دیدیا لیکن آج ان لوگوں کو ولی اللہ ہی نہیں بلکہ اقطاب وابدال قرار دیا جارہا ہے، ان کی محنت کو اسلامی عملیات اور قران وحدیث سے ماخوذ اعمال

کہا جارہا ہے۔کرنے والے اور کرانے والے سب اسے اسلامی سمجھ رہے ہیں، اس قسم کے اعمال کو نورانی اعمال کہا جارہا ہے۔

حضرت تھانوی کا تبصرہ

عملیات کی حقیقت قوت خیال، عملیات کے موثر ہونے کا حقیقی احوال حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے کیا ہے عاملین اور عملیات سے منسلکہ افراد کے لئے ان کی کتاب (عملیات و تعویذات اور اس کے شرعی احکام) کا مطالعہ مفید رہے گا۔

☆☆☆☆☆

ماخذ ومصادر۔۔باب اول۔۔

القران الکریم۔

روحانیت دانش اور حقیقتیں۔

طبیعات کی داستان۔

مقدمہ ابن خلدون۔

جادو ہے کیا؟

اصل یہ ہے کہ جادو ایک فن اور دماغی صلاحیت کا نام ہے جسے ابھارنے کے دنیا میں مختلف طریقے رائج ہیں۔ یہ فن زیادہ تر پجاری لوگوں کی تحویل میں رہا، انہوں نے اسے مذہبی رنگ دیا اور پوجا کے طور پر پڑھے جانے والے منتروں، اشلوکوں کو جادوئی حیثیت دی۔ جو باتیں مذہب سمجھی جاتی تھیں انہیں جادوئی طاقتوں کے اُبھار اور ان صلاحیتوں کی جلا کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ یہ بات ذہنوں میں پختہ ہوگئی کہ جادوئی منتروں کے لئے فلاں دیوتا یا دیوی کی پراتھنا (عبادت) کرنی پڑیگی۔ اتنے دن یہ کام کرنا پڑیگا۔ انہوں نے اسے مذہبی رنگ دیا تھا کہ اس طریقے سے مذہب کی ترویج ہوگی، انہوں نے مذہبی رو سے جائز اور مباح ماکولات ومشروبات کی قید لگائی تھی مگر مشکل اس وقت پیش آئی جب دوسرے مذہب والے ان صلاحیتوں کی جلا کے لئے اس طریقے کو اپنانے کی کوشش کرنے لگے۔ مثلاً کسی مذاہب میں شراب حلال ہے جیسے سومیری اکادی آشوری بابلی اور اہل ہند میں شراب کو مباح قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اسلام عیسائیت اور یہودیت میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے، اگر کوئی آدمی کسی دوسرے مذہب کے طریقے سے مخفی قوتوں کو بیدار کریگا تو اسے اپنے

مذہب وعقیدے کو خیر باد کہنا پڑیگا۔

کیا دماغی صلاحتیوں کو بڑھنا جادو ہے؟

پہلے دماغی صلاحیتوں کو جادو ٹونے کا نام دیا جاتا تھا مگر جدید دور میں اسے مختلف نظر سے دیکھا جارہا ہے، اسے ایک فن وہنر کے طور پر درسگاہوں پڑھایا جارہا ہے، اس کی تعلیم پانے والوں کو اسناد (ڈپلومے) دئے جارہے ہیں جیسے دیگر فنون میں سوجھ بوجھ پیدا کرنے والوں کو دئے جاتے ہیں آج کے دور میں بن دیکھی چیزوں کو تسلیم نہیں کیا جاتا، ہر چیز کو کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے جتنی اِفادیت سامنے آئے اتنی ہی اسے حیثیت دی جاتی ہے۔ کہانیوں سنی سنائی باتوں سے زیادہ تجرباتی وعملی کاموں کو اہمیت دی جاتی ہے۔ اگر جادو کو بایں معنی لیا جائے تو آج کا جادوگر کسی دیوی دیوتا کی پوجا کا محتاج نہیں ہے، نہ ہی اس کی ضرورت ہے، ایسی مشقیں اور خود کلامی پر مبنی آڈیو ویڈیوز آچکے ہیں اگر ان پر کما حقہ عمل کیا جائے تو انسان اپنے اندر جادو بھری طاقتیں محسوس کرنے لگتا ہے۔ اس کے علاوہ جو چیزیں ہمارے ہاں جادو کے نام پر کی کرائی جاتی ہیں انہیں دماغی منفی طاقتیں کہنا زیادہ مناسب ہے، یہ تو استعمال کرنے والے کو معلوم ہے کہ وہ اپنی خداداد قوتوں کو کس مصرف میں لگا رہا ہے؟

عملیات سیکھنے والوں کے لئے

جو لوگ عملیات یا جادو سیکھنا چاہتے ہیں یا جادو بھری طاقتوں کے متمنی ہیں انہیں چاہئے کہ اپنی مخفی طاقتوں کو بیدار کریں، اِن سے کام لیں، ان کی بیداری کے لئے کسی قسم کی پوجا پاٹ کی ضرورت نہیں ہے، جس طریقے سے بھی یکسوئی ملے حاصل کرلے، اس کے بعد اسے کسی چلے وظیفے اور جادوئی مشق ریاضت کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔ کیا دیکھتے نہیں کہ ایک صوفی ابتدائی سلوک میں تصور شیخ سے لیکر درجہ بدرجہ ایسے مراحل سے گزرتا ہے کہ اس کی ذہنی کیفیت پختہ ہوجاتی ہیم پھر وہ اس قابل بن جاتا ہے کہ افادہ واستفادہ کے میدان میں

کود پڑے۔ دوسروں پر تصرف کرے، توجہ کرے، اپنے مقاصد کو پورا کرے۔ جب ہم کہتے ہیں فلاں بزرگ سے ہمارے لئے دعا کرانا۔ یا کسی بزرگ سے کہتے ہیں ’’جناب ہمارے حال پر کچھ توجہ فرمائے‘‘ یامشہور ہے مرشد اپنے متعلقین پر نظر رکھتے ہیں۔ یہ سب کیا ہے؟ ہم دعا وتوجہ میں کونسی طاقت یا صلاحیت کو استعمال کرتے ہیں؟ کوئی چیز ہے جو ان سب امور میں برتی جارہی ہے؟ کوئی اسے کرامت کہتا ہے، کوئی ذکر کی برکت، کسی کے خیال میں بڑوں کی دعا ہے، جو بھی کہو لیکن سوچو کہ یہ سب کچھ ہے کیا؟ اگر کوئی ایسا انسان یہ سب کچھ کرے جو اپنے عقیدے و مذہب سے تعلق نہ رکھتا ہو تو اسے استدراج کا نام دیا جاتا ہے۔ جو بھی کہو۔ کچھ تو ہے جس کی تائید وتردید کی جارہی ہے، جس کے بنا دیر وحرم خالی خالی دکھائی دیتے ہیں، جب اتنا ہیر پھیر کس لئے؟ سیدھے انداز میں اس حقیقت کو تسلیم کیوں نہیں کر لیتے کہ یہ سب کچھ دماغی وذہنی صلاحیت ہے جسے مختلف مجاہدات اور چلوں کی مدد سے ابھارا جاتا ہے جو لوگ کہتے ہیں مخفی طاقتوں کے حصول کے لئے تقوی وطہارت اور پاکیزگی اکل حلال وصدق مال وغیرہ وغیرہ شرائط ہیں۔ مگر سچ تو یہ ہے ان باتوں کے لئے تقوی وطہارت تو ایک طرف رہے مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر آمد اسلام سے پہلے لوگ کیا کرتے تھے؟ اس سے زیادہ کہنے کی مجھ میں سکت نہیں ہے۔ مجھے کسی بات کا خوف نہیں، اگر خوف ہے تو صرف اتنا کہ لوگ اس عبارت کو غلط انداز میں پیش کر کے مذموم مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

استعانت لغیر اللہ کیوں حرام ہے؟

استعانت لغیر اللہ کو اسلام نے ناجائز قرار دیا ہے کیونکہ یہ انسانی مقام و مرتبہ کے شایان شان نہیں ہے، انسان کی قدرو قیمت اس سے کہیں ارفع ہے کہ وہ کسی مخلوق کے سامنے جبین نیاز جھکائے، یہ بھی اس لئے ممکن ہوا کہ اللہ نے اپنے فضل سے آسمانی ہدایات سے مالا مال

جادو کے بنیادی قوانین اوران کاتوڑ

کر دیا ورنہ یہ راز سربستہ پردہ اخفا میں رہتا۔ پہلے کا انسان ان قوتوں کے استعمال سے تو کسی حد تک واقف تھا لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس منبع ومحور خود اس کی اپنی ذات ہے، آسمانی ہدایات نے یہ پردہ چاک کیا، انسان دیوی دیوتاؤں سے بھی اعلی واشرف ہے لیکن عقل انسانی جو راستے منتخب کئے ان میں کجی تھی، اسی کجی کو دور کرنے اور حقیقی مقام سے روشناش کرانے کے لئے ایسی ہستیوں کا انتخاب عمل میں آیا جو دوسروں سے زیادہ لطیف ذہن اعلی صلاحیتوں اور دماغی لحاظ سے برتر تھے جن میں یہ صلاحیت پائی جاتی تھی ان باتوں کو معلوم کریں اور ایسی مخلوق سے رابطہ کریں جو دوسروں کے بس کی بات نہیں تھی، انہوں نے بتایا کہ شرک کرنا، پیدا کرنے والے کی حق میں ہی ناانصافی نہیں بلکہ تمہارے اپنے مقام ومرتبہ سے بھی گری ہوئی بات ہے۔ عبادات جو اعلی و برتر تصور دیا ہے اس میں انسان کا حقیقی مقام اجاگر ہوتا ہے اس طریقے سے انسانی کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو ابھرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ انسان کی وہ خواہشات پائے تکمیل کو پہنچنے لگتی ہیں جنہیں اس سے پہلے خواہش ہی کہا جا سکتا تھا ایسے حقائق سامنے آتے کہ انسانی ذہن کے لئے نئے دریچے وا ہوتے ہیں۔

عصر حاضر کا ایک مصنف لکھتا ہے ’’شرک یہی نہیں کہ انسان پتھر کی مورتیوں کے سامنے سجدہ ریز ہو، اس سے کہیں بڑا شرک یہ ہے کہ انسان قوانین خداوندی کی جگہ انسانوں کے خود ساختہ قوانین کی اطاعت کرے‘‘ (من و یزداں ۴۳)

جادو بہت پرانی چیز ہے

اس فن کے ذریعہ سے انسان ایسی باتیں ظہور میں لانا چاہتا ہے جو عمومی طور پر ممکن نہیں ہوا کرتیں، اس کے بہت سارے شعبے اور قسمیں ہیں لیکن استمداد ارواح سے زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ یہ لوگ بہت سی باتیں اپنے کام میں لاتے ہیں، جڑی بوٹیاں، اوقات نجوم، کسوف وخسوف کے اوقات کیونکہ ان کا خیال ہے کہ ستاروں کی نظرات اور حوادث عالم میں گہرا

ارتباط ہوتا ہے، جب ایسے اعمال کئے جاتے ہیں تو اس قسم کے عمل کو تنجیم کہا جاتا ہے[لماذ انحن مسلمون 1ج/86]

جادو قدیم قوموں کا ورثہ ہے

جن پچھلی قوموں کی تاریخ آج ہمارے ہاتھ میں ہے، ان میں دو قومیں رومی اور فارسی قبل از اسلام زبردست سلطنت کی مالک تھیں، اُنکے ملک وشہر آبادی سے بھرپور اور پٹے پڑے تھے اسی لئے ان میں علوم کی بڑی گرم بازاری تھی، مروجہ علوم معراج ترقی پر تھے، سریانی پھر کلدانی یا سریانی کے ہمعصر قبط کو سحر علم نجوم میں یدطولی حاصل تھا، طلسمات میں خوب طاق ماہر تھے، پھر انہی کی شاگردی پارسیوں اور یونانیوں نے کی، اُن کے خوشہ چین بنے، قبط نے تو علم سحر کو چوٹی تک پہنچادیا۔شاید ہاروت و ماروت کے قصے اس لئے ہمیں پڑھنے کو ملتے ہیں، ان کی جادو کی کہانیاں سنتے ہیں، اہل تاریخ نے مصر کی سرزمین کی حکایات لکھی ہیں، ان کے جادو کے کرتب بیان کئے ہیں، پھر اس کے بعد ایک دور آیا جب کہ قوموں نے اس علم سحر کو نفرت و کراہت کی نظر سے دیکھنا شروع کردیا، اس کے خلاف عام بددلی پھیل گئی کیونکہ تمام شرائع آسمانی اس کے خلاف آوازیں اٹھاتی رہیں، انہوں نے اسے حرام قطعی ٹھہرایا، جب ایسی فضا مخالفت پھیل گئی تو فن جادوگری صفحہ ہستی سے مٹ گیا، کوئی اس کا نام لیوا بھی نہ رہا، البتہ سینہ بسینہ جو اس کے اصول وقوانین چلے آرہے تھے وہ کچھ باقی رہے۔لیکن برملا اس کا چرچا بالکل اٹھ گیا۔پارسیوں میں اس قسم کے علوم عقلیہ خاص طور سے پروان چڑھے کیونکہ ان کی ان سلطنت بھی زبردست اور صدیوں تک مسلسل قائم رہی، جس نے علوم کی جڑ کو استوار کردیا۔مشہور یوں ہے کہ یونان میں بھی یہ علوم فارس ہی سے منتقل ہوکر آئے ہیں یہ وہ وقت تھا کہ سکندر نے دارا کو قتل کرکے پورے فارس کو زیر اقتدار کرلیا تھا اور سب کتابوں کے کثیر ذخائر اپنے قبضے میں لے آیا تھا جو حد وشمار سے باہر تھے‘‘[مقدمہ

ابن خلدون 496]

جادو کی جامع تعریف

سحر ایسے خفیہ فن کو کہتے ہیں جسے سیکھا جاسکتا ہے جس کی بے شمار اقسام ہیں۔انہیں بیان کرنا بہت مشکل ہے کیونکہ ہر خطہ اور ہر ملک کے باسی، ہر مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے اپنے اپنے انداز میں اسے بروئے کار لاتے ہیں، اس لئے جادو کی ایسی تعریف جو سب کے لئے قابل قبول ہو مشکل ہے اس طرح جادو کی اقسام کا شمار بھی ممکن نہیں لیکن اس سے کام لینے میں جو تمام جادوگروں میں مشترک بات ہے وہ یہ کہ اس سے مرض پیدا کیا جاسکتا ہے اس سے انوکھی چیزیں دکھائی جاسکتی ہیں اس سے دو ملنے والوں میں جدائی ڈالی جاسکتی ہے۔دوستی دشمنی میں بدلی جاسکتی ہے۔اس کی طرف سورہ بقرہ میں اشارہ موجود ہے۔

ابن خطیب کے نزدیک جادو کی اقسام:

ابن خطیب نے جادو کی کئی اقسام بیان کی ہیں۔اول۔سحر کلدانیوں۔یہ بہت پرانے لوگ ہیں جو ستاروں کی پوجا کیا کرتے تھے، اُن کا خیال تھا کہ یہ ستارے مدبر عالم ہیں۔خیر وشر خوشی وغمی، سعادت ونحوست ان سے وابستہ ہیں، انہی لوگوں کی طرف سیدنا ابراہیم کو بھیجا گیا تھا۔ان کے خیال کے مطابق جب یہ ستارے خیر وشر پر قدرت رکھتے ہیں تو مدبر عالم کی ضرورت ہی نہیں ہے، یہ خیال پرانے صابی لوگوں کا تھا۔دوسرے فریق کا کہنا ہے کہ ستارے ازخود خیر وشر کا اختیار رکھتے، مؤثرات عالم ہیں اس لئے یہ قابل تعظیم، لائق عبادت ہیں اس لئے انہوں نے اس وقت تک کے معلومہ ستاروں کے ہیکل تیار کرائے، ان سے منسوب بت رکھے، اُن کی پوجا پاٹ شروع کردی، ایک طبقہ ایسا پیدا ہوگیا جو اُن سے متعلقہ رسومات کی ادائیگی میں معاون ہوتا تھا جسے مذہبی پیشوائی حاصل تھی، یہیں سے عبادۃ الاوثان کا مذہب نکلا۔ان میں ایک گروہ ایسا بھی تھا جو کچھ ستاروں کے فاعل و مدبر کی

حیثیت سے جانتا تھا، اُن کے نزدیک یہ قدرتیں سب اللہ کی بخشی ہوئی ہیں، اسی کی مرضی سے یہ ستارے تدبیر عالم کرتے ہیں۔ پوجا کے وقت یہ لوگ مخصوص لباس زیب تن کرتے بخور سلگاتے اس طریقے سے ان کے اعتقاد کے مطابق روحانیات کو متوجہ کیا جاسکتا ہے، ان سے مطلب برآوری کرائی جاسکتی ہے۔ یہ بات کسی تحقیق کی محتاج نہیں کہ نفس کو انجذاب عالم سماوی قوی تر ہوتا ہے جیسے روح ارواح سماوی اجذاب باہمی رکھتی ہیں۔ یہ باتیں اس وقت ظہور پزیر ہوتی ہیں جب انسانی بدن سے روح کا معمولی تعلق ہو، جب انسانی حواس معطل ہوجاتے ہیں تو انسان کا تعلق عالم ارواح سے ہوجاتا ہے [مجلۃ الجامعۃ السلامیہ بالمدینۃ المنورہ 44/074]

دوسری قسم: اوہام والے لوگ ہیں جن کے نفوس بہت زیادہ طاقت ور ہوتے ہیں۔۔۔۔

تیسری قسم۔ ایسے لوگوں کی ہے جو اپنے اعمال میں ارواح ارضیہ کے امتزاج سے ایک قوت مؤثرہ وجود میں لاتے ہیں، یہ الگ بات ہے ارواح وجنات کے وجود کو متاخرین مشکوک نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ معتزلہ اس بارہ میں بہت سخت مؤقف رکھتے ہیں، لیکن اکابر فلاسفہ ان قوتوں کو ارواح ارضی کا نام دیتے ہیں، یہ ارواح اپنی طبائع کے لحاظ سے مختلف ہیں کوئی خیر کی طرف مائل ہے تو کوئی شر کی طرف، خیر میں مؤمن جنات کاروائی کرتے ہیں، شرارتوں میں کفار شیاطین جن آگے آگے رہتے ہیں

چوتھی قسم: تخیلات اور نظر بندی ہے۔ اس قسم کے ماہر لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہیں، اپنی فن کاری کے زور پر اشیاء کی ظاہری صورت کو اصل سے مختلف دکھاتے ہیں۔ ساکن کو متحرک اور متحرک کو ساکن دکھادیتے ہیں۔ سیدھی لیکر کو دائرہ اور دائرہ کو خط مستقیم کے طور پر دکھاتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ہوا تھا یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعی۔ کہ انہیں ایسے محسوس ہوا کہ وہ رسیاں چلنے لگی ہیں۔

پانچویں قسم۔ اعمال عجیبہ ہیں جو مختلف الآت اور ہندسہ کے ترکیب پاتے ہیں۔ مثلاً ایک سوار جس کے ہاتھ میں کوئی چیز ہو انسان کو چلتا ہوا محسوس ہوتا ہے لیکن درحقیقت وہ اپنے مقام پر جامد ہوتا ہے۔ اہل روم نے کچھ تصاویر ایسی بنائی تھیں جو روتی اور ہنستی تھیں۔ افعال عجیبہ دیکھنے کو ملتے تھے، مصری فرعونی ان باتوں کے ماہر تھے۔ ان ترکیبات کو کئی علوم کی مدد سے تیار کیا جاتا تھا جیسے علم جر واثقال وغیرہ انہوں نے ایسی باتیں ایجاد کرلی تھیں کہ انہیں سحرو جادو کہنا عین ثواب ہے۔ انہوں نے ایسی مادی چیزیں بنائی تھیں ان کے عمومی طور پر اسباب خفیہ تھے لیکن وہ تھے مادی، جنہیں کوئی بھی علم والا جان سکتا ہے۔

چھٹی قسم: جادو کی ایسی قسم جس میں ادویہ اور عقاقیر سے کام لیا جاتا ہے۔ دخنہ اور بخورات سے کام لیا جاتا ہے۔ ایسے مرکبات تشکیل دئے جاتے ہیں۔

ساتویں قسم۔ جادو کی اس قسم سے منسلکہ لوگوں کا دعویٰ ہے ان کے پاس مؤثر دعائیں، اسم اعظم ہیں، جنات ان کے تابع فرمان ہیں، ان کے اس دعویٰ کی وجہ سے کمزور اور سطحی قسم کے لوگ ان کی باتوں میں آجاتے ہیں، اپنے ذہنی خوف کی وجہ اپنے لئے ایک وہم طاری کرلیتے ہیں ایسی صورت میں جو ساحر چاہتا ہے کرتا ہے۔ ساحر کچھ کرے یا نہ کرے لیکن وہ اپنے وہم کی بنا پر اپنے اوپر ایسی کیفیات طاری کرلیتے ہیں [اللباب فی علوم الکتاب 6/110]

آٹھویں قسم سحر تمثیلی۔ یہ طرق اوائلہ میں سے ساحر ایسی ہی کردار کرتا تھا جیسی تکلیف ہوا کرتی تھی۔ مثلاً ایک عورت کے دردزہ میں ساحر ایسا ہی طریقہ استعمال کرتا، زچگی میں ایک پتھر کو اس انداز میں پیٹ پر پھیرا جاتا جیسے بچہ پیدا ہو رہا ہو۔ برسات کے لئے بلند ٹیلوں پر چڑھ کر پانی برسایا جاتا، اگر کسی کو مسحور کرنا ہوتا تو ایک مومی پتلہ تیار کرکے اسے معمول کا حقیقی جسم تصور کیا جاتا، اسے اسی انداز میں تکلیف پہنچائی جاتی کہ حقیقی بدن کو پہنچائی جاتی ہے [قصۃ الحضارۃ 1/168] جادو کی ابتداء توہمات سے ہوئی لیکن انتہا علوم پر ہوئی۔ بتوں کی

پوجا میں ایک عنصر یہ بھی کام کرتا تھا ان بتوں کوتراشتے وقت قوت سحر یہ تمائم وغیرہ استعمال میں لائے جاتے تھے۔

ہندی جادو کی پانچ اقسام

جادو کی کتنی اقسام ہیں، اس بارہ میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا، جادو کسی ایک قوم کی ذہنی و فکری کاوش کا نتیجہ ہے نہیں کہ ایک قوم نے اس کے قوانین اور اقسام مرتب کر کے دیئے ہوں اور وہی ساری اقوام میں رائج ہو گئے ہوں۔ جادو تو وہ عالم گیر فن ہے، جس میں وحشی اقوام سے لیکر متمدن دنیا کے باسیوں تک نے اپنا اپنا حصہ ڈالا ہے۔ جادو کی تاریخ اتنی پرانی ہے جتنا انسان۔ جادو کی بنیادوں میں لوگ اس وقت سے خون جگر سینچ رہے ہیں اس وقت تو وہ ایک دوسرے کے بارہ میں یہ بھی نہ جانتے تھے کہ ان کے علاوہ بھی دنیا میں کوئی آباد ہے؟ جو ایک دوسرے کے وجود سے ہی آشنا نہ ہوں وہ کسی ایک فن پر کیسے متفق ہو سکتے ہیں؟

جادو ایک عالمگیر فن ہے جو مختلف روپ اور مختلف رنگوں میں اپنی برتری جتا تا رہا اس کے آگے انسانی جبینیں جھکتی رہیں، جہاں تک تاریخ میں اس کی جھلک دکھائی دیتی ہے جادو کہیں تخت نشین دکھائی دیتا ہے تو کہیں اس کے حاملین اوتاروں کے روپ میں بیٹھے دکھائی دیتے ہیں۔ کہیں یہ گھروں میں پردہ نشینوں کے ہمراہ دکھائی دیتا، کہیں اس کی جابر صورتیں انسانی قربانی مانگ رہی ہوتی ہیں تو کہیں تھانوں پر انسانی خون بہتا نظر آتا ہے۔ انسانی دنیا میں جادو کی جڑیں اتنی گہری ہیں جن تک رسائی بہت مشکل کام ہے۔

امام فخرالدین رازی کے نزدیک جادو کی اقسام

جن لوگوں نے جادو کے بارہ میں لکھا انہوں نے کسی ایک قوم میں رائج جادوئی اقسام کے بارہ میں لکھا مثلاً ہمارے مفسرین نے امام رازی کے حوالے سے جادو کی آٹھ قسمیں لکھی

ہیں انہیں سے لوگوں نے آگے نقل کی ہیں۔ دیگر عربوں نے بھی جادو کے بارہ اپنی معلومات کی بنیاد پر لکھا ہے، اس وقت عربوں میں جادو کی معروف اقسام معروف تھیں، ہندی لوگوں میں اور بھی بہت جادوئی اقسام پائی جاتی ہیں۔ ہماری بات کی تصدیق ان سفرناموں سے ہوتی ہے جو مختلف ادوار میں سیاحوں اور سوانح عمریاں لکھنے والے نے تحریر کئے۔ آئے ہندی جادو کی پانچ قسموں کے بارہ میں پڑھتے ہیں۔

1۔: یہ کہ مٹی کا یا آٹے کا پتلہ بنتے ہیں اس میں □ سوئی چبھوتے ہیں منتر پڑھ کر دیوی دیتا کو بلاتے ہیں، ان سے مدد لیتے ہیں جس کسی مبتلا کرنا ہو اس کے مکان میں موقع پا کر گاڑ دیتے ہیں جس پر یہ عمل کیا جاتا ہے وہ بیچارہ ایسی حالت میں رہتا ہے کہ دن رات اس کے جسم میں سوئیاں چبھتی ہیں چینوٹیاں چلتی ہیں، تمام بدن میں آگ لگی رہتی ہے ان علامات میں وہ چل بستا ہے۔

2: ترکیب اس کی یہ کی جاتی ہے ایک کڑیل مٹی کا جسے ٹھیکری بھی کہتے ہیں، لیجاتی ہے اس میں ہر قسم کی شیرینی، پھول اور پتلہ اس شخص کا بنا کر اس میں سوئی چبھو کر رکھتے ہیں، اس میں مٹی کا چراغ کڑوے تیل کا جلا کر پانی میں چھوڑ دیتے ہیں، اس جادو سے معمول و مسحور ایسا محسوس کرتا ہے جیسے پانی میں بہا جا رہا ہو۔ دل ڈوبتا ہے بدن ٹھنڈا ہو کر برف بن جاتا ہے سردی سے بدن کانپتا ہے۔

3: دیوالی یا دسہرہ کی رات میں یہ کہ راتیں بیر و مسان، بہروں ہنومان وغیرہ کے جگانے اور ان کو اپنے قبضہ میں لانے کی ہوا کرتی ہیں، ان راتوں میں ان کی آمد رفت بہت زیادہ ہوا کرتی ہے، لوگ جو جادو کرتے ہیں، سال بھر ان سے کام لیتے ہیں، اُن کی جھنجٹ میں جو کوئی انسان خواہ مرد یا عورت یا بچہ آ جاتا ہے، بلکہ خود اپنے علم کو تازہ کرنے کے لئے ان کو ہلاک کر دیا کرتے ہیں، کوئی دشمن نہیں ہوتا تو کسی درخت پر موٹھ چلا دیتے ہیں جس سے ہرا

بھرا درخت بہت جلد خشک ہوجاتا ہے۔اس کام کے لئے جادوگر لوگ چوکی اڑاتے ہیں اس کی کچھ میعاد مقرر کرتے ہیں کہ اس کے اندر جس پر جادو کیا جاتا ہے، ان دنوں تک وہ شخص مرجاتا ہے۔یہ عمل چوکی کہلاتا ہے۔مٹی کے گھڑے کو توڑ کر ٹھیکری/کٹریل بنا لیتے ہیں اس میں پتلہ وغیرہ رکھتے ہیں، چراغ جلاتے ہیں، اپنے دیوتاؤں کو بلاتے ہیں ان کی مدد سے اسے اڑاتے ہیں، دشمن کے گھر تک پہنچاتے ہیں، اگر مطلوب راستہ وغیرہ میں ہوتو اس پر گرتی ہے، اس کے اڑانے، پہنچنے کا وقت، مقام گھر ہوتا ہے تو مکان کی چھت یا صحن وغیرہ میں گراتی ہے، ٹوٹتی ہے۔پس اسی روز سے بدن میں دردیں شروع ہوجاتیں ہیں، کلیجہ پر ٹکیہ سی معلوم ہوتی ہے، منہ یا پاخانہ کی راہ سے خون آتا ہے، ہروقت بدن جلا بھنا محسوس ہوتا ہے۔ہروقت آہ و پکار کرتا ہے۔

4۔: کسی کھلانی پلانی چیز پر اپنے منتر جنتر پڑھتے ہیں خاص کر ثابت لونگ کے جوڑے پر جادو کر کے کسی کھانے وغیرہ میں کھلاتے ہیں، کھانے والا اپنے آپ کو مردہ تصور کرتا ہے، اس کے ذہن میں یہ خیال بیٹھ جاتا ہے کہ تو مر جائیگا، یا اُسے لاعلاج بیماری لگے گی کہ کوئی دوا مفید نہ ہوگی کوئی علاج موافق نہ آئیگا۔

5۔: جادوگر اپنے منتر سے کالی دیوی۔لونا چماری یا اور کسی بیر مسان کے ذریعہ(کہ ان کم بختوں کا کام ہی لوگوں کو نقصان پہنچانے کا ہے) کہتے ہیں کہ فلاں بن فلاں کو ایسا دکھ پیدا کردو کہ اسی میں جان جاتی رہے، اس عمل سے مسحور کے کاندھے بھاری رہتے ہیں، کہیں دونوں شانوں کے درمیان درد ہوا کرتا ہے، ہروقت بوجھ سا لگتا ہے۔خواب میں جوگی وبیراگی، بندر، لنگور اور خوفناک شکلیں نظر آیا کرتی ہیں[انکشاف غیبی صفحہ 228] یہ سب کچھ ان اثرات کا نتیجہ ہوتا ہے جو عمل کے نتیجے اور کائناتی قوتوں کے امتزاج سے ظہور ہیں آتا ہے اور انسانی دماغ پر چھا جاتا ہے۔

استعانت بالارواح

جادو کی ایک قسم استعانت باالارواح ارضیہ بھی ہے۔یہ جنات ہوتے ہیں پھر جنات کی بھی دو قسمیں ہیں مومن۔کافر۔کافر جنات شیاطین ہوتے ہیں۔یہ ہر طرح کے کام کرتے ہیں، رہے مومن جنات تو یہ حرام کاموں اور بری باتوں میں مدد نہیں کرتے، البتہ شیاطین ایسے کاموں سے بہت خوش رہتے ہیں ان سے ملاپ بہت آسان ہوتا ہے ان کا تقرب جلدی حاصل ہوجاتا ہے ان سے اتصال کا ذریعہ رقی، بخور، چلہ کشی ہوتے ہیں بقول رازی ''اصحاب صنعت کہتے ہیں، تجربہ بھی بتاتا ہے کہ ارواح ارضیہ سے رابطہ بہت آسان اور سہل ہوتا ہے، ایسے اعمال کو عزائم، تسخیرات کے نام سے جانا جاتا ہے'' جو لوگ تسخیرات سے کام لیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے کام فرشتے کرتے ہیں مسخر چیزوں سے اعتقاد رکھتے ہیں حالانکہ ان میں سے زیادہ تر شیاطین ہوتے ہیں[مجلۃ الجامعۃ الاسلامیہ بالمدینۃ المنورہ 44/405]

سحر خمول

جس پر یہ جادو کیا جاتا ہے وہ تنہائی پسند ہوتا ہے اس کے ذہن پر طرح طرح کے خیال ڈیرہ جما لیتے ہیں، اس کا ذہنی سکون برباد ہوجاتا ہے۔ہروقت وحشناک باتیں گردش کرتی رہتی ہیں، ہروقت سہارہتا ہے۔اسے محسوس ہوتا ہے کہ اب کچھ ہوا، ابھی کہیں سے حادثہ کی خبر آئی۔یا فرضی باتیں سوچ سوچ کر ہلکان ہوتا رہتا ہے۔

السیمیاء

سیمیا ایسا مرکب ہوتا ہے جو خواص ارضیہ سے ترکیب کیا جاتا ہے، اس کے کرنے سے انسانی حواس میں تصرف پیدا ہوجاتا ہے، دراصل یہ جڑی بوٹیوں کا کمال ہوتا ہے اسے شرعی اعتبار سے ہم جادو میں شمار نہیں کرسکتے مگر اس لحاظ سے کہ اسے جادوگر لوگ استعمال میں لاتے ہیں ذکر کردیا گیا ہے، یہ دھوکہ ایک قسم ہے[مجلۃ الجامعۃ الاسلامیہ بالمدینۃ المنورہ 44/405]

تعلق القلب

رازی کہتے ہیں تعلق القلب میں اثر عظیم پایا جاتا ہے، اس سے اعمال قیام پزیر ہوتے ہیں اور بھید چھپے رہتے ہیں[تفسیر رازی 3/374] دراصل جادوگر کا دعویٰ ہوتا ہے اسے اسم اعظم معلوم ہے، سننے والا ایمان کی کمزوری وجہ سے تمیز نہ کرنے کی بنا پر اس کی باتوں میں آجاتا ہے اس کی مرعوبیت وہ کام کرادیتی ہے جس کا وہم بھی نہیں کیا جاسکتا، اس رعب اور خوف سے مغلوب انسان جادوگر جو کچھ کہتا ہے اسے تسلیم کروالیتا ہے۔

جادو عرب علماء کی نظر میں

جہاں تک ہماری مطالعتی زندگی اور دیگر معلومات ہیں امام ابن تیمیہ امام رازی اور ابن خلدون تین ایسی شخصیات گذری ہیں جنہوں نے جادو طلسمات دم جھاڑہ وظائف وعملیات کے متعلق لکھا ہے ان میں سے ابن خلدون نے تو محققانہ انداز میں مؤرخانہ پرائے میں اپنے مقدمہ میں بحث کی، کہیں کہیں اپنی تاریخ میں بھی اس حوالے سے روشنی ڈالی ہے۔ رہی بات رازی کی تو انہوں نے اپنی تفسیر مفاتیح الغیب میں مختلف مقامات پر سحر وجادو اور طلسمات اور عزائم پر بحث کی ہے اور ایک کتاب ''السر المکتوم'' بھی ان سے منسوب کی جاتی ہے، انہوں نے ان روحانی فنون کو متکلمانہ انداز میں بیان کیا ہے۔ بعد میں آنے والوں نے جادو کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ رازی کے حوالے سے ہی لکھا ہے۔ ابن تیمیہ ان کے ساتھ ان کے شاگرد ابن القیم الجوزی نے اپنی کتابوں میں سحر وآسیب کو مستقل موضوعِ بحث بنایا ہے انہوں نے ہر انداز سے پرکھ کر پورے شرح صدر سے بحث کی ہے، امام ابن تیمیہ کا دور ایسا دور ہے جس میں نام نہاد صوفیوں نے کرامات وقبور کو مرجع خلائق بنادیا تھا، خانقاہی نظام میں غلو کا عنصر شامل ہوگیا تھا، وہ لوگ اپنی کرامات و بزرگی کو جس انداز میں پیش کیا کرتے تھے، امام صاحب نے اس حالت کا بغور جائزہ لیا پھر اس کے حسن وقبح پر

کھلے دل سے تنقید وتحسین فرمائی، بعد میں آنے والے انہی کے خوشہ چین رہے عرب علماء کی کتابوں میں اس فن پر جہاں کہیں بھی بحث موجود ہے وہ امام ابن تیمیہ کے حوالے سے ہے۔

کیا عامل نورانی عملیات کرتے ہیں؟

افسوس کی بات یہ ہے کہ امام صاحب نے جو کچھ حالات کے پیش نظر دل برداشتہ لکھا تھا بعد میں آنے والوں نے انہی باتوں کو اپنی تحریروں نقل کردیا، ایسی باتیں جن کا سبب مٹ چکا تھا وہ بھی جوں کی توں نقل کردی گئی ہیں، اس کے بعد انہوں نے سحر وجادو کی جو علامات بتائی، جادوگروں کی جو نشانیاں گنوائیں وہ ایسی ہیں جن سے کوئی عامل بھی مستثنیٰ نہیں ہے، اگر ایسے لوگ جو اپنے عمل کو نورانی کہتے ہیں اگر عرب لکھنے والوں کی بات مان لی جائے تو وہ بھی جادوگروں کی صفوں میں کھڑے دکھائی دیتے ہیں مثلاً وہ لکھتے ہیں ''جادوگر کی ایک نشانی یہ ہے کہ جب اس کے پاس مریض آئے تو اس سے نام اور اس کی ماں کا نام پوچھا جائے وغیرہ (الحذر السحر از خالد بن عبدالرحمن 188/1) یہ بات تو ایسی ہے کہ اگر اسے نافذ کردیا جائے تو بڑے بڑے قبوں جبوں دستار والوں کو بھی ایسی نگاہ سے دیکھنا پڑے گا، جس کی ہمت بہت کم لوگوں میں ہے۔ جن لوگوں نے عملیاتی میدان میں ان قواعد کو ترک کردیا تو کبھی جادو کے توڑ میں کامیابی نہیں دیکھ سکے کیونکہ بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کے نہ کرنے سے انسان جادو کے توڑ کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ لیکن کچھ صوفی مزاج اور خشک متقی گناہ وناجائز سمجھتے ہیں، ایسے لوگ جب اس پھیر میں آتے تو سسک سسک کر جان دیتے ہیں، بہرحال جادو کے بارہ میں جو آراء متقدمین سے چلی آرہی ہیں وہی جدید دور کے علما نے اختیار کی ہوئی ہیں، جبکہ حالات کی تبدیلی نے جادوگروں کے اعمال میں بھی تبدیلی پیدا کردی ہے۔ جادو کے بارہ میں لکھنے سے پہلے ان باتوں کی تیہ تک پہنچنا ضروری ہے۔ علماء کی

تحریروں میں جادو کی جو بھیانک شکل پیش جاتی ہے عوام پڑھ کر سہم جاتے ہیں اور جس کے بارہ میں سنتے ہیں کہ جادو کرتا ہے اس سے اتنے خوف ذدہ ہوجاتے ہیں کہ اس کے خلاف بات تک کرنے سے ڈرتے ہیں ۔ جب کہ صورت حال مختلف ہونی چاہئے ۔اسے اپنے مکتب و مدارس میں باقاعدہ ایک فن کے شامل کیا جانا چاہئے تا کہ معاشرہ میں کچھ ذمہ دار تو ایسے موجود ہوں جنہیں معلوم ہو کہ جادو کیا ہے؟ کیسے ہوتا ہے؟ اس کے قواعد کیا ہیں، ان کی موذیت سے کیسے محفوظ رہا جاسکتا ہے؟ اس وقت بہت مایوسی ہوتی ہے جب کسی عالم سے جادو کے بارہ میں پوچھا جاتا ہے کہ جادو کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فوراً کہتا ہے جناب حرام ہے، ساحر کی حد قتل ہے، جب سوال کیا جائے کہ ایسا کیوں ہے؟ کس بنیاد پر یہ حکم دیا گیا ہے؟ تو کہا جاتا ہے جناب قران وحدیث میں اس کی یہی سزا بیان کی گئی ہے ۔ بھلے مانس یہ تو دیکھ محققین نے جادو کی بیسیوں اقسام بیان کی ہیں، ان میں سے اکثریت کے بارہ میں لکھا ہے کہ ان کا مرتکب مستوجب سزا نہیں ہے۔

شیطان اور جادوگر میں اتفاق

ساحر کا عمل اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک کہ شیطان کے ساتھ موافقت نہ ہوجائے، ساحر شیطان سے اپنے کام کرتا ہے تو شیطان بھی اپنے کام (شرک) وغیرہ جادوگر سے کراتا ہے۔ایک ہاتھ لے ایک ہاتھ دے والا معاملہ ہوتا ہے۔شیطان جنات سے تعلق رکھتا ہے اس قوم کا فرد ہے۔[الشیطان خطواتہ وغایاتہ 1/204 اکثر من 1000 فائدۃ علمیہ 1/71]

سحر نقلی تواتر استقراء و تجربہ اور مشاہدہ سے یہ بات ثابت ہے کہ احوال سحر اور اثبات سحر عقلاء کے نزدیک ثابت شدہ حقیقت ہے، اسے ترکیب دینے والے انسانوں سے زیادہ شیاطین ہیں جو اپنے چیلوں کو اسے القاء کرتے ہیں، یہ عوض ہوتا ہے شیطان کی پوجا کا، جادوگر شیطان کی خواہشات کو پورا کرتا ہے، سحر کو مؤثر ہونے سے پہلے شیطان جادوگر کا امتحان لیتا

ہے اگر اس میں کامیابی ہو تو اعمال سحر کام کرتے ہیں ورنہ نہیں حرام اشیاء کا استعمال۔محرمات کی حلت ۔ناپاکی کا ہجوم، اعمال خبیثہ کی ترویج، غیر فطری افعال کا وقوع معمول بن جاتے ہیں اس کے مرحلہ آتا ہے تو ان شیاطین لیوحون الی اولیئھم اس کے بعد چل سوچل ہوتی ہے۔

جادو اور جنات سے خلاصی کے لئے اعمال

کتب عملیات میں ایسے بہت سے اعمال پائے جاتے ہیں جو جنات و جادو سے گلو خلاصی کے لئے مستعمل ہیں، آسیب و جنات جلانے کیلئے یہ فتیلہ معروف ہے اس کی عبارت پر غور کیجئے ’’علیقا ملیقا انت تعلم ما فی قلوبھم ۔فرعون ملعون، ہامان ملعون، نمرود ملعون۔شداد ملعون قارون ملعون دجال ملعون ابلیس ملعون یاجوج ماجوج ملعون بخش کوتوال کردم ہر چہ آسیب جن و پری دیو بھوت چڑیل خبیث سحر و جادو نظر گذرو ہیولی کہ در وجود فلاں مستولی شد است وآزار میدہد و مزاحمت میرساند دریں فتیلہ حاضر آورد بند نمود بسوزند کہ بار دیگر آمدہ مزاحت نرساند سوختہ خاکستر شد دفع شد بحق یاقہار یا جبار بحق اہیا شراہیا‘‘ اس افسوں نما ملغوبہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عاملین اپنے اعمال کو کس انداز میں ترتیب دیتے ہیں اس میں بڑے بڑے شیاطین و خبائث کے نام گنا کر بعد میں خدائے قہار کا نام لایا گیا ہے، عاملین اس قسم کے اعمال کو نوری سمجھتے ہیں اور دوسروں کو بھی نوری علم کہہ کر تقلین کرتے ہیں اس قماش کے عملیات کو دینی و اسلامی سمجھا جاتا ہے، اگر یہ عین اسلامی ہے تو کفار کے سرغنوں کا نام کیوں لایا گیا ہے؟

جب جنات و شیاطین یا جادو کے مریض عاملین کے نزدیک بے قابو ہوجاتے ہیں تو عامل حضرات کسی بھی حد تک جانے کے لئے پاء در رکاب ہوتے ہیں، ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ ایمان و اعتقاد کو بھی پس پشت ڈالتے ہیں ۔کیا ان عملیات کو اسلامی کہا جائے گا؟ یہ الگ بات ہے کہ عاملین نے اس قسم کے عملیات کو اسلامی دباغت دے کر پاک صاف کرلیا ہے

جب کہ حقیقت میں یہ اعمال از قسم سحر و جادو ہیں جنہیں اسلام کے علم برداروں نے مذہب کی آڑ لیکر اپنی کتب میں تحریر کر دیا ہے، کم علم لوگوں نے مصنفین کے تدین کا خیال کرتے ہوئے انہیں اسلامی سمجھ لیا ہے، جب عاملین کو بتایا جاتا ہے کہ یہ اعمال سحریہ ہیں تو انہیں بہت بڑا دھچکا لگتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ حقائق سے پردہ سرکانے والی کاوشیں ان کے سامنے نہیں ہوتیں۔ یہ بات اپنی طرف سے نہیں لکھ رہا بلکہ دماغ سوزی کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں میرے سامنے کتب عملیات کا ذخیرہ پڑا ہے بطور شواہد کچھ باتیں اور بھی حاضر خدمت ہیں۔

ایک عمل یوں لکھا ہے" یہ فتیلہ حضرت قدس سرہ سے منقول ہے سخت مرض کے واسطے کاغذ پر لکھئے، یہ بادشاہ مالک نیل کا ہے۔ یا اسرافیل یا کلکائیل یا طاطائیل بحق العجل العجل العجل الساعۃ الساعہ الساعہ الواحا الواحا الواحا سوختم جملہ دیویان، پریاں، جناں، بھوتاں، چڑیلاں، گفدتاراں، خبیثاں، عفریتاں، ام الصبیان، غول بیاباں، شیطاناں، وہر بلاء کہ در وجود فلاں بن فلاں مسط شد و آزار مید ہد مزاحمت میر اسند با ارواح پاک مراں غیب یا موکلاں نیلہ پوش یا مالک محمد ماہ نیلہ پوش از براہے خدا اور سول حاضر شد ہمہ ملعون رامع لواحق ایشاں دریں فتیلہ چراغ حاضر آورد بند نمودہ بسوزند اصرفوا فی النار احرقوا فی النار بحرمۃ اسم اعظم احضروا احضروا سوختہ گردد دفع شد بحق یا بدوح یا بدوح یا قہار" مریض کے سامنے روشن کرے۔

بے لاگ تبصرہ

یہ ملغوبہ جسے فتیلہ کا نام دیا گیا ہے، اس میں جن ناموں اور اشیاء کو ذکر کیا گیا ہے اور جو فوائد اس کے لکھے گئے ہیں، اسے جس مذہبی تقدس کے لباس میں ملفوف کیا گیا ہے، پیش کرنے والے اور اسے مذہب اسلام کے عمل سمجھنے والوں پر افسوس کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ یہ فتیلہ

عبارت کے لحاظ سے ماحول، مرتب کندہ کی ذہنی کیفیت، معاشرتی چلن اور دیگر مذاہب سے آمدہ و آخذہ نظریات کا بین ثبوت ہے، اس قسم کے اعمال کی ترتیب و تلقین میں ان لوگوں کا خصوصی ہاتھ ہے جو اولیاء شیطان و جنات ہیں جو اِن سے روابط رکھتے ہیں۔ کبھی غور کریں اس عبارت میں چوں چوں کا مربہ ہے اس کے فوائد و اثرات کا عاملین کو کیسے پتہ چلا؟ عامل حضرات کچھ عبارتیں مشترکہ طور پر کام میں لاتے ہیں جیسے" کلکائل، اسرافیل" وغیرہ تو عربوں سے ماخوذ ہیں۔ دیویاں، پریاں، جناں وغیرہ فارسی لوگوں کی یادگار ہیں" ،بھوتاں، چڑیلاں، جوگیاں، راکشاں" وغیرہ خالص ہندی راگ ہیں جنہیں عامل اپنے اعمال میں الاپتے ہیں۔ اعمال میں کچھ باتیں اسلامی مانوسات سے بھی جوڑ لی جاتی ہیں جیسے "فرعون، شداد، نمرود" وغیرہ اس کے علاوہ یہود و عیسائیوں کے متبرکات سے بھی استفادہ کی کوشش میں "ایہا شراہیا اصباؤث" وغیرہ ملا لئے جاتے ہیں، تاکہ اعمال میں زور پیدا ہو جائے۔ عامل لوگ عمومی طور پر ان اعمال کو پسند کرتے ہیں جنہیں وہ مذہبی طور پر اپنے اعتقادات سے قریب تر سمجھتے ہوں یا دیندار لوگوں سے منسوب ہوں، مشاہدہ بتلاتا ہے کہ عامل لوگ عمومی طور پر اعمال کے دوران دین و مذہب سے بیگانے ہو جاتے ہیں۔ کم علم لوگوں کی بات نہیں کرتا پڑھے لکھے لوگ بھی اس بیماری میں مبتلاء ہیں۔ سطحی ذہن رکھنے والے لوگ ایمان و مذہب کی بہت قدر کرتے ہیں ان بیچاروں کو معلوم ہی نہیں کہ اسلام کا نام لیکر لکھی جانے والی کتب میں کس قدر جادو اور غیر شرعی باتیں لکھی ہوئی ہیں شاید اس طرف کبھی سوچا ہی نہیں گیا۔

خالص مذہبی اور کھرا مسلمان ایسے اعمال کبھی نہیں کر سکتا کیونکہ اس قسم کے اعمال اعتقاد و نظریات سے متصادم ہوتے ہیں، عامل لوگ کم پڑھے لکھے ہوتے ہیں ان کا دھیان و توجہ اس طرف ہوتا ہے پڑھے لکھے لوگ عملیات میں کم ہی کامیاب ہوتے ہیں کیونکہ ان توجہ

اس طرف کم ہی تکتی ہے۔ایک مشاہداتی بات یہ ہے کہ سحر و جادو میں وہی اشیاء استعمال کی جاتی ہیں جن سے مقامی باشندے مانوس ہوں۔حاضر ہونے والی خلوق بھی ایسا ہی توشہ طلب کرتے ہیں۔

جادو اور عملیات میں غیر مانوس الفاظ

اکثر کتب سحریات وعملیات میں غیر مانوس الفاظ دیکھنے کو ملتے ہیں اور اوراد و وظائف میں بھی ایسی ہی صورت حال ہوتی ہے۔نقوش وتعویذات میں بھی غیر مانوس الفاظ ملتے ہیں۔ ان الفاظ کو کیوں لکھا گیا ہے؟ان غیر مانوس اجنبی الفاظ کے بنا ورد مکمل کیوں نہیں ہوتا۔ اسلام کے نام پر ملمع سازی کے تحت لکھی جانے والی کتب میں یہ کھیل بہت احسن انداز میں کھیلا گیا ہے کسی عمل میں اگر آیات قرانیہ کو شامل کیا جاتا ہے تو شروع درمیان یا آخر میں غیر مانوس شامل ہوتے ہیں آخر ایسا کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟اہل علم لوگ جب عملیاتی عبارت ترتیب دیتے ہیں تو انکے سامنے پہلے سے کئے عملیات اور دیگر مذاہب وادیان کی مقدس باتیں اور غیر زبانوں میں سیکھے ہوئے اعمال ان کے پیش نظر ہوتے ہیں۔کچھ الفاظ ان کے نزدیک بہت کارآمد و مؤثر ہوتے ہیں نئے ترتیب پانے والے اعمال میں انہیں جزو مؤثرہ کے طور پر شامل عمل کر دیا جاتا ہے اور پڑھنے والے ان کا ورد شروع کر دیتے ہیں جب کہ عمل ترتیب دینے والوں کے معتقدات میں اعمال میں در آتے ہیں۔

عملیات میں مسالک و مذاہب کی پہچان

یہود و نصاریٰ سے ماخوذ عملیات میں آل شیدائی اصباؤث وغیرہ کا بہت زیادہ استعمال ہوا ہے،اسی طرح اہل تشیع نے جہاں بھی عملیاتی میدان میں کام کیا ہے وہاں پر اپنے معتقدات کو بھی شامل عمل کیا ہے اگر کوئی باریک بینی سے عملیاتی عبارتوں کا مطالعہ کرے تو بنانے والے کے عقائد کھل کر سامنے آجاتے ہیں مثلاً اہل تشیع امام علی۔سیدہ خاتون جنت

اور اہل بیت کو ضرور شامل کریں گے،اہل تسنن خلفائے اربعہ کو اور تمام اصحاب کو شامل کریں گے۔یہود اپنے اعمال میں موسیٰ عزیر اور سلیمان کو شامل کریں گے۔عیسائی لوگ مریم وعیسیٰ اور یوحنا وغیرہ کو شامل کریں گے۔پنجابی وبروہی لوگ اپنے پیروں اور مرشدوں کے نام کو شامل عمل کریں گے۔رہی ہنود تو وہ بھی اپنے منتر جنتروں میں بھگوان شیو جی کالی ماتا وغیرہ کو شامل عمل کرتے ہیں۔

بات ہو رہی تھی غیر مانوس الفاظ کی اصل میں عبرانی وسریانی ہندی وغیرہ دیگر زبانوں کے یہ الفاظ عامل ومترتب کے ذہن میں خاص اہمیت رکھتے ہیں اس لئے ان الفاظ کو ہر جگہ استعمال کرتے ہیں۔جب ایسی باتیں اور معتقدات شامل عمل ہونے لگتے ہیں تو عملیاتی دنیا میں تعفن اور سڑاند پیدا ہونا شروع ہوجاتی ہے۔کیونکہ یہ لوگ ایک عالمگیر بات کو اپنے معتقدات کے خول میں بند کر دیتے ہیں اس حد بندی کی وجہ سے دیگر مذاہب وخیالات کے حامل لوگ ان عملیات سے مستفید نہیں ہو سکتے کیونکہ اثرات کے مرتب ہونے میں معتقدات کو بہت بڑا دخل ہوتا ہے،اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ عامل اور عمل میں ایک خاص ربط ہوتا ہے۔ددوسرے مذاہب والے جب تک اپنے عقائد کو ان کے مطابق نہ ڈھالیں ان اعمال سے استفادہ نہیں کر سکتے۔

با مؤکل عبارت

بہت سے لوگ کہتے سنے ہونگے کہ فلاں نے اس عمل کو باموکل کیا۔یا وہ آدمی موکل رکھتا ہے یا اس کے موکلوں نے یہ کام کیا ہے۔موکل ہے کیا؟اور اسکی اتنی اہمیت کیوں ہے؟موکل عملیاتی زبان میں اس طاقت کا نام ہے،جس سے عامل اپنے کام لیتا ہے۔انہیں تسخیر کیا گیا ہوتا ہے پھر موکل بہت قسم کے ہوتے ہیں نوری ناری خاکی بادی آبی۔علوی سفلی وغیرہ ذالک۔روحانیت والے کہتے ہیں آدمی کی زبان سے جو لفظ نکلتا ہے اس کا کچھ نہ کچھ اثر

ضرور مرتب ہوتا ہے جب ایک ہی عبارت کو بار بار دہرایا جائے تو عامل کے ساتھ عبارت کے الفاظ سے پیدا ہونے والی قوت کا عامل کے ساتھ ایک قسم کا ربط پیدا ہوجاتا ہے، ایک خاص مدت کے بعد وہی الفاظ مجسم ہوجاتے ہیں (مادی ذہن رکھنے والے اس سے اتفاق نہ کریں گے) عبارت یا لفظ کو دہرانے سے جو قوت و طاقت پیدا ہوتی ہے اس کی تجسیم پڑھنے والے کی حالت کے مطابق ہوا کرتی ہے۔ اگر عامل پاکیزہ ہوگا تو پیدا ہوکر مجسم ہونے والی طاقت بھی پاکیزہ و نورانی ہوگی اور اس سے اِسی انداز کے کام لئے جاسکتے ہیں اسی طرح جو لوگ ناپاکی اور غلیظ حالت کے ساتھ برے خیالات کے تحت کوئی عمل کرتے ہیں تو اس سے مجسم ہوجانے والی چیز (موکل) بھی ایسا ہی ہوگا۔ چلوں اور وظائف میں جس قسم کے خیالات کو جنم دیا جاتا ہے اسی قسم کے موکلات حاضر خدمت ہوتے ہیں۔

کائنات کی موکلاتی تقسیم

عالمین و روحانیات والوں نے کائینات کو 360 درجات میں تقسیم کیا ہے، موکلات بھی 360 اقسام گنائی ہیں۔ ان میں سے ایل کے (41) عدد ہیں اور علوی موکلات کی تعداد بھی اکتالیس ہیں، اسی طرح طیش کو اعداد (319) ہیں، یوش کے اعداد (316) ہیں۔ ایک کام آپ اکتالیس آدمیوں کے سپرد کرتے ہیں وہ ایک خاص مدت میں وہ کام کریں گے اگر یہی کام آپ 316 یا 319 آدمیوں کے ذمہ لگاتے ہیں تو یہ کام اتنی ہی جلدی پائے تکمیل کو پہنچے گا۔ سب نوری علم والے موکلات علوی سے کام لیتے ہیں ان کے کام اس لئے دیر میں ہوتے ہیں اور کالے و سفلی علم والے طیش اور یوش سے کام لیتے ہیں ان کے کام جلدی مکمل ہوجاتے ہیں۔ یوش کا لفظ جنات کے لئے اور طیش کا لفظ شیطانی طاقتوں کے استعمال ہوا ہے۔

مؤکل سے مطلوب قابو میں کرنا

مثلاً ہم کسی آدمی سے کام لینا ہے لیکن وہ ہاتھ نہیں پکڑاتا۔ اس مشکل گھڑی میں ہم عملیات سے کام لیتے ہیں اور متعلقہ فرد کے نام کی عملیاتی عبارت تشکیل دیتے ہیں، اس کے نام کے موکلات اخذ کرتے ہیں تاکہ ہم خفیہ طاقتوں کی مدد سے اپنے کام کروالیں اس کیلئے ایک عمل ترتیب دیتے ہیں مثلاً ایک آدمی کا نام یونس ہے، اس سے ہم نے کام نکلوانا ہے، لیکن یہ آدمی ہاتھ نہیں پکڑا رہا، اس کی عملیاتی عبارت یوں بنائیں گے۔ پہلے نام کے اعداد نکالے جو کہ 126 بنے، ان اعداد کو حروف تہجی میں تبدیل کیا۔ سو عدد ''ق'' کے بنتے ہیں، اس کے بعد بیس عدد ''ک'' کے بنتے ہیں اور 6 ''و'' کے ہیں، اب ان تینوں کو ملایا تو یوں نقشہ یوں بنا ''قکو'' اگر آپ موکلات علوی سے کام لینے کا ارادہ رکھتے ہیں ''قکو'' کے ساتھ ایل ملادیں گے تو عبارت یوں بنے گی ''قکوایل'' اگر آپ شیطانی قوتوں سے کام لینا چاہتے ہیں تو ''قکو'' کے ساتھ طیش لگادیں گے، عبارت قکوطیش بنے گا۔ یہ سفلی عمل بن گیا جسے آپ جادو بھی کہہ سکتے، اگر آپ جنات سے کام لینا چاہتے ہیں تو ''قکو'' کے ساتھ یوش لگادیں گے ''قکو یوش'' تو جناتی عمل ترتیب پائے گا۔ اب ہم ان موکلات سے کام لیں اور مقررہ مدت میں یونس کے اعداد 126 بنے تھے۔ اب عامل ایک سو چھبیس مرتبہ ترتیب دی ہوئی عبارت کو پڑھے گا تو یونس تسخیر ہوگا، اس سے من چاہے کام لئے جاسکیں گے، عبارت کے الفاظ کچھ یوں ہونگے ''اجب یا قکو ایل بحق یا بدوح'' اس عبارت کو 126 بار پڑھو گے تو تمہاری منشا پوری ہوگی، اسی انداز میں آپ کے بھی شخصیت کے موکل تیار کرکے کام لے سکتے ہیں کتب عملیات میں موکل بنانے کی بہت سی ترکیبیں بیان کی گئی ہیں، ذوق ہو تو ان کی طرف رجوع کرلیا جائے، اگر ایسا نہ کرسکیں تو ہم سے رابطہ کرلیں تفصیل سمجھادی جائے گی۔

زوجین کے متعلق جادو

قران کریم نے جادو کی ایک خاص صفت بیان کی ہے کہ یہ میاں بیوی کے درمیان نفرت و

تفرقہ ڈالتا ہے۔معاشرہ میں اس کی بہت سی مثالیں دیکھنے کوملتی ہیں۔شب زفاف میں ہی ایک معاملہ دیکھنے میں آتا ہے کہ اچھا بھلا صحت مند جوان بیوی کے قابل نہیں رہتا حالانکہ طبی لحاظ سے اس میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ذہنی طور پر اسے مریض بنادیا جاتا ہے، پہلی ہی رات انسان حقیقی زندگی سے شرماتا ہے، احساس کمتری کا شکار ہوجاتا ہے۔اس پر جادوگر ایسا جن مسلط کردیتا ہے جو اس کی بیوی کی طرف سے قوت رجولیت باندھ دیتا ہے۔زوجین کے مابین کیا جانے والا جادو مختلف اقسام پر مبنی ہوتا ہے۔یہ ہوتا کیسے ہے، اس کا علاج کیا ہے؟ ایک بندھے ہوئے صحت مند انسان کو کس طرح حقیقی صحت سے ہمکنار کیا جاسکتا ہے؟ عمومی طور پر جادو کرانے والے اور جادو کرنے والے حضرات ایسے طریقوں سے واقفیت رکھتے ہیں، ماہر معالجین نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے، مستقل کتابیں بازار میں ملتی ہیں۔یہ کسی ایک معاشرہ کا المیہ نہیں ہے بلکہ مہذب کہلانے والے، متمدن دنیا کے باسی بھی اس چیز سے نالاں دکھائی دیتے ہیں، جادو کیا ہے؟ کیوں اثر کرتا ہے؟ اس پر بہت کچھ لکھا گیا اور لکھا جاتا رہیگا، ہم نے اس پر ایک مستقل کتاب ''جادو کی تاریخ،، لکھی ہے۔جادوگر خبیث شیاطین اور شریر جنات سے کام لیتا ہے، جب عمل کیا جاتا ہے تو اس کے ماتحت پلید اور گندی مخلوق مسحور پر جا مسلط ہوتی ہے اور کمتر قسم کے جنات جادو کے ذریعہ سے مسلط کئے جاتے ہیں۔

جنات کا انسان پر تسلط قران وحدیث کی روشنی میں

جنات کا انسانوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کا ثبوت قران کریم سے ملتا ہے'' یتخبطہ الشیطان من المس (بقرہ 275) ایسے کھڑا ہوگا گویا اسے شیاطین نے قابو کیا ہوا ہے۔مفسرین لکھتے ہیں قیامت میں سود خور ایسے اٹھے گا جیسے جنات کا مریض اٹھتا ہے[ابن کثیر 1/ 326] احادیث مبارکہ میں اس قسم کے واقعات کا ذکر ملتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا'' شیطان انسان کے اندر اس طرح گردش کرتا ہے جیسے [رگوں

میں] خون گردش کرتا ہے(مسلم 1712/4، ابوداؤد 230/4) امام نووی لکھتے ہیں'' قاضی کا کہنا ہے اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جنات کو یہ قدرت دی ہے کہ وہ انسان کے مجاری کے اندر خون کی طرح گردش کرسکے(شرح النووی علی مسلم 157/14)

ایک بار نبی ﷺ ایک چشمہ کے پاس سے گذرے تو ایک عورت اپنے ایک لڑکے کو لیکر حاضر خدمت ہوئی جسے جنات نے دبا رکھا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اسے گلے سے پکڑا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن نکل جا! میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں۔اس کے بعد ہم اپنی منزل سے واپس ہوئے واپسی پر اسی پانی سے ہمارا گذر ہوا تو دیکھا ایک بڑھیا دودھ لئے ہوئے ہماری منتظر ہے، آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ دودھ پی لو۔اس کے بعد اس لڑکے کے بارہ میں سوال کیا تو بڑھیا کہنے لگی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا ہے اس کے بعد ہم نے لڑکے میں کوئی قباحت نہیں دیکھی [شرح السنہ 11/ 109 مسند احمد 10/ 369 دلائل النبوۃ للبیہقی باب ذکر المعجزات 6/ 150 مشکوہ المصابیح باب فضائل سید المرسلین 3/ 287] جادوگر جس پر جادو کرتا ہے اس پر کچھ علامات ظاہر ہوتی ہیں جن کا تفصیلی ذکر اپنے مقام پر ہوگا لیکن جس پر جادو کیا جائے اس پر ایسی کیفیات کا ظہور ہوتا ہے جو طبی دائرہ کار سے باہر ہوتا ہے۔۔

سحر تفریق۔

یہ اتنا بھیانک ہوتا ہے اس کا ذکر قران کریم کے اندر بھی کیا گیا ہے۔میاں بیوی کے درمیان ایسی باتوں کو ظہور ہوتا ہے جو عمومی طور پر ظاہر نہیں ہوا کرتے، میاں کو بیوی کی اور بیوی کو میاں کی شکل بدلی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔سور بندر۔سانپ وغیرہ صورت دکھائی دیتی ہے۔ گھر کے اندر میاں بیوی سے ایسی باتیں ظہور پزیر ہوتی ہے جو عمومی طور پر نہیں ہوا کرتیں۔ گھر میں دم گھٹتا ہے، گھر سے باہر نکل کر سکون محسوس ہوتا۔معمولی معمولی باتوں پر تکرار

شروع ہو جاتی ہے۔ دراصل یہ سب کرتوت جادوگر کے ارسال کردہ جنات کی ہوتی ہیں، وہ بیوی کے سامنے میاں کا روپ دھار کر نفرت انگیز امور سرانجام دیتے ہیں، اور میاں کے سامنے بیوی کے روپ میں آ کر نفرت انگیز کام کرتا ہے، گھر کے افراد حقیقت حال سے نا آشنا ہوتے ہیں، یہ نفرت طلاق تک جا پہنچتی ہے۔ کبھی بندش نفس کا عمل کیا جاتا ہے، مرد اور عورت ہر لحاظ سے تندرست ہونے کے باوجود ہمبستری نہیں کر سکتے کبھی خاوند آمادہ نہیں ہوتا کبھی بیوی کا موڈ نہیں ہوتا۔ اہل تجربہ جانتے ہیں کہ جادوگر اپنی بیوی سے محبت نہیں کر سکتا۔ اپنی بیوی سے اسے نفرت ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ رات نہیں گزار سکتا اور نہ ہی اسے دیکھنے کی طلب ہوتی ہے اور زیادہ دنوں تک اسے پاس نہیں رکھ سکتا [دروس للشیخ نبیل العوضی 5/6]

سحر محبت

سحر محبت میں انسان کسی خاص شخصیت کی طرف غیر معمولی رجحان رکھتا ہے بلا کسی سبب کے اس کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے۔ یہ عمل مرد عورت ہر دونوں کے لئے کیا جاتا ہے، اس کام میں جادوگر مختلف امور استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ بسا اوقات انسان کا رجحان ایسی شخصیت کی طرف بڑھ جاتا ہے جسے معاشرہ و مذہب کسی طرح بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ ان باتوں کے لئے جادوگر دجال ایسے کام کرتا ہے عمل کی چیز پانی شربت، کھانے پینے کی اشیاء پر کچھ طلسمات اور عزائم پڑھتا ہے ان کے پڑھنے کا خاص طریقہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کام پاؤں کی روندھی ہوئی مٹی استعمال شدہ کپڑے اور دیگر اشیاء پر بھی کیا جاتا ہے کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ کچھ اشیاء پانی وغیرہ پڑھ کر دیا جاتا ہے، کہ اسے مطلوب کے راستہ یا دروازے کے سامنے ڈال دے۔ اس کے بعد اس عمل سے مسخر شدہ موکلات و جنات اس پر مسلط ہو جاتے ہیں، اس سے وہی کام لینے کی کوشش کرتے ہیں جو طالب یا ساحر کا مقصد ہوتا

ہے۔

جادو کی علامات اوران کا توڑ

جب موکلات اپنا کام شروع کرتے ہیں تو مسحور کو پریشان کن خیالات اور سوتے میں پریشان اور خوف زدہ کرنے خواب دکھائی دینے لگتے ہیں۔ مردے۔ کفن۔ گوشت۔ سانپ وغیرہ دیکھنے لگتے ہیں۔ بندروں اور سانپوں کی کثرت دکھائی دیتی ہے۔ قبریں اور مرے ہوئے لوگ عمومی طور پر نظر آتے ہیں۔ اجڑے ہوئے گھر۔ بیابان نظر آنے لگتے ہیں۔ نجاستوں سے اسے چھٹکارا نہیں ملتا، ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اس کے وجود اور ہتھیلیوں سے پاخانے کی بو آنے لگتی ہے۔

جادو کا توڑ

ایسے مسحور کے لئے پرانے لوگوں نے علاج تجویز کیا ہے کہ ”بیری کے سات پتے لیکر انہیں ہاتھ سے مسلے اور دو پتھروں کے درمیان انہیں پیس لے اس کے بعد ان پتوں کو پانی کے برتن میں ڈال دے اس کے بعد اس پانی پر آیات رقیہ اور جادو کے توڑ والی آیات پڑھ کر پھونکے اور پڑھتے وقت شفاء کی نیت رکھے اور ذہن میں ہو کہ جو جنات مسحور کو تنگ کر رہے ہیں انہیں دور کرتا ہوں، سحر کو باطل کرتا ہوں۔ آیات یہ ہیں۔ منزل جو کہ معروف ہے پڑھی جائے۔ جادو کے توڑ والی آیات یہ ہیں سورہ بقرہ آیت نمبر 102 سورہ اعراف کی آیات 117 تا 122 سورہ یونس 81۔82۔ سورہ طہٰ آیت 69]

اس کے علاوہ یہ آیات بھی نافع ہیں النساء 167.183۔ المائدہ 33.34۔ الانفال 12 الحجر 16.18 اسراء .110 111 الانبیاء 70 الحج 19.20-20 النور 35۔ الفرقان 23 الصافات 88 غافر 78 فصلت 42 الدخان 43 تا 50 الاحقاف 29 تا 34 الزلزلہ۔ العصر ۔ البروج۔ الطارق الکافرون اس کے علاوہ سات آیات شفاء ہیں التوبہ 14۔ یونس 57

النحل 69 الاسراء 82 الشعراء 80 فصلت 44۔ان آیات اور سورتوں کو پڑھا جائے اور عامل کی صوابدید ہے کہ اسے کس انداز میں برتا جائے ۔انشاء اللہ جادو باطل ہوجائے گا۔جس پانی پر پڑھا جائے اسے پاؤں کے نیچے نہ آنے دینا چاہئے۔اسے کسی برتن میں ڈال کر کسی درخت کی جڑوں کی ڈال دے یا پھر کسی دیوار پر چھڑک دے ۔یا کوئی ایسا بندوبست کرے کہ پانی کی بے ادبی نہ ہو۔اسی پانی سے گھر اور سحر زدہ مقام پر چھڑکاؤ کرے اگر کسی کا کاروبار باندھ دیا گیا ہو اس مقام پر بھی اسے چھڑکے۔گندے اور ناپاک مقام پر اسے استعمال نہ کرے۔بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ مسحور جب پانی کو استعمال کرتا ہے تو اسے قے آنا شروع ہوجاتی ہے اور وہ اشیاء جو کھلائی پلائی گئی ہوں وہ قے کے ذریعہ سے باہر آجاتی ہیں اور مریض کی خلاصی ہوجاتی ہے۔

جادو کی مزید کچھ علامات

یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ جب مسحور پر ان آیات کو پڑھ کر دم کیا جائے تو مسحور پر جنات و موکلات جو بھی ہوں حاضر ہوجاتے ہیں۔مسحور کی آنکھیں سرخ ہوجاتی ہیں۔لب ولہجہ میں تغیر آجاتا ہے۔سانسوں کی خرخراہٹ دور سے سنائی دینے لگتی ہے۔یا پانی پیتے ہیں اسے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اسے گرم گرم کوئی چیز پلادی گئی ہے۔غسل اور پلانے کا معمول تین سے سات دن کرنا چاہئے۔انشاء اللہ سحر باطل ہوجائیگا اور مریض تندرست ہوجائیگا۔یکے بعد دیگرے سب علامات کافور ہوجائیں گی[المفصل فی شرح حدیث من بدل دینہ فقد قتل 2/486 افادۃ المستفید بشرح کتاب التوحید 1/170] مسحور کے کاندھوں پر وزن اور ہاتھ پاؤں میں چینوٹیوں کا رینگنا، سینے پر سوئیوں کا چبھنا، پاؤں کی پنڈلیوں کا درد بھی بسا اوقات جادو کے سبب سے ہوتا ہے۔علاج کے دوران جب مسحور پر مسلط شدہ جنات حاضر ہوتے ہیں تو عمل کی کیفیت، کروانے والے کے حالات اور جادوگر کے بارہ میں بھی بہت کچھ بتاتے ہیں۔

اکثر جب عمل کے بارہ میں معلومات حاصل ہوجائیں اور جادوئی چیزوں کو نکال لیا جائے تو مسحور جادو کی گرفت سے نکل آتا ہے۔

جادو تسلسل عمل کا نام ہے

جادو کئی وجوہ کی بنا پر ہوتا ہے، یہ تو بمنزلہ طب کے ہے جیسے طبیب لوگ امراض کے لئے دوائیں تجویز کرتے ہیں، اسی طرح جادو کا علم ہے یہ بھی اسی تلاش میں رہتے ہیں کہ صحت مند کیسے بیمار پڑے، بیمار کیسے صحت یاب ہو مختلف حیلوں سے کام لیا جاتا ہے، اس کے اثرات بہت تیز ہوتے ہیں، یہ ہوتا تو خفیہ ہے لیکن اس کے اثرات بہت کھلے ہوتے ہیں جادوگر اپنے اولیاء سے جادوئی منتر سیکھتے ہیں۔ہاروت و ماروت جو علم سکھاتے تھے پہلے خوب واضح کردیتے تھے کہ ہم تو آزمائش وفتنہ ہیں، اس فن کو سیکھ کر اپنا ایمان ضائع نہ کرو۔علم سحر ایک فن ہے ساحر لوگوں کے ذہن اس طرف بخوبی کام کرتے ہیں۔جادوگر لوگ ایسی چیزوں کی تلاش میں رہتے ہیں جو تخلیقی لحاظ سے انوکھی ہو پھر پر تجربات کرتے ہیں جیسے کیمیا دان مختلف کیمیکلوں کو اپنے تجربہ میں لاکر اس سے مختلف قسم کے نتائج اخذ کرتا ہے ایسے ہی جادوگر لوگ مختلف چیزوں پر تجربات کرتے ہیں، جہاں انہیں کامیابی دکھائی دے اس عمل کو بار بار دہراتے ہیں۔ہمارے بزرگ بتایا کرتے تھے کہ اور کئی کتابوں میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ جادوگر اپنے عمل کا تجربہ برابر جاری رکھتا ہے، ضروری نہیں کسی پر دشمنی کی بنیاد پر ہی سحری عمل کیا جائے بلکہ آزمائشی انداز میں یہ لوگ اعمال کرتے ہیں اگر کوئی ذی روح نہ ملے تو کسی فصل یا درخت پر وار کرتے ہیں۔جب درخت جل جاتا ہے تو سمجھتے ہیں کہ عمل کام کررہا ہے ایسی ہی باتیں پرانے لوگوں نے بھی لکھی ہیں[الاحتجاج للطبرسی 2/83 مستدرک سفینۃ البحار 7/6]

جادوگر اپنی صلاحتیں کیسے بیدار کرتا ہے؟

کتب سحر وطلسمات میں بہت سے خواص اور طریقے لکھے ہوئے ہیں کہ سحری خواص کو انسان میں کس طرح بیدار کیا جاسکتا ہے؟انسان بشری لحاظ سے تو ایک قسم کے ہوتے ہیں لیکن خواص اور اصناف میں مختلف ہوتے ہیں۔ایک صفت جو کسی میں پائی جائیگی وہ دوسرے میں موجود نہ ہوگی۔ اللہ نے ہر انسان کو کوئی نہ کوئی خاصیت ایسی بخشی ہے جس میں کسی دوسرے کو شریک وسہیم نہیں بنایا۔ یہ جبلی صفات ہر انسان میں مختلف دیکھی گئی ہیں۔سب سے قوی نفوس انبیائے کرام کے ہوتے ہیں۔ان میں معرفت ربانی کی صفت ان سے زیادہ پائی جاتی ہے اور وہ لوگ وحی الیہ کے تحمل کی صفت رکھتے ہیں، جب کہ یہ صفت کسی دوسرے انسان میں نہیں پائی جاتی، یہ ملائکہ سے مخاطبت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ایسے ہیں کچھ لوگ دیگر خواص رکھتے ہیں جیسے کاہن جنات وشیاطین کے مخاطبت کی صلاحیت رکھتے ہیں جب کہ یہ خاصیت عام انسانوں میں نہیں پائی جاتی۔اسی طرح ساحر بھی خاص استعداد رکھتے ہیں جسے مشق اور وظائف ۔ چلہ وغیرہ سے بیدار کرتے ہیں۔

ابن خلدون کی نظر میں جادوگروں کی اقسام:

ابن خلدون کے مطابق ساحر تین قسم کے ہوتے ہیں(1) پہلے درجہ میں وہ ساحر ہوتے ہیں جو اپنی ہمت اور توجہ سے کاقسم لیتے ہیں اس میں انہیں کسی سہارے کی ضرورت نہیں پڑتی اور ایسے لوگ اکثر اوقات اپنے اھداف حاصل کر لیتے ہیں انہیں فلاسفہ کہا جاتا ہے (2)ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اس درجہ کی توجہ اور ہمت تو نہیں رکھتے البتہ وہ معین ومددگار سے کام لیتے ہیں یہ امتزاج افلاک اور عناصر اور خواص الاعداد سے کام لیتے ہیں جیسے طلسمات کہا جاتا ہے یہ پہلے درجہ سے کمتر ہوتے ہیں (3) یہ لوگ قوت متخیلہ کے ماہر ہوتے ہیں،نظر بندی میں یکتا ہوتے ہیں، یہ نفوس میں اپنی مرضی کے خیالات پیدا کر دیتے ہیں، مسحور کو اپنے کام کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں یا ایسا کام کرتے ہیں کہ انسان کو ایک چیز

محسوس ہونے لگتی ہے مگر ظاہر میں اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا،ایسے لوگ حاضرین کے سامنے ایسی خیالی باتیں پیش کرتے ہیں دیکھنے والے وہی منظر دیکھتے ہیں جو جادوگر دکھانا چاہتا ہے، ایسے لوگوں کو فلاسفہ شعبدہ باز کہتے ہیں۔ان مراتب کی تفصیل سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ حقیقی ساحر وہ ہوتا ہے جس میں قوت ارتکاز اور بلند ہمت ہوتی ہے۔کچھ لوگ تو اسے مشق سے بیدار کرتے ہیں کچھ اتنے قوی النفس ہوتے ہیں انہیں کسی مشق اور ممارست کی ضرورت بھی نہیں پڑتی ان کے بارے میں آپ یوں کہہ سکتے ہیں ایسے لوگ جو کہہ دیتے ہیں وہ ہوجاتا ہے،انکی زبان ہی کالی ہوتی ہے،کوئی نہ کوئی ایسی بات منہ سے نکالتے ہی رہتے ہیں جس سے لوگوں کا نقصان ہو اس وجہ سے لوگ ان سے خوف زدہ رہتے ہیں، باقی صفاتی لوگوں کے بارہ میں اس تحریر مختلف مقامات پر بحث موجود ہے۔[تاریخ ابن خلدون 1/ 498]

عاملین کے نزدیک بری ارواح

اس کے علاوہ ساحر مسحور کے وجود کا تصور کر کے ایک پتلہ بناتا ہے اس کے نین بقوش اسی انداز کے بناتا ہے جس طرح مسحور کے ہوتے ہیں اس کے بعد اس پتلہ کو بغور دیکھنا شروع کر دیتا ہے اور جو حالت اور اثرات مسحور پر طاری کرنا چاہتا ہے اس کا قوی تصور کرتا ہے۔یہ حب وبغض دونوں طرح کے اعمال میں کیا جاتا ہے اس کے بعد کچھ کلمات پڑھتا ہے اور اپنا تھوک پتلہ کے منہ میں ڈالتا ہے،اس کا پختہ تصور اور یقین ہوتا ہے کہ جیسا خیال کیا جارہا ہے مسحور کے ساتھ ایسا ہی کچھ ہوگا،ضرورت پڑنے پر وہ عزائم اور مخصوص الفاظ بھی سے ادا کرتا ہے،اس کی پھونکوں اور تھوک کے ساتھ خبیث ارواح نکل کر اس پتلہ میں منتقل ہونا شروع ہوجاتی ہیں، مسحور کے ساتھ وہی معاملات ہونا شروع ہوجاتے ہیں جو ساحر چاہتا ہے۔ علامہ ابن خلدون اپنا مشاہدہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے ساحر بھی دیکھے جو ٹکٹکی باندھ

کر کسی بکری/ بھیڑ کی طرف دیکھتے ہیں جس سے ان کا حمل ساقط ہو جاتا ہے۔ چڑہ کی طرف دیکھتے ہیں تو چمڑے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ ہندستان میں کچھ مردہ ساقط شدہ حملوں کا مشاہدہ کیا گیا تو ان کے اندر دل موجود نہ تھے۔ اسی طرح سوڈان اور ترکی میں کچھ جادوگروں کو دیکھا گیا کہ وہ مخصوص خطہ زمین کو بادل برسا کر سیراب کر لیتے ہیں[مقدمہ ابن خلدون 2/ 199]

کچھ جادوئی طاقتیں

جنات کے علاوہ جو انسان اس زمین پر ابلیسی سلسلوں کو تسلیم کرتے ہیں وہ اولیائے ابلیس ہیں۔ جب وہ مرجاتے ہیں تو ان کی بدارواح اس دنیا میں آکر گھومتی رہتی ہیں ان ارواح کے ذریعہ بھی جادو کیا جاتا ہے مثلاً مرگھٹ کی راکھ یا پرانی قبروں کی مٹی سے بھی کام لیا جاتا ہے، یہ بدارواح اولیائے ابلیس کا کام کرتی ہیں اور ان کی مدد کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک تیسری قوت بھی ہے جو سب سے زیادہ طاقت ور ہے یہ انسان کی اپنی منفی قوتیں ہیں، ان منفی قوتوں کو اس حد تک بیدار کیا جا سکتا ہے کہ دوسرے شخص پر مسلط ہو جاتی ہیں۔ مثلاً ایک شخص نفرت، مایوسی اور ناامیدی کا شکار ہے یہ تمام چیزیں وجود انسانی کے اندر موجود منفی کیفیات کو تقویت دیتی ہیں پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے ان کیفیات کو مرتکز کر کے جس کسی شخص پر منعکس کیا جائے وہ ان کے حصار میں آجاتا ہے، اس حصار کو ختم کرنا زیادہ مشکل ہوتا ہے کیونکہ منفی قوتوں کا ارتکاز اور پھر ان کا مطلوبہ شخص پر انعکاس جادو کا اثر رکھتا ہے، اس جادو کا جو شخصی منفی قوتوں سے بیدار ہوتا ہے علاج کرنا مشکل ہوتا ہے ان تمام منفی قوتوں کا منبع شیطنت ہے[روحانیت کیا ہے؟ 22]

جادو کہاں سے آیا؟

قرآن کریم میں۔ السحر۔ السحر۔ والساحرون۔ والسحرۃ۔ مسحوراً۔ مسحورون کے الفاظ استعمال

ہوئے ہیں۔ قرآن کریم میں ان الفاظ کا استعمال اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جادو کی خاص اہمیت تھی، اسی لئے اہل مکہ نبی ﷺ کو بھی سحر کہا کرتے تھے کیونکہ ان کی عقلیں کہانت اور وحی میں فرق محسوس نہیں کر سکتی تھیں اُن کے نزدیک جو وسائل کہانت کے لئے استعمال ہوتے ہیں وہی نبوت کے لئے بھی بروئے کار لائے جاتے ہیں۔ بخاری کی روایت کے مطابق کہانت جادو سے قدیم تر ہے، البتہ کہانت اور جادو کا مصدر و منبع ایک شیطان۔ جاہلیت میں جادو ایک معروف چیز تھی روایات میں آتا ہے کہ یہ بیماری یہود کے ساتھ عرب میں آئی تھی، یہود نے جادو کے اصول بابل سے سیکھے تھے کیونکہ عرب میں زیادہ تر جادو یہودی حضرات ہی کیا کرتے تھے، کہانت عرب میں معروف چیز تھی۔ سحری روایات و بابل کے حوالے سے بیان کیا جاتا تھا، اس حوالے کو مضبوط اور مستند مانا جاتا تھا، رہی بات جادو کے مؤثر ہونے کی تو اس میں ارواح سے استمداد بھی کی جاتی ہے[المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام باب السحر 12/ 315]

سحر کی تعریف لغت کے حوالے سے

لغت میں سحر ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جس کا سبب چھپا ہوا ہو اسی لئے رات کے آخری حصے کو سحر کہا جاتا ہے۔ جادو کو سحر اس لئے کہتے ہیں کہ جادو کرنے والے جن اسباب و وسائط کو بروئے کار لاتے ہیں وہ عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں برآمد ہونے والے اثرات سے لوگ مرعوب ہو جاتے ہیں اس لئے اسے سحر کہا جاتا ہے۔ ابن اثیر اس حدیث کی شرح ''کہ کچھ کلام جادو کی مانند ہوتے ہیں'' کرتے ہوئے لکھتے ہیں''ای منہ ما یصرف قلوب السامعین وان کان غیر حق'' کہ زور کلام سے لوگوں کو اپنی بات منوالینا چاہئے ناحق ہی کیوں نہ ہو'' (حقیقۃ السحر وحکمہ فی الکتاب والسنۃ صفحہ 138۔ غربۃ الاسلام، از حمود بن عبد اللہ 629/2، لسان العرب 348/4، لا نہایہ فی غریب الاحدیؒ ولاثر 346/2) سحر و

جادو کو دوطریقے سے استعمال کیا جاتا ہے عمومی طور پر یہی رائج ہیں۔ جادوئی اشیاء کو کھلایا/
پلایا جاتا ہے، اس کے اثرات معدہ کے توسط سے تمام جسم کو جڑ لیتے ہیں۔
دوسری قسم خدامی ہے جس میں ساحر ماتحت جنات وشیاطین سے اپنے کام کرواتا ہے کسی بھی
مطلوب شخص پر انہیں مسلط کر کے کام لیتا ہے۔ عزائم پڑھتا تعویذ لکھتا ہے اور طلسم ترتیب
دیتا ہے اس قسم کی عبارات ترتیب دیتا ہے جو مقاصد کو پورا کرتی ہیں (المفصل فی شرح حدیث
من بدل دینہ فقد قتلوہ 474/4)

جادوگر اور طبیب

کہتے ہیں جادو ادیان کے مقابلہ کی چیز ہے، جب اس پر پابندی عائد کی گئی تو اس نے اپنا
روپ بدل لیا اور جادو ایک ہوا بن کر نفوس پر چھا گیا، لوگوں میں اس کی اہمیت کی بنا پر خفیہ
طور پر اسے اپنا لیا گیا، جادو ایک سلسلہ وار کڑی کی صورت میں لوگوں میں ایک نسل کے بعد
دوسری نسل میں منتقل ہوتا گیا، جادو کو لوگ ہر کام کے لئے استعمال کرتے تھے اگر اس سے
دشمن کو ہلاک کیا جاسکتا تھا تو اس سے مریضوں کا علاج ومعالجہ بھی کیا جاسکتا تھا، ہم چشموں
میں برتری جتانا اور مفادات کا حصول اور نقصانات سے بچاؤ کی صورتیں بھی اختیار کیا جاتی
تھیں، حب وبغض کی کاروائیاں کی جاتی تھیں، عاشق لوگوں پر جب جنون طاری ہوجاتا تھا تو
اس کا علاج بھی سحری طریقے پر کیا جاتا تھا۔
ایک جادوگر ماہر طبیب بھی ہوتا تھا جادوگر اور کاہن میں جب کبھی مقابلہ معالجہ ہوتا تو ساحر
کاہن سے زیادہ حاذق ثابت ہوتا تھا کیونکہ کاہن صرف اپنی معلومات کی بنیاد پر کام کرتا تھا
جب کہ جادوگر جڑی بوٹیوں درختوں کے پتے۔ نمکیات۔ وغیرہ سے بھی کام لیتا تھا اس لئے
ساحر اپنے کام میں زیادہ مہارت کا مظاہرہ کرتا تھا۔ کاہن جنات وجنون کا علاج نہیں کرتے
تھے لیکن ساحر اس میں کامل مہارت رکھتا تھا، وہ جنون وجنات کو دور کرنے کی خاطر اور ادبھی

کرتا تھا مخصوص حرکات بھی کیا کرتا تھا اگر کسی طرح بات بنتی دکھائی نہ دیتی تو چھڑی سے
پٹائی بھی کیا کرتا تھا، آج کل بھی جادوگر اور عاملین حضرات جناتی مریضوں کو مارتے ہیں۔
تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سحر وجناتی اعمال میں آج بھی بہت سی اشیاء وہی استعمال
کی جارہی ہیں جو قبل از تاریخ یا زمانہ جاہلیت میں ساحر و کاہن لوگ استعمال کرتے تھے
۔ جیسے اونٹ کی ہڈیاں۔ خرگوش کا پنجہ وغیرہ۔ اکثر جادوگر طبیب بھی ہوتے ہیں، اکثر طبیب
جادوگر ہوتے ہیں۔ اس معمہ کے لئے طبی کتب کا مطالعہ مفید رہے گا۔

مافوق الفطرت واقعات

ابتدائے آفرینش سے ہر انسانی معاشرے کو ایک سوال کے جواب کی تلاش رہی ہے کہ:
مافوق الفطرت واقعات کیوں رونما ہوتے ہیں؟ انسانوں نے مختلف اوقات میں اپنے محدود
علم اور تجربے کی روشنی میں اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کی اس کوشش میں بسا
اوقات گمراہی کے اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتا اور بھٹکتا رہا اور اس نے غیر فطری واقعات
کی روشنی میں اپنے ذہن میں معبود کا تصور اجاگر کرنے کی کوشش کی۔ سورج۔ آگ۔ آسمانی
بجلی کی پرستش کا آغاز ہوا تھا۔ پھر جب انسان کو ان چیزوں کی حقیقت کا علم ہوگیا تو اس نے
اپنی جبین نیاز کے لئے کوئی اور دَر تلاش کرنا شروع کردیا، یہ سلسلہ چلتا رہا۔ بعض لوگ کہتے
ہیں کہ اس سائنسی دور میں مافوق الفطرت واقعات کا رونما ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ یہ وہ
لوگ ہیں جو سائنس اور مافوق الفطرت واقعات دونوں کی اصلیت سے ناواقف
ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مافوق الفطرت واقعات کا رونما ہونا دراصل ایک سائنسی سچائی ہے
اور انہیں جھٹلانا سائنس، مظاہر فطرت سے یکسر ناواقف ہیں، سب سے پہلے اللہ تھا اور سب
سے آخر میں بھی اللہ موجود ہوگا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اس کائنات میں جب سب
سے پہلے اللہ تھا اور صرف باری تعالیٰ کا وجود تھا اس کے بعد اس کائنات کی تخلیق ہوئی پھر یہ

جادو کہاں سے آ گیااور یہ جادوئی قوتیں کہاں سے پیدا ہوگئیں؟

ہر قسم کی طاقت کا خالق اللہ ہے

جہاں تک تخلیق کائنات میں تمام مثبت قوتوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، وہاں تمام مخفی قوتوں کا خالق بھی اللہ ہے، جو کچھ کائنات میں ہو رہا ہے اللہ کا پیدا کردہ ہے۔ابلیس کے کردار ہی کو لے لیجئے۔قران کریم نے اسے جن کہا ہے یہ ناری مخلوق ہے جسے آگ سے پیدا کیا گیا ہے لیکن یہ بعد میں معلم الملکوت کے درجے تک بھی پہنچا۔یہ علم کے زور پر معلم الملکوت بنا پھر خدا کی نافرمانی کی پاداش میں راندہ درگاہ ہوا، جادو اور کالے علم کا منبع ابلیس ہی کی ذات ہے اس کائنات میں اللہ کی اجازت سے دو متوازی قوتیں ازل سے چل رہی ہیں۔ایک یزداں کی قوت ہے جو مثبت قوتوں کا سرچشمہ ہے۔دوسری قوت شیطنت ہے۔ابلیس کا ذکر تمام آسمانی کتب میں موجود ہے، ہر جگہ ابلیس کو منفی قوتوں کا نمائندہ، شیطنت کے استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے، کائنات کی تمام منفی قوتیں اور شیطنت کے ساتھ منسلک ہیں۔قران کریم میں اولیاء ابلیس یا دوستوں کا ذکر ملتا ہے۔لونا چماری۔بھانومتی۔کالی دیوی۔اسماعیل جوگی جیسے کردار منفی قوتوں کے نمائندے ہیں اور یہی اولیائے ابلیس ہیں ان کو تمام قوتیں ابلیس کی طرف سے ملی ہوئی ہیں۔

کیا جادوگر کے قابو میں جنات ہوتے ہیں؟

بہت سے اعمال ایسے ہوتے ہیں جنہیں جادوگر کرتا ہے تو اس کے تابع کچھ جنات ہو جاتے ہیں اکثر دیکھا گیا ہے جب یہ لوگ کوئی عمل کرتے ہیں تو اُسے اپنے مقصد کے متعلق الفاظ کہتے جاتے ہیں مثلاً فلاں کے ساتھ یوں ہو جائے، فلاں کے ساتھ ایسا ہو۔یہ بات یقینی ہے کہ ساحر کے ساتھ بہت سے جنات ہوتے ہیں ضروری نہیں کہ اسے دکھائی بھی دیں جس جگہ عملیات کئے جاتے ہیں وہاں پر یہ مخلوق ڈیرے ڈال لیتی ہے۔جب ساحر کی موت

واقع ہوتی ہے تو یہ جھنڈ کہیں اور منتقل ہو جاتا ہے[الفتاویٰ الذہبیہ فی الرقی الشریعۃ 5/7]

جادوگر مختلف انداز میں مخالفین کو تکلیف پہنچاتے ہیں اپنے ساتھ کام کرنے والے شیاطین کو دشمنوں پر مسلط کر دیتے ہیں اگر ضرورت محسوس کریں تو معاوضہ لیکر انہیں دور بھی کر دیتے ہیں اچانک موت کے انتظام کر دیتے ہیں۔یا ایسی بیماری طاری کر دیتے ہیں جس کا آسانی سے علاج ممکن نہیں ہوتا۔وہ دایئں بایئں انگلیاں گھماتا ہے جو مخصوص اشارے ہوتے ارواح خبیثہ مخالف پر مسلط ہو جاتی ہیں[قصۃ الحضارۃ 2/426]ایک بار نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابوذرؓ! انسانوں اور جن شیاطین سے پناہ مانگا کرو۔ابوذر نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا انسانوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں؟ فرمایا ہاں انسانوں میں بھی شیاطین ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کی کانا پھوسی کرتے ہیں (الدر المنثور 3/342 بحر العلوم لثمر قندی 70/2)

کالے علم کے لئے اس جیسی فضا تیار کی جاتی ہے

کالے علم کا عامل جب کوئی عمل کرتا ہے تو اپنے عمل کے لئے ایسی فضا تشکیل دیتا ہے جو انسان کے اندر منفی قوتوں کو بیدار کرتی ہے اور گناہ کو فروغ دیتی ہے مثلاً ساری کی ساری فضا ہی بھیانک تشکیل دیتا ہے۔کمرے میں شراب رکھتا ہے۔کالا کپڑا رکھتا ہے۔کالے ماش رکھتا ہے کالی بلی اور کالا بکرا بھی کالے عمل کے لئے بہت اہم ہوتے ہیں، ایسے عمل کے لئے بہترین وقت زوال آفتاب یا قمر ناقص النور کا ہے کیونکہ سورج کی شعاعوں میں اتنی طاقت باقی نہیں رہتی، ناقص نور والے چاند کی کرنیں نفرت کی فضا پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہیں اور منفی اثرات چھوڑتی ہیں۔ایسے عمل کے لئے عمومی طور پر ویرانہ تلاش کیا جاتا ہے یا ایسے کمرے میں عمل کیا جاتا ہے جو ویرانہ کے مشابہ ہو۔اس مقصد کے لئے اس کمرے میں انسانی ہڈیاں رکھی جاتی ہیں۔قبرستان کی مٹی رکھی جاتی ہے۔یا مرگھٹ کی راکھ بکھیری

جاتی ہے۔ جب بدی کی تمام علامتیں اکٹھی کر دی جایئں تو ایک خاص قسم کی فضا پیدا ہو جاتی ہے جو عامل کے عمل پر لبیک کہتی ہے۔ کالے عمل اور جادو کے کام زوال کے وقت یا اول شب میں کئے جاتے ہیں کیونکہ زوال کے وقت سورج کی کرنیں کمزور ہو جاتی ہیں اور اول شب میں تمام چیزیں مردہ ہو رہی ہوتی ہیں۔ ان کے اندر کی تھرتھراہٹ بھی ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ کالا علم سورج کی روشنی میں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ سورج سلطان قاہر ہے، اپنے دائرے میں کسی چیز کا اثر نہیں ہونے دیتا۔ کالے علم کا تعلق رات سے ہے یا سیاہی سے ہے اسی لئے دنیا کی تماموں میں اسے کالا علم کہا جاتا ہے [روحانیت کیا ہے؟ صفحہ 47-46]

اس فن کے ماہر لوگ

عاملین اور اس فن میں پہنچے ہوئے لوگ جب کسی عمل کو ترتیب دیتے ہیں تو وہ کوڈز استعمال کرتے ہیں دراصل یہ لوگ پروگرامر ہوتے ہیں جیسے ایک کمپیوٹر کا ماہر کوئی پروگرام ترتیب دیتا ہے تو اس کے استعمال کرنے والوں کے لئے وہ پروگرامر کچھ مخفی اشارات ترتیب دیتا ہے وہی مخفی اشارے یا (Key) ہوتی ہیں جن کی مدد سے اس پروگرام سے مستفید ہوا جا سکتا ہے۔ اسی طرح عملیات کا ماہر کچھ کلام اور کچھ رموز ایسے کوڈ کر دیتا ہے اگر بروقت انسان انہیں استعمال میں لائے تو اس عمل سے وہی فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں جو ایک کمپیوٹر پروگرام سے حاصل ہوتے ہیں۔

عملیاتی دنیا بھی ایک حسابی نظام ہے جو اسے سمجھتا ہے وہ اس سے نتائج بھی حاصل کر لیتا ہے اور جو اس کے حسابی نظام اور اسرار و رموز سے اشنائی نہیں کرتا وہ اس سے مستفید نہیں ہوتا۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اجنبی ایک کمپیوٹر پروگرام سے واقف نہیں ہوتا لیکن چلتا ہوا کمپیوٹر دیکھ کر ماؤس کو ہلانا شروع کر دیتا ہے تو کچھ نتائج ایسے سامنے آ جاتے ہیں جنہیں دیکھ کر وہ حیران رہ جاتا ہے۔ لیکن وہ اس کی باریکیوں سے واقف نہیں ہوتا اس لئے وہ دوبارہ کوشش کرتا ہے تو

مانیٹر پر کچھ اور ہی ڈسپلے ہوتا۔ اسے اس پروگرام کی کیز کا پتہ نہیں ہوتا اس لئے وہ ایک جیسے نتائج کبھی حاصل نہیں کر سکتا۔ عامل بھی ایسا ہی انسان ہے جو عملیاتی کیز سے واقف ہوتا ہے وہ جانتا ہے اپنے مطلوبہ نتائج کے لئے کونسا پروگرام چلانا ہے اور کونسے پروگرام سے اپنے مطلوبہ نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً اگر اسے اردو کی ضرورت ہے تو انپیج (INPAGE) کھولے گا۔ کوئی دفتری کام ارر پبلیشنگ کام کرنا ہے تو آفس (Office) چلائے گا۔ گرافک کی ضرورت ہے تو کورل ڈرا چلائے گا اور اگر فوٹوز اور تصاویر کی ضرورت ہوگی تو اڈوب شاپ استعمال کریگا۔ اگر وقت گزاری کے لئے کمپیوٹر چلائیگا تو تو گیمز کھیلے گا۔ ایک اجنبی کو تو ایسا ہی لگے گا کہ استعمال کرنے والا صرف کی بورڈ پر انگلیاں مارتا ہے اس کے علاوہ اسے کچھ سمجھ میں آتا۔ ایسا عامل ہوتا اس کے ورد۔ وظائف۔ چلے۔ تسبیحات۔ اس کی پھونکیں بظاہر ایک جیسی ہوتی ہیں لیکن نیت اور عمل کی نوعیت بیناد پر نتائج ڈسپلے ہوتے ہیں۔

باب دوم۔ ماخذ و مصادر

القران الکریم۔۔[لماذا نحن مسلمون۔۔[مقدمہ ابن خلدون۔۔مجلۃ الجاسمعۃ السلامیہ بالمدینۃ المنورہ [اللباب فی علوم الکتاب۔۔[قصۃ الحضارۃ۔۔[مجلۃ الجامعۃ الاسلامیہ بالمدینۃ المنورہ 44/405] تفسیر رازی۔[الشیطان خطواتہ وغایاتہ 1 / 204 اکثر من 1000 فائدۃ علمیہ 1 / 71] شرح السنہ 11 / 109 مسند احمد 10 / 369 دلائل النبوۃ للبیہقی باب ذکر المعجزات 6 / 150 مشکوٰۃ المصابیح باب فضائل سید المرسلین 3 / 287]۔۔۔[دروس للشیخ نبیل العوضی 5 / 6][المفصل فی شرح حدیث من بدل دینہ فقد قتل 2 / 486 افادۃ المستفید بشرح کتاب التوحید 1 / 170[الاحتجاج للطبرسی 2 / 83 مستدرک سفینۃ البحار 7 / 6]۔ تاریخ ابن خلدون 1 / 498] روحانیت کیا ہے۔[المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام باب السحر 12 / 315](الدر المنثور 342/3 بحر العلوم لثمرقندی 70/2)

عملیاتی مدت اوراس کی حقیقت

جیسے تمام میدانوں میں ترقی کا سلسلہ اور تجرباتی کام جاری ہوتا ہے اور تسلسل باقی رہتا ہے عملیاتی کاموں میں جدت آتی جارہی ہے، کیا دیکھتے نہیں کہ جیسے شعبہائے زندگی میں آلات جدیدہ سے کام لئے جارہے ہیں اسی طرح عملیاتی دنیا میں جدید آلات مستعمل ہیں۔ پہلے ایک عامل فلکیاتی اور نجومی حساب کے لئے ہفتوں محنت کرتا تھا، اس حسابی جانچ کے لئے گھنٹوں مصروف رہا کرتا تھا لیکن آلات جدیدہ کیلکو لیٹر دیگر حسابی ڈوائسز کی مدد سے اچھے اور اعلیٰ انداز میں معمولی وقت سرانجام دے لیتا ہے۔ اسی طرح زائچوں کی تخریج وتدوین اور مطلوبہ عبارات کی، طلسماتی لکیروں اورزاویوں کی صحیح پیمائش اس طریقے سے پہلے ممکن نہ تھی اس کے لئے عملیاتی اعمال کو جدید اور مختصر انداز میں ڈھالا جارہا ہے، لوگوں کے پاس اتنی فرصت کہاں کہ مہینوں صحرانوردی کرتے پھریں، سالوں کی چلہ کشی کریں، اساتذہ کی برسوں جوتیاں سیدھی کریں۔ اب تو لوگ تجارتی انداز میں گفتگو کرتے ہیں، اسی انداز میں بات کرنے کے عادی ہیں۔ آج کا دور پچھلے دور سے بالکل مختلف اور الگ ہے، پہلے لوگوں کا وطیرہ تھا کہ عمل کو چھپا کر اپنی بڑائی جتایا کرتے تھے، آج کا دور ایسا ہے کہ لوگ نسخے کو ظاہر کرکے اپنی برتری کا اظہار کرتے ہیں، جو ایسا نہیں کرتے وہ میدان میں بہت پیچھے رہ جاتے ہیں، بالفاظ دیگران کی زندگی بہت کم ہوتی ہے۔ مشرقی لوگ اس بیماری کے بری طرح شکار ہیں جب کہ مغربی لوگ اس بارہ میں بہت آگے نکل چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کی روحانیات بھی ہم سے بہت آگے ہے، انہوں نے عملیاتی رموز کو طشت از بام کرکے لوگوں کو وطیرہ حیرت میں ڈال دیا ہے، ہم ہیں کہ بخل اور کنجوسی سے ہی گلوخلاصی نہیں ہو پاتی۔

بخل وامساک کی نحوست

بخل وکنجوسی اور صدری راز کسی ایک میدان میں نہیں بلکہ ہماری پوری زندگی اسکی لپیٹ میں

ہے۔ طب وحکمت ہو یا صنعت وحرفت یا مخفی علوم کوئی بھی میدان ایسا نہیں جہاں بخل کی گھنگور گھٹا نہیں۔ آخر کونسی مجبوری ہے جو ہمیں ایسا کرنے سے روکے ہوئے ہے۔ ایک طرف تو ہمیں تقوی وطہارت اور اعتماد فی اللہ پر اتنا غرور ہوتا ہے کہ کسی دوسرے تو برابر بٹھانا گوارا نہیں کرتے، نیکی کے لمبے کفن کی چادر ہر وقت ہمارے سروں پر تنی رہتی ہے، دوسری طرف خدا سے روزی کے بارہ اس قدر بداعتقادی کہ نسخے اور عمل کو صدری کہہ کر اپنے گناہوں کی طرح چھپالیا۔ اگر انہیں کہا جائے کہ جناب مغربی لوگوں نے ان باتوں اپنی کتابوں میں تفصیلاً لکھ دیا ہے تو جھٹ کہدیتے ہیں وہ لوگ زندیق کافر بے دین، اخلاق و مذہب کی بنیادوں کو کھودنے والے ہیں، ان کی باتوں کا اعتماد نہیں، اگر انصاف کی نگاہ سے دیکھا جائے تو انہوں نے وہ کام کیا ہے جو ایک مسلمان کا فریضہ بنتا تھا، مگر افسوس کے ساتھ کیا بھی کیا جاسکتا ہے؟

ہمارے ہاں عمومی طور پر مخالفین کے منہ بند کرانے کی خاطر تحقیقات وتدقیقات باہر آتی ہیں اس کے علاوہ تحقیقی کام باہر نہیں آتا حالانکہ ارباب حل وعقد کے او پر لازم تھا کہ ایسا انتظام کیا جاتا کہ ہر چیز کے مکتب قائم کئے جاتے اور نونہالان قوم کو اختیار ہوتا ہے کہ جو چاہیں منتخب کریں ہم نے بارہا لکھا ہے کہ عملیات دیگر فنون کی طرح ایک فن ہیں جسے سہارا بنا کر لوگوں نے اپنے کاموں میں سہارا لیا ہے۔ تصوف میں عملیات کو اس قدر برتا گیا کہ تصوف عملیات ہی کی ایک صورت نظر آنے لگا، عوام الناس کے نزدیک تو وہی صوفی ہوسکتا ہے جو دم درود اور نقوش وغیرہ کے فن سے واقف ہو بڑی بڑی گدیاں اسی اصول پر کام کررہی ہیں لیبل تصوف اور دین کا ہے درحقیقت دین اور تصوف کا نشان تک موجود نہیں، ایسے لوگ جعل ساز ہیں جو لوگوں کی سادہ لوحی سے ناجائز فائدہ اٹھارہے ہیں۔

عملیات کیسے کام کرتے ہیں؟

کسی بھی چیز کا تسلسل وظیفہ یا چلہ کہلاتا ہے جو کام کرنا ہو اس کی صلاحیت ہم سب کے اندر موجود ہوتی ہے البتہ کچھ لوگ اس کام کو جلد کر لیتے ہیں، کچھ حضرات دیر سے کرتے ہیں یہ ان کے مزاج کی تیزی یا دھیما پن ہوتا ہے، چلہ کشی کسی چیز کا تسلسل ہے جس کے اندر کوئی دوسری چیز نہیں پڑھی جاتی بلکہ اپنے اندر کی منفی یا مثبت قوتوں کا ارتکاز کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ کچھ عرصہ کے بعد ظاہر ہوتا ہے، اگر چلہ کے دوران منفی قوتوں کو بیدار کرتے ہوئے ان کے ہم مزاج منتر یا مثبت قوتوں کے لئے آیات قرانیہ کا ورد کیا جائے تو اس عمل کی قوت اور اثر بہت بڑھ جاتا ہے، چلہ کشی بنیادی طور پر حصول استقامت اور اپنے اوپر پابندی کا نام ہے۔کالے علم کا ماہر جادوگر چلہ کھینچ کر اپنی شیطانی قوتوں کو بیدار کرتا ہے، جنتر منتر کے ذریعہ مزید مؤثر بناتا ہے جبکہ اس کا توڑ کرنے والا صرف گھر میں بیٹھ کر ورد وظیفے کرتا ہے، انجام کار نا کام ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی قوتوں کو خاطر خواہ طریقے سے مجتمع نہیں کر سکتا میں نے بڑے بڑے عبادت گزاروں کو منفی قوتوں کے حصار میں پھنسے دیکھا ہے۔

وظائف وعملیات کی اثر اندازی

ورد وظیفے کیسے اثر انداز ہوتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب آپ کچھ آیات بار بار پڑھتے ہیں تو اُن کا ردعمل وجود میں آتا ہے، آپ کی مثبت قوتیں مجتمع ہوجاتی ہیں، آیات شفاء کے ورد سے آپ کی شفا بخش قوتیں مرتکز ہوجاتی ہیں، آپ جس کی طرف بھی توجہ کرتے ہیں وہ شفا حاصل کرتا ہے، ان قوتوں سے کام لینے کے لئے انہیں مجتمع اور مرتکز کرنا اشد ضروری ہے اس کے بغیر یہ قوتیں اثر پزیر نہیں ہوسکتیں۔اس بات کو سمجھنے کے لئے آتشی شیشے کی مثال لیں، سورج کی کرنیں اپنی روشنی اور حرارت کے باوجود آگ لگانے کی طاقت نہیں رکھتیں لیکن انہی کرنوں کو جب آتشی محدب عدسے کی مدد سے مرتکز کیا جاتا ہے، ان مرتکز کرنوں کو کسی بھی شئے پر منعکس کیا جاتا ہے تو ان کی قوت بڑھ جاتی ہے، وہ اس شئے

کو آگ لگا دیتی ہے بعینہ یہی صورت اپنی مثبت قوتوں کو مرتکز کرنے کی ہے، مرتکز شفاء بخش قوتیں معجزاتی طور پر مریض کو صحت یاب کر دیتی ہیں۔

مذاہب عالم اور تقابل ادیان کا مصنف لکھتا ہے: ''مراقبہ کے لئے ہندستانی مذاہب سمادھی کا لفظ استعمال کرتے ہیں، جو عبارت ہے ذہنی قوتوں کی یکسوئی اور کسی خاص نکتہ یا موضوع پر مرتکزیت سے جس طرح سورج کی کرنیں جب آتشی شیشہ سے گزر کر ایک نکتہ پر سمٹ جاتی ہیں تو انکی ملی جلی قوت عام کرنوں سے بدرجہ بڑھ جاتی ہے، وہ کاغذ کے ٹکڑے یا کپڑے کو جلا سکتی ہیں، اس طرح جب انسان کی ذہنی قوتیں۔قوت فکر وتصور کسی ایک موضوع یا نکتہ پر مرتکز ہوجاتی ہیں تو ان کی صلاحتیوں میں کئی گنا اضافہ ہوجاتا ہے، وہ حقائق کی ان تہوں کو اپنی چشم بصیرت سے دیکھ سکتی ہیں جو عام حالات میں انسان کے ذہن وفکر کی گرفت میں نہیں آتیں۔مراقبہ یا سمادھی میں خیال وفکر کی مرکزیت میں جتنا اضافہ اور استقلال پیدا ہوتا جائیگا اس کی بصیرت اور رسائی اتنی ہی بڑھتی جائے گی۔جیسا کہ ہندستانی روایات میں، عام حالات میں انسان کے خیال اور فکر کی بے قراری کی مثال ایک پاگل بندر کی مضطربانہ حرکات سے دی گئی ہے جس کو کسی بچھو نے کاٹ لیا ہو اس طرح کی پریشان خیالی سے صرف حقائق کی سطحی گرفت ہی ممکن ہوسکتی ہے، جب کہ مراقبہ یا سمادھی کی انتہائی صورت میں قوت خیال وفکر کی مثال اس مسلسل دھار سے دی گئی ہے جو کہ ایک برتن سے دوسرے میں ڈالا جارہا ہو یہی وجہ سے ہے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں کسی نہ کسی صورت میں اور کسی نہ کسی درجے میں توجہ اور فکر کی یکسوئی یا مراقبہ اور سمادھی کا التزام رکھا گیا ہے'' [تعارف مذاہب عالم (تقابل ادیان) صفحہ 352] جن لوگوں کی یکسوئی کمزور ہوتی ہے ان کے ئے تصرفات بھی کمزور ہوتے ہیں۔عملیات میں یکسوئی روح کی حیثیت رکھتی ہے۔

دھیان کی ضرورت

جب عامل یا ساحر کوئی کام کرتا ہے تو اسکی تمام تر توجہ اس کام پر مرتکز ہو جاتی ہے جتنا انہماک ہوتا ہے اتنا ہی جلدی کام ہوتا ہے البتہ ہر کسی کا توجہ کرنے میں انداز اپنا اپنا ہے، زیادہ تر لوگ اپنی پیشانی کے درمیان توجہ کرتے ہیں جو لوگ اس جگہ پر دھیان دیتے ہیں انکی خفیہ قوتیں دوسروں سے زیادہ کام کرنے لگتی ہیں، اس کی تقویت کے لئے اپنے اپنے مذہبی پیشواؤں کا دھیان قائم کیا جاتا ہے مسلمان لوگ تصور شیخ کتے ہیں، ہندو لوگ اپنے بھگوان یا کسی دوسرے دیوتا کا تصور کرتے ہیں دیگر مذاہب والے بھی اپنے سے بڑی روحانیت والے کا دھیان باندھتے ہیں۔

جب کسی عامل کی توجہ قائم نہ ہو رہی ہو تو اسے اپنے استاد کا تصور کرنا بہت مفید رہتا ہے جیسے آپ کوئی بات پر توجہ مرکوز کرنا چاہتے ہیں لیکن ارتکاز نصیب نہیں ہو رہا ایسے میں آپ کسی شخصیت یا پھر اپنے کسی بڑے کا دھیان کریں کہ وہ آپ کے سامنے بیٹھا ہے اور اس سے روشنی نکل کر آپ کے وجود، دل و دماغ پر آ رہی ہے، آپ اس روشنی میں نہا گئے ہیں، کچھ دیر بعد آپ جس طرف بھی توجہ کریں گے دھیان نصیب ہو جائے گا۔

پیشانی پر جہاں دونوں آنکھوں کا درمیان ہے پر ضرور توجہ دیا کریں کیونکہ اس سے خفیہ طاقتیں بہت جلد بیدار ہوتی ہیں۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ تقدیر پیشانی کے درمیان میں لکھی گئی ہوتی ہے۔ جب بھی انسان کوئی غلطی کرتا ہے تو ماتھے پر ہاتھ مارتا ہے۔ قیامت کے دن مجرمین بھی پیشانی سے پکڑ کر کھینچے جائیں گے۔ پیشانی وہ مقدس چیز ہے جسکا جھکنا خدا صرف اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ میں کسی کتاب میں پڑھا تھا کہ اگر آپ کسی جگہ پر دیکھنا چاہتے ہیں تو تصور کریں کہ آپ کی پیشانی سے ایک نور کی لکیر نکل کر بلند ہوئی ہے اور وہ اس سمت چل پڑی ہے جہاں آپ دیکھنا چاہتے ہیں کچھ دیر بعد آپ اس جگہ پہنچ جائیں، جو چیز بھی وہاں موجود ہوگی آپ کو دکھائی دیگی مثلاً آپ تصور کریں کہ یہ روشنی آپ کو کعبۃ اللہ لے

گئی ہے اگر یکسوئی مل گئی تو آپ کو حرم پاک کی زیارت ہوگی، وہاں پر موجود عبادت میں مصروف دکھائی دیں گے۔ عقلمند انسان اس جیسی مشقوں سے بہت کچھ پا سکتے ہیں۔

ایک بزرگ کی رائے

ماضی قریب میں اکابرین میں سے مولانا اشراف علی تھانویؒ کثیر التصانیف شخصیت گزرے ہیں تعوذات کے بارہ میں لکھتے ہیں۔ تعویذ میں فائدہ بزرگی کی وجہ سے تھوڑا ہی ہوتا ہے بلکہ جس کی قوت خیالیہ قوی ہوتی ہے اس کا تعویذ زیادہ موثر ہتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص بہت زیادہ قوت خیالیہ رکھتا ہو تو اس کے محض سوچنے ہی سے جاڑا بخار اتر جاتا ہے چاہے وہ کافر ہی ہو بزرگی کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے" (آثار المربع بملحقہ التبلیغ بحوالہ عملیات و تعویذات کی شرعی حیثیت اور اس کے احکام)

بچہ کی پسلی چلے

پیٹ میں پسلی کے نیچے گڑھا پڑے سانس جلدی جلدی آوے تو سرکنڈے کی جڑ کی طرف سے نو (9) انگل لمبا لیا جاوے اور پسلی کی طرف سے نیچے کو جھاڑے، جھاڑتے وقت یہ جھاڑا سات مرتبہ پڑھنے کے بعد سرکنڈہ کو ماپنے جتنا بڑھ گیا ہوا سے چاقو سے کاٹے، پھر پڑھے اور جھاڑے پھر کاٹے غرض جب تک بڑھتا رہے کاٹتا رہے خدا کے فضل سے آرام ہو جائے جھاڑہ یہ ہے۔ ''نو انگل کا سرکنڈہ کاٹوں میں دس انگل ہو جائے۔ ڈبہ جھاڑوں پانی پت کو جائے دہائی حضرت شاہ نور قطب عالم کی'' [انکشاف غیبی صفحہ 156] اس کے علاوہ تکلیف دہ اعمال بھی اسی انداز کے ترتیب دئے جاتے ہیں جن میں بظاہر کوئی خاص بات دکھائی نہیں دیتے لیکن کام پورا کرتے ہیں اور اس انداز میں ان سے کام لیا جاتا کہ مطلوبہ عناصر یکجا کر کے تاثیر پیدا کی جاتی ہے۔

دشمن بتاہ کرنے کا عمل

ہفتہ یا منگل کے دن آخر مہینہ میں مونگ کی دال اور چاول دونوں برابر لیکر ان کی کھچڑی
پکاوے، کھچڑی کے اوپر دہی ڈال کر گورستان میں جاوے، تیس قبروں میں سے ایک ایک
قبر پر ایک ایک لقمہ کھچڑی رکھے، ہر قبر سے ایک ڈھیلا اٹھاوے جب ڈھیلے جمع ہو جاویں تو
ایک کپڑا کوڑی (جہاں لوگ غلاظت پھینکتے ہیں) کا پڑا ہو، جو کہ میلا ہو پہلے سے اٹھا کر لے
آوے، اسی کی تھیلی بنا کر وہ ڈھیلے اس میں رکھ کر دشمن کی (انگنائی) میں کوئی موقعہ تنہائی دیکھ
کر وہ تھیلی دفن کر دے تو تھوڑے دنوں میں وہ تباہ و برباد ہو جائے اگر ایک بار نہ ہو تو یہی عمل
دو تین بار کریں دشمن تباہ و برباد ہو جائیگا[الحب دل پسند صفحہ 224]

اس عمل میں نہ تو کسی قسم کے الفاظ ادا کرنے پڑے ہیں نہ ہی کسی خاص بات کا اہتمام کرنا پڑا
لیکن ہلاکت و تباہی کی وہی صورت نکلی ہے جو بڑے بڑے اعمال سے نکلا کرتی ہے ۔یہ
سب کچھ کیا ہے؟اس کے اثرات کا ظہور کیسے ہوتا ہے؟ عام انسان کے لئے تو یہ ایک معمہ
ہے لیکن اہل علم سے تو یہ بات مخفی نہیں ہے کہ یہ عمل جس انداز میں ترتیب دیا گیا ہے تو ہندو
مذہب کے مطابق کچھ چیزوں کو یکجا کیا گیا ہے، جو کام یہ لوگ مڑی مسان سے لیا کرتے ہیں
وہی کام مسلمان گورستانوں سے لیتے ہیں ۔ان لوگوں کی سوچ کام کرتی ہے کہ ایسا کرنے
سے ایسا ہوگا، ہم نے تفصیل سے لکھا ہے انسان کے ہر ارادہ اور سوچ میں قوت تخلیق پائی
جاتی ہے،جس ارادہ یا کام کو بار بار کیا جائے اس میں جان پڑ جاتی ہے۔

خیال کبھی فنا نہیں ہوتا

خیالی قوت کبھی فنا نہیں ہوتی، ان اعمال کو ترتیب دینے والے لوگ اپنی دھن کے پکے ہوتے
ہیں، جب کسی ارادہ میں پختگی آجائے تو اس کا ظہور مادی دنیا میں ہو کر رہتا ہے انسان ہونے
میں باوا آدم کے سب بیٹے ہیں، بلا تفریق مذہب وملت یہ قوتیں ہر ایک میں پائی جاتی ہیں۔
ہر مذہب سچائی کی تلاش میں رہتا ہے، ہر مذہب میں کچھ نہ کچھ خوبی ضرور پائی جاتی ہے اگر

کوئی چیز بیکار محض ہو جائے تو اسے قانون قدرت کے مطابق فنا کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے
اس کے علاوہ ریاضت ومجاہدات کے میدان میں ہر قوم ومذہب کے لوگ زور آزمائی کرتے
ہیں اس کا ادراک ہر ذی شعور کو ہوتا ہے۔

لشکر کے لئے ہدایات نبوی ﷺ

کیا دیکھتے نہیں کہ ختم النبوت کے تاجدار الرسل ﷺ جب لشکر کو مہم پر روانہ فرماتے ہیں تو
خصوصی ہدایات میں سے ایک ہدایت یہ بھی دیتے ہیں، دیکھو تم ان لوگوں سے تعارض نہ کرنا
جنہوں نے اپنے آپ کو دنیا سے الگ کر کے عبادت وریاضت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا ہے
اس کے بعد جب آپ ﷺ کے خلفاء نے نیابت سنبھالی تو انہیں زریں اصولوں پر اپنی
حکومت کی بنیادیں مستحکم کیں[فقہ النصر والتمکین فی القران الکریم 2/ 107 تاریخ الامم والملوک للطبری
4/ 47 شبہات النصاری حول الاسلام 1/ 201]

تاریخ اسلامی ایسے مرتاض لوگوں کے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔اس بات کو جتنا
بڑھاؤ گے اتنی ہی الجھتی جائے گی۔تعمیر وتخریب کائنات کا حسن ہیں، اگر تعمیر ہی تعمیر ہو تو
کائنات کی رنگینیاں یکسانیت کا شکار ہو کر رہ جائیں قدرت کے کارخانے میں ہر وقت کن
فیکون کے دم دمے گونج رہے ہیں، تعمیر کے ساتھ ساتھ تخریب کائناتی حسن ہے، ہر تخریب
کے بعد تعمیر کی بہتر سامنے آتی ہے تعمیر ہم انسانوں کے لئے مشکل اور تخریب آسان ہوتی ہے
جو کام قدرت کر رہی ہے وہی کام اس کا نائب کر رہا ہے

ہر تخریب میں تعمیر پوشیدہ ہے

البتہ انداز اپنا اپنا ہے جتنی بھی محدود طاقت اسے ملی ہے اسے اسی انداز میں بروئے کار لا رہا
ہے۔یہ بات ذہن نشین رہے ہر تخریب میں ایک تعمیر پوشیدہ ہوتی ہے، ہر نئے کام میں پچھلے
کام سے زیادہ ندرت ہوتی ہے، اس تعمیر وتخریب کا سلسلہ ہی کائناتی مقصد ہے کل یوم ہو

فی شأن۔شیاطین جادوئی اعمال میں منہمک ہوئے مرتاض وریاضت کرنیوالوں نے اس
کے توڑ کئے وہ بھی نت نئے حربے آزماتا ہے، جواب دینے والے بھی اپنا زاویہ بدلتے
رہتے ہیں، ہزاروں جادوئی اعمال معرض وجود میں آئے، ہزاروں ہی توڑ پیش کئے گئے دنیا
میں ہروقت خیر وشر کی چومکھی لڑائی جاری ہے۔

یہ سلسلہ ہروقت جاری وساری رہتا ہے لیکن شر اپنے معاملات کو منظم انداز میں چلاتا ہے
جب کہ خیر کے لئے بہت کم قربانیاں دیکھنے میں آتی ہیں یہ کائنات جن اصولوں پر چل رہی
وہ اتنے لگے بندھے ہیں جو بھی ان سے سرموانحراف کرتا اس کے خلاف فیصلہ دیدیا جاتا ہے
کائناتی رازوں کا اظہار کوئی بھی کرے وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی محنت کی داد دی
جائے کمزور لوگ دوسروں کا سہارا ڈھونڈتے ہیں یا پھر اپنے باپ دادوں کی ہڈیاں فروخت
کرتے ہیں، اسلاف کی کہانیاں ان کا کل اثاثہ ہوتی ہیں۔مدمقابل سے پنجہ آزمائی کرنے
کے بجائے وہ دوسروں سے امداد اور بھیک مانگنے کے لئے کاسہ لیسی کرتے ہیں جب کہ مدد
اُن لوگوں کی جاتی ہے جو خود بھی باہمت ہوں، مدد تو ایک قسم کا سہارا ہے کہ چلو بوجھ اٹھانے
میں ہاتھ بٹائی ہوجائے یہ تو نہیں کہ سارا بوجھ سہارا دینے والے کے سر رکھ دیں یہ قومی المیہ
ہے ہم اقتصادیات سے لیکر گنڈے تعویذوں دم جھاڑا تک سب چیز میں دوسروں کے دست
نگر ہیں کچھ لوگ جادو کے پھیر میں ہوتے ہیں مگر اکثریت وہمی لوگوں کی ہوتی ہے جو جادو
کے بجائے وہم کے شکار ہوتے ہیں مریض کا مرض کہیں نہ کہیں سے دور ہوجاتا ہے لیکن وہم
کا علاج نہیں ہوسکتا۔

وہم کی کوئی دوا نہیں

کچھ لوگ کہتے ہیں جناب ہمیں جادو ہے لیکن جادوئی تشخیص اور تجرباتی نگاہیں اس کے دعویٰ کا
بطلان کرہی ہوتی ہیں، جب انہیں کہا جاتا کہ آپ جادو کا شکار نہیں ہیں تو وہ جھٹ سے کہہ

دیتے ہیں ’’جناب ہم نے انتوں کو دکھایا انہوں نے ہمارے اوپر جادو بتلایا ہے اور آپ کہہ
رہے ہیں کہ جادو نہیں ہے‘‘ اس کا مقصد ہے آپ کو میری بیماری کا پتہ نہیں چلا اگر آپ کے
پاس علم ہوتا تو ضرور ہمارے اوپر ہونے والے جادو کا علم ہوجاتا۔ایسے لوگ خود بھی جھوٹ
بولتے ہیں، عامل کو بھی جھوٹ بولنے پر مجبور کرتے ہیں، ایسے ساری جمع پونجی ٹھگوں کی ہتھیلی
پر رکھ دیتے ہیں ان کی کمائی کے ساتھ ساتھ عزت وناموس میں لٹیروں کے رحم وکرم پر ہوتی
ہے۔

حقائق کی جستجو

کچھ لوگ عامل بھی بننا چاہتے ہیں اور حقائق سے بھی منہ پھیرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ
پوری طرح اس فن کی باریکیوں سے مستفید نہیں ہوسکتے۔جب کہ کسی بھی فن کی باریکیوں کو
سمجھنا ہی اس فن کی غرض وغایت ہوتی ہے۔بنیادی باتیں اور حقائق سے کم علمی انسان کو
ہمیشہ سے ادھورا رکھتی ہے، اتفاق کہئے یا پھر قدرتی تدبیر کہ عملیات کو مذہبی لوگوں نے اپنایا
ہوا ہے، عوام الناس بھی یہی سمجھتے ہیں کہ یہ ایک مذہبی فن ہے بلکہ بہت سے تو اسے ولایت
ہی کی ایک صورت اور شاخ سمجھتے ہیں جبکہ تصوف اور عملیات الگ الگ فن ہیں، تصوف میں
خدا کی جستجو ہوتی ہے، جب کہ عملیات دنیا کی تلاش ہوتے ہیں۔حیرانگی تو اس بات پر ہے کہ
کرامات اور عجوبہ باتیں ولایت سمجھی جاتی ہیں، جب کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے یہ بھی تو
ہوسکتا ہے کہ ایک نیک انسان سے زندگی بھر کوئی کرامت ظاہر نہ ہوسکے اور ایک غیر شرعی
انسان سے بہت سے غیر معمولی باتوں کا ظہور ہوجائے پھر لوگوں نے اپنی ضروریات کو
ولایت کا پیمانہ قرار دیا ہوا ہے جس انسان یا درگاہ سے مطلب برآوری ہوئی وہیں پر مفتون
ہوگئے۔جس سے کام نکلا اسی کے گرویدہ ہوگئے۔ہمارے پاس اس کے سوا اور ہی کیا؟
حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں ’’خوارق وکرامات کا بکثرت ظاہر ہونا

افضلیت پر دلالت نہیں کرتا ممکن ہے کہ کوئی شخص جس سے کوئی بھی خرق عادت ظاہر نہ ہوئی ہو اس شخص سے افضل ہو جس سے خوارق و کرامات بکثرت ظاہر ہوئے ہوں'' (مکتوبات دفر اول مکتوب نمبر 293)

عامل اور ولی میں فرق

اب وہ وقت آچکا ہے جب ہر چیز کی حقیقت آشکارا ہو کر اصلی روپ میں آئے۔ کسی قسم کا ابہام درمیان میں موجود نہ رہے۔ مان لینا چاہئے کہ عملیات اور ولایت میں بہت زیادہ فرق ہے ولایت خدائی پسندیدگی کا نام ہے جب کہ عملیات ایک ہنر و فن ہیں، ولایت میں تقویٰ و طہارت پاکیزگی اور شریعت کی پابندی اور اتباع سنت اہم ترین عنصر کے طور پر کام کرتے ہیں ولی کی زندگی ہمہ وقت سنت نبوی اور اسوہ حسنہ کی جھلک ہوتی ہے، اس ولایت میں کسی دنیاوی کروفر کو کوئی دخل نہیں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے کہ بہت سے نادار اور بال بکھرے ہوئے ایسے ہوتے ہیں جو خدا کی قسم اٹھائیں تو اللہ ان کے کام پورے کردے [ابن حبان باب المعجزات 14/414 بخاری سورہ المائدہ 4/1689 مسلم 3/1302]

ولی کی صفات

ولی کے لئے حلال و حرام کی تمیز برے بھلے کا شعور تقویٰ و طہارت خشیت الی اللہ اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نیک لوگوں کی اتباع سرمایہ حیات ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے'' ایک آدمی طویل سفر کر کے آتا ہے جس کے بال بکھرے ہوئے ہوتے ہیں وہ بے کسی کی حالت میں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہتا ہے۔ یارب! یارب! جب کہ اس کا کھانا حرام لباس حرام اور اس کا پینا حرام پھر اس کی دعا کیسے قبول ہو؟ [مسند الصحابہ فی الکتب التسعۃ 5/164 السنن الکبریٰ باب الخروج من المظالم 3/346 مسند احمد 14/89 الاداب للبیہقی باب فی تطیب المطعم والملبس 1/237 شرح مسلم کتاب الزکوٰۃ 13/75] دوسری طرف عاملین ان تمام باتوں سے بے

نیاز اپنے مقاصد کو حاصل کرتا چلا جاتا ہے۔ مقام حیرت ہے لوگ ولایت اور عملیات میں ذرا سا بھی فرق محسوس نہیں کرتے۔

حقیقی تصوف کیا ہے

اس جگہ ہمیں مولانا الہٰ یار نقشبندی اویسی کی کتاب ''دلائل السلوک'' کی عبارت بہت موزوں معلوم ہوتی ہے۔ مولانا فرماتے ہیں ''تصوف کے لئے نہ کشف و کرامات شرط ہے نہ دنیا کے کاروبار میں ترقی دلانے کا نام تصوف ہے، نہ گنڈے تعویذوں کا نام تصوف ہے، نہ جھاڑ پھونک کا نام تصوف ہے نہ مقدمات جیتنے کا نام تصوف ہے، نہ قبروں پر سجدہ کرنے اور ان پر چادر چڑھانے، چراغ جلانے کا نام تصوف ہے، نہ ہی آنے والے واقعات کی خبر دینے کا نام تصوف ہے، نہ اولیاء اللہ کو غیبی ندا کرنا۔ مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا تصوف ہے نہ اس میں ٹھیکیداری ہے کہ پیر کی ایک توجہ سے مرید کی پوری اصلاح ہوجائے گی، نہ ہی اس میں کشف و کرامات کا صحیح اترنا لازمی ہے۔ نہ وجد و تواجد اور رقص و سرود کا نام تصوف ہے۔ یہ سب چیزیں تصوف کا لازمہ بلکہ عین تصوف سمجھی جاتی ہیں حالانکہ ان میں سے کسی ایک چیز پر بھی تصوف اسلامی کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ ساری خرافات اسلامی تصوف کی عین ضد ہیں''

اس دہشت زدہ کردینے والے بیان کے بعد مولانا کے ہی دوسرے الفاظ میں یہ بھی سنئے کہ تصوف آخر ہے کیا؟ مولانا فرماتے ہیں ''تصوف وہ علم ہے جس سے تزکیہ نفوس اور تصفیہ اخلاق اور ظاہر و باطن کی تعمیر کے احوال پہچانے جاتے ہیں تاکہ سعادت ابدی نصیب ہو، نفس کی اصلاح ہو اور رب العالمین کی رضا اور اس کی معرفت حاصل ہو اور تصوف کا موضوع تزکیہ نفس اور تعمیر باطن ہے اور اس کا مقصد ابدی سعادت حاصل کرنا ہے'' یہی بات تو ہم کہنا چاہ رہے ہیں کہ عملیات کا نیکی اور تقویٰ طہارت سے کوئی سروکار نہیں۔ جن لوگوں

نے عملیات کے لئے اکل حلال، صدق مقال وغیرہ شرائط رکھی جاتی ہیں ان کا عملیات کے ساتھ کوئی خاص تعلق نہیں ہوتا۔ ایسے لوگوں نے تصوف اور عملیات کو گڈ مڈ کر دیا ہے۔

عمل۔عامل اور معمول

عملیات میں کئی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے کہ سب سے پہلے عمل کا ایسا ہونا ضروری ہے جو مقصد کے لئے موزوں ہو اور عمل مقصد کی نمائندگی کرتا ہو۔ عمل کو اس انداز میں کیا جائے جو اس کے ماہرین نے مقرر کیا ہے جو عمل کے دوران باریکیاں ہوں انہیں مدنظر رکھے تا کہ محنت ضائع نہ ہو۔ عمل ہی بنیادی طور پر وہ چیز ہے جو عامل کو حاجت روائی کے لئے ہتھیار کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

عمل کے ساتھ عملیات میں جو بات لازم سمجھی جاتی ہے وہ اجازت ہے عمل میں اجازت کی اہمیت اس قدر کیوں ہوتی ہے؟ لوگ عمل کے لئے استاد کا ہونا کیوں ضروری ہے؟ اس کے پیچھے جو قوت کارفرما ہوتی ہے کہ مرشد اور استاد عمل کے اسرار و رموز سے واقف ہوتا ہے اسے معلوم ہوتا ہے کونسے ایسے مقامات ہیں عامل کا عمل کے دوران رنگ و نور کی دنیا سے تعلق برقرار رہے۔ زندگی رنگ و نور سے مرکب ہوتی ہے جس کا رابطہ رنگ و نور کی دنیا سے بگڑ جاتا ہے اس کے حواس میں خلل پیدا ہوتا ہے یہیں سے اجازت کا سلسلہ جاری ہوا، اس لئے استاد کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی بزرگی میں شبہ نہیں ہوتا لیکن وہ اس میدان کے مرد نہیں ہوتے، اکثر لوگ عقیدت کی بنا پر ان سے اجازت لیتے ہیں وہ بھی سادہ لوحی کی بنا پر دعا دیکر چلتا کر دیتے ہیں لیکن جب مطلوبہ نتائج سامنے نہیں آتے تو طرح طرح کے شکوک آ گھیرتے ہیں جب کہ حقیقت کچھ اور ہوتی ہے۔ صوفیا کرام نے وظائف اور عملیات میں اتنی باریکیاں پیدا کرلی ہیں جنہیں پورا کرنا ہر کہ و مہ کے بس کی بات نہیں ہوتی دیکھتے نہیں کہ عامل حضرات کو بڑی رشک کی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے

اور عامل کو ایک امتیازی مقام دیا جاتا ہے۔

دوسرے نمبر پر عامل ہوتا ہے جو اس زمہ داری کو پورا کرتا ہے۔ عامل کی بڑی نازک زمہ داریاں ہوتی ہیں، وہ ایک زمہ دار کی حیثیت سے اپنے عمل کو بروئے کار لاتا ہے، اگر عمل ٹھیک ہو اور عامل میں اس قسم کی استعداد موجود نہ ہو جو عمل کے لئے ضروری ہے تو معاملہ نزاکت اختیار کر جاتا ہے اس لئے عامل کو اپنے فن پر عبور ہونا چاہئے تا کہ جو توقع اس سے کی جا رہی ہے پوری ہو سکے۔

تیسری بات کہ عمل اور عامل کے لئے کوئی محرک ایسا ہونا چاہئے جو اِن دونوں میں ربط پیدا کر سکے عامل کو عمل پر ابھار سکے۔ یہ محرک عامل کی کوئی ضرورت ہوگی یا پھر کسی سائل کی مطلب برآوری سائل کے سوال اور اس کے حل کرنے سے پہلے عامل کو چاہئے کہ وہ اپنی ذمہ داری کا ضرور احساس کرے اور اپنی طاقت کو کسی مظلوم کے خلاف یا کسی غیر مستحق کے خلاف استعمال نہ کرے یا کم از کم اتنا تو ضرور سوچ لے کہ جو کام کرنے جا رہا ہے اس کا وہ ذمہ دار ہے اس بارہ میں اچھی طرح ذہن کو مطمئن کرلے اور آنے والے کے الفاظ پر فیصلہ نہ کرے بلکہ پوری طرح تسلی کرلے کہیں آنے والا اس سے کوئی ایسا کام تو نہیں لے رہا جس کا وہ حق دار نہ ہو۔

آخری بات معمول ہے کہ جس پر کرنے والا یا کرانے والا عمل کروا رہا ہے اکثر دیکھا گیا عاملین کے پاس وہ لوگ آتے ہیں جو حق پر نہیں ہوتے، اپنے معاملات میں مخالف کا سامنا کرنے سے ڈرتے ہیں، اُن کی کوشش ہوتی ہے کہ کسی کا حق بھی دبالیں اور پتہ بھی کسی کو نہ چلے اس معاملہ میں سب سے محفوظ اور آسان راستہ عملیات ہی رہ جاتے ہیں، تخریبی اعمال ناحق کے لئے موثر ثابت ہوتے ہیں، اب تین باتیں معلوم ہوئیں اگر ان تینوں میں سے ایک بھی مفقود ہوگی تو دوسری دو کا وجود بھی مفقود ہوگا۔

اجازت کے طالب حضرات

کچھ لوگ مذہبی قسم کے ہوتے ہیں ذکرواذکار بھی خوب کرتے ہیں لیکن وہ عملیات کے سلسلہ میں جھجک رکھتے ہیں اورانکے اوراد کی تعداد بہت زیادہوتی ہے ایسے لوگ ہمیشہ اجازت کے طالب دکھائی دیتے ہیں، چاہتے ہیں کوئی ایسا ملے جوانہیں اس راستہ کی راہنمائی کرسکے۔ ایسے لوگوں کے بارہ اتنا کہا جاسکتا ہے کہ ان کے پاس روحانیت کا بہت بڑا اسٹاک (ذخیرہ) موجودہوتا ہے لیکن وہ اس کی افادیت سے آگاہ نہیں ہوتے، وہ اس دیہاتی کی طرح ہوتے ہیں جس کے پاس ہیرا موجود ہو لیکن اسے جوہری کی نگاہ نصیب نہ ہوئی ہو۔ ذکراذکار میں روحانی طور پر بہت زیادہ روحانیت ہوتی ہے بالخصوص ایسے لوگ جو کسی سلسلہ میں کے اوراد کو پابندی سے کرتے ہیں وہ اس کے اہل ہوتے ہیں کہ عملیات میں کام کرسکیں لیکن صحیح راہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے وہ یہ کام کرنے سے ڈرتے ہیں۔

میرا سال ہا سال کا تجربہ ہے کہ۔ نقوش، طلسم وظیفے اور دعایئں سوفی صدا پنا اثر رکھتے ہیں مگر اس یقین کے ساتھ کہ ان میں اثر ڈال نے والا خدائے عزوجل ہے۔ دعاؤں کو بھی قبول فرمانے والا وہی ہے۔ تقدیر بدلنے والا بھی وہی۔ روحانی بندہ صرف دوصورتوں میں ناکام رہتا ہے۔ ایک یہ کہ سائل حق پر نہ ہو ناجائز کو جائز بیان کرے۔ ایسے لوگ کالے علم سے تو فائدہ اٹھا کر عاقبت دینی برباد کرسکتے ہیں مگر قرآنی آیات اور سنن واردہ سے کچھ حاصل نہیں کرپاتے۔ دوسرے وہ سائل جو مایوسیوں اور ناامیدیوں کی انتہائی گہرایئوں میں پہنچ چکے ہوتے ہیں ان کے لاشعور کے مطاب خدا بھی ان کے لئے کچھ نہیں کرسکتا۔

عمل میں کونسی چیز ضروری ہوتی ہے

عملیات میں انسانی توجہ اور یکسوئی بنیادی طور پر کام کرتی ہیں جو عامل ان دوباتوں سے خالی ہوتا ہے وہ عمل کم ہی کامیابی دیکھتا ہے۔ سحروجادو کے توڑ میں توجہ اور یکسوئی اور بھی ضروری

ہوجاتی ہے جدوجہد تب ہی کامیاب ہوتی جب عامل میں لگن موجود ہواگر عامل کو اپنے عمل پر یقین ہی نہ ہوتو وہ جلد اپنے مخالف سے زیر ہوجائیگا۔ لگن اور جہد مسلسل اور یقین ایسے ہتھیار ہیں جن سے حریف کے ساتھ بہت دیر اور دور تک نبرد آزما رہا جاسکتا ہے۔ مخالف کے فریب کو اچھے انداز میں پرکھا جاسکتا ہے۔ اس دور میں سب سے زیادہ مریض تخریبی عمل کا شکار آتے ہیں اور تخریبی اعمال تخریبی ذہن ہی سے برآمد ہوتے ہیں "برتن سے وہی کچھ ٹپکتا ہے جو اس میں موجود ہوتا ہے" ایک تخریب کار کا مقابلہ اسی انداز میں کیا جاسکتا ہے جو اس کی طبیعت اور مزاج کے مطابق ہو۔ ناپختہ اور کچے قسم کے عامل مریض کے ساتھ ساتھ خود بھی تخریبی اعمال کا شکار ہوجاتے ہیں، تخریبی اثرات عاملیں کے دامن کو بھی آلودہ کرجاتے ہیں۔ عملیات کی دنیا میں داخلہ کے وقت اساتذہ کرام اپنے تلامذہ کو حصار وحفاظت کے اعمال بھی تلقین کرتے ہیں۔ جو لوگ ان باتوں کا خیال نہیں رکھتے وہ لوگ اکثر تخریبی اثرات کے شکار رہتے ہیں مشاہدات بتاتے ہیں کہ جب کسی پر دم کیا جاتا ہے تو مریض پر طاری اثرات عامل کی طرف لپکتے ہیں اگر عامل حصار میں ہوتو اسکے گھر والوں کی طرف جاتے ہیں اگر ان کا بھی حصار موجود ہوتو پھر کسی دوسری طرف کا رخ کرتے ہیں۔

ماخذ ومصادر۔۔

باب سوم،،،القران الکریم۔۔۔

"[تعارف مذاہب عالم (تقابل ادیان) صفحہ 352]

بخاری،،..انکشاف غیبی

الحب دلپسند۔

فقہ النصر والتمکین فی القران الکریم 2/ 107 تاریخ الامم والملوک للطبری 4/ 47 شبہات النصاری حول الاسلام ابن حبان باب المعجزات 14/ 414 بخاری سورہ المائدہ 4/ 1689 مسلم 3/ 1302]

[مسند الصحابہ فی الکتب التسعۃ 5 / 164 السنن الکبری باب الخروج من المظالم 3 / 346 مسند احمد 14 / 89 الاداب للبیہقی باب فی تطیب المطعم والملبس 1 / 237 شرح مسلم کتاب الزکوۃ 13 / 75]

دلائل السلوک۔۔

4

زکوۃ کیا ہے؟

دماغ تصویروں کی زبان سمجھتا ہے جو تصویر ہم اسے بھیجتے ہیں اسی کے مطابق یہ کام کرنے لگتا ہے، انہی تصاویر کو عامل اپنے ڈھب سے بناتا ہے اوران سے کام لیتا ہے یہی تصاویر حقیقت کا روپ دھالیتی ہیں، یہ ہوہی نہیں سکتا کہ بنائی ہوئی تصاویر زندگی میں نہ آئیں یہ وہ عمل ہے جس کی قوت اٹل، جسے طلسم، مسمیر یزم، جادو اور خدا جانے کیا کیا نام دئے گئے ہیں اب ایک زبردست سوال ہمارے ذہن کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے کہ یہ جو ہم نقش یا آیات یا اسماء یا کالے چٹے عمل کرتے ہیں ان کی حقیقت کیا ہے؟ کونسا سنگم ہے جس پر تصور کی تصویریں اِن سے میل کھاتی ہیں؟ یہ سوال تو طویل جواب کا متقاضی ہے جس میں ہمیں عدد، حرف، نطقے اور زاوئے پر بحث کرنا ہوگی لہذا اسے ہم آئندہ صفحات کے لئے اٹھائے رکھتے ہیں صرف ایک دو نقطے بیان کر دیتے ہیں۔

ہر عمل کی زکوۃ ادا کرنا:

عام طور پر عامل ہر نقش کی زکوۃ دیتا ہے جس میں نقشوں کی ایک لاکھ تعداد لکھ کر آٹے کی گولیاں بنا کر ایسی جگہ ڈالنی ہوتی ہیں جہاں مچھلیاں ہوں، بعض اوقات ان نقشوں کی تعداد سوا لاکھ تک ہوتی ہے۔ اگر عامل اس یقین کو حاصل کرلے کہ یہ نقش میں جس کسی کام کے لئے دونگا وہ فی الفور ہوجائیگا تو یقیناً وہ تصور ایک تصویر پختہ کر رہا ہے۔ اگر منفی لہر اس تصوراتی

مصوری میں کامیاب نہ ہونے دے تو عمل ناکام ہوجائیگا۔اسی طرح جب ہم کسی اسم کو پڑھتے ہیں تو اس کے معنی ذہن میں رکھنا ضروری ہوتے ہیں مثلاً ہم اسم ''یا شافی'' شفائے امراض کے لئے ہے، اسے سوالاکھ بار پڑھا جائے تو بندے میں شفائی قوت پیدا ہوجاتی ہے مگر یقین کی وہ تصوراتی قوت جس میں ہم اس اسم کے چلے کے دوران بے شمار مریضوں کو شفایاب ہوتا دیکھتے ہیں، قائم نہیں ہوتی تو عمل ناقص ہوگا۔اسی طرح جب عامل کوئی عمل یا نقش بنا کر کسی کو دیتا ہے تو اس کی قوت متخلیہ اس میں بہت کام کرتی ہے وہ ذہن میں تصویر بناتا ہے کہ یہ شخص عمل کے فوراً بعد اپنے مقصد کو فی الفور حاصل کر چکا ہے اور چمکتے دمکتے چہرے کے ساتھ میرے پاس آتا اور اعتراف کرتا ہے کہ میرا کام ہوگیا ہے۔جس عامل کی یہ تصویریں جتنی پختہ ہونگی اس کے نقش اور عمل میں اتنی ہی زیادہ قوت ہوگی اور اسی انداز میں اس کے اعمال کام کریں گے [روحانیت کیا ہے؟ صفحہ 108]

جادو کا اصول

جادو کا اصول یہ ہے کہ آپ جو بات بھی کسی کے بارے میں کرتے ہیں جیسے کسی کو کہتے ہیں کہ وہ بیمار ہوجائے یا اللہ اسے بیمار کردے تو اس شخص پر اس کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے چاہے پانچ یا دس فیصد ہو مگر کسی خاص وقت مخصوص زاوئے اور زیادہ توانائی Energy کے ساتھ کہی ہوئی بات کا اثر 50 فیصد زیادہ ہوتا ہے اور واقعی وہ شخص بیمار ہوجائیگا۔کچھ لوگوں کی یا سوچ میں توانائی (روحانی طاقت) عام لوگوں سے زیادہ ہوتی ہے وہ جس کو بھی کہہ دیں اس پر کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے۔لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ اثرات ایسے لوگوں پر وارد ہوتے ہیں جو کہنے یا کرنے والے سے روحانی طور پر کمزور ہوں [روحانیت، دانش اور حقیقتیں باب 4]

امام ابن القیم لکھتے ہیں ''اس بات میں شک نہیں ہے کہ جادو میں اثرات پائے جاتے

ہیں،عمومی طور پر جادو کا شکار کمزور دل حضرات ہوتے ہیں جو اثرات قبول کرنے کے لئے آمادہ ہوتے ہیں۔دوسرے شہوت پرست نفوس ہوتے ہیں جن کا دھیان ہی سفلیات و خسیس باتوں پر رہتا ہے۔زیادہ تر عورتیں، بچے کم علم اور دیہاتی لوگ اس کا تر نوالہ ہوتے ہیں کیونکہ یہ لوگ دین کے بارہ میں کم جانتے ہیں‘‘(ذادالمعاد فصل فی علاج السحر 116/4)

زندگی میں سوچ کا کردار

انسانی زندگی میں سوچ نبیادی کردار ادا کرتی ہیں۔کچھ لوگ سوچ سوچ کر ہلکان ہوئے جاتے ہیں، کچھ لوگ انہیں سوچوں کو مثبت اور تعمیری کاموں میں صرف کر کے عمدہ نتائج حاصل کر لیتے ہیں۔آپ اپنی سوچ کو خوب پرکھیں انہیں پڑھیں آنے والے خیالات کو مثبت انداز میں استعمال کریں جس چیز کو آپ سمجھ نہیں سکتے اسے قابو میں کیسے کریں گے؟اس پر کیسے حاوی ہوسکتے ہیں؟مخفی علوم کے ماہرین نے اس کے بہت سے طریقے لکھے ہیں ایک طریقہ وہ بھی ہے جو مشرق بعید(جاپان) میں استعمال کیا جاتا ہے،خاصا دلچسپ ہے۔اس میں آپ نے صرف خاموش بیٹھنا ہے،آپ کا جسم بالکل آرام دہ(Relaxe)حالت میں ہونا چاہئے۔آپ اپنی سوچ کو کھلا چھوڑ دیں اس کو بالکل کنٹرول نہ کریں۔صرف یہ دیکھیں کہ آپ کی سوچ کیا ہے،آپ کیا سوچ رہے ہیں؟طرح طرح کی سوچیں آئیں گی، بس انہیں دیکھتے جائے پہلے دن پانچ منٹ تک دیکھیں۔پھر ہر روز دو چار منٹ کا اضافہ کرتے جائیں اور 30 منٹ تک مشق کو پہنچادیں۔

سوچ کو مت روکیں یہ زیادہ توانائی کے ساتھ واپس آئی گی

آپ نے صرف سوچوں کو محسوس کرنا ہے کنٹرول نہیں کرنا کیونکہ جس سوچ کو آپ روکتے یا کنٹرول کرتے ہیں وہ واپس آتی ہے اور زیادہ طاقت کے ساتھ واپس آتی ہے۔یہ بڑی عجیب بات ہے لیکن حقیقت یہی ہے کہ جس سوچ کو آپ Resist(مدافعت) کرتے

ہیں دراصل آپ اسے طاقت دے رہے ہوتے ہیں وہ آپ کے ذہن میں مزید گہری ہوتی چلی جاتی ہے اگر آپ کسی سوچ میں مداخلت نہیں کرتے تو سوچ آگے چلی جاتی ہے اور اس کی جگہ دوسری سوچ آجاتی ہے لیکن صرف دیکھئے وہ بھی خاموشی کے ساتھ آپ دیکھیں گے آہستہ آہستہ سوچیں کم ہونا شروع ہوجائیں گی کچھ عرصے کے بعد یہ غائب ہوجائیں گی اس وقت آپ اپنے دماغ پر حاوی ہو چکے ہونگے۔

انجانے خوف سے کیسے چھٹکارا ملے گا؟

یہ بدھ روحانیت کے ZEN سکول والوں کے مراقبے کا مشہور و کامیاب طریقہ ہے مسلمان اس مقصد کے لئے اور طریقے جیسے شمع بینی وغیرہ استعمال کرتے ہیں ضرورت کے مطابق سوچنا کامیاب ذہن کی علامت ہوتی ہے، جو لوگ سوچنے سے خوف زدہ رہتے ہیں انہیں تنہائی کاٹنے کو دوڑتی ہے، وہ سوچ کے ڈر سے کچھ نہ کچھ کرنے پر مجبور ہوتے ہیں، اگر کچھ بھی نہ کریں تو سگریٹ نوشی کرنا شروع کر دیتے ہیں کچھ لوگ مسجدوں گھسے رہتے ہیں۔کچھ میوزک سنتے رہتے ہیں تو کچھ ہر وقت لوگوں کے جم گھٹے میں رہنا پسند کرتے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ آپ خود کو کس قابل مانتے ہیں جتنا خود مانیں گے اتنی ہی ترقی کریں گے آپ کیا ہیں؟یا یوں کہہ لیں دوسروں سے آپ کیا توقع رکھتے ہیں اگر چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کو کسی بھی فن میں ماہر تسلیم کریں یا وہ آپ کی صلاحتیوں کا اعتراف کریں آپ کی تمنا بجا ہے ہر کوئی چاہتا ہے کہ ایسا ہی ہو مگر سوچئے کہ جس چیز کو آپ خود تسلیم نہیں کر رہے اس کی توقع دوسروں سے کریں کہ وہ اسے مانیں تو انصاف سے کہئے کیا یہ ممکن ہے؟

روحانی لوگوں سے ملتے رہنا چاہئے

جب انسان کسی بھی فن میں ماہر بن جاتا ہے تو اس پے اس فن کے اسرار کھلنا شروع ہوجاتے ہیں، روحانیت میں بہت سے لوگوں نے اپنی زندگیاں لگا دیں اور کچھ نہ کچھ ایسا پایا جو دوسرا

نہ پاسکا۔کچھ نکات قدرتی طور پر ہر سالک کے لئے مخصوص ہوتے ہیں کچھ ان کا اظہار دوسروں کے سامنے کردیتے ہیں ، کچھ صدری راز کہہ کر قبر میں ساتھ لے جاتے ہیں ۔ روحانیت میں بھی دیگر فنون کی طرح ماہرین سے ملنا بہت مفید رہتا ہے،سالکین کو چاہئے وہ بڑے بڑے روحانیوں سے ملتے رہا کریں۔ایسے لوگوں کو ملنے سے انسان پر اثر ہوتا رہتا ہے،یورپ کی روحانیت میں آخری ناموں میں ایک نام گورڈیجف Gordijieff کا نام لیا جاتا ہے جو پچھلی صدی کے آخر میں روس کی ریاست جارجیا میں پیدا ہوا، یہ روحانیت کی تلاش میں سب مذاہب اورفرقوں کے لوگوں سے ملتا رہا، جب کہ وہ خود کرسچن تھا، نام کی حد تک وہ مزاروں پر بھی گیا، مسلمان درویشوں کو بھی ملا، اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ’’Meeting with Great Men‘‘ ہے،اس نے اس میں سب کا تفصیل سے ذکر کیا ہے، بیشمار لوگوں کو ملنے کے بعد اسے ایک دن معلوم ہوا اس میں بھی کامیاب روحانیوں کی طرح صلاحتیں موجود ہیں، اس کی طاقت کو اس کے بہت سے ملنے والوں نے مانا، اس کے ایک ماننے والے نے کہا کہ ’’وہ دس کلومیٹر کے فاصلے سے بیل کو مار سکتا تھا‘‘ گورڈیجف ساری دنیا میں پھرتا رہا تھا، وہ ترکی، ارمینیا، ایران، ہندستان میں گیا اور بہت سے روحانیوں کو ملا تھا، اس نے کسی سے کچھ حاصل کیا تو دوسرے سے کچھ مزید بظاہر اسے کوئی فائدہ محسوس نہ ہوا مگر مناسب وقت آنے پر فیض ظاہر ہو گیا اس نے مغربی لوگوں پر بہت گہرے اثرات چھوڑے یہ خود تو 1949 میں انتقال کر گیا لیکن اپنے پیچھے ایک سلسلہ چھوڑ گیا[روحانیت، دانش اور حقیقتیں باب 7 صفحہ 232]

آشفتہ صاحب لکھتے ہیں: گزشتہ صدی میں یورپ میں دو ماہرین روحانیات نے بڑا کام کیا تھا ایک آسپنسکی تھا اور دوسرا اس کا استاد گورڈیجف۔ان کے ایک شاگرد نے ایک تحقیقی کتاب لکھی ’’گورڈیجف کے اساتذہ‘‘ وہ گورڈیجف کے روحانی اساتذہ کی کھوج میں نکلا تو

یورپ سے ترکی جا پہنچا، وہاں سے صوفیا کرام کے سلسلہ کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا پاکستان، ہندستان سے ہوتا ہوا بغداد جا پہنچا، جہاں سے معلوم ہوا کہ گورڈیجف تو بغداد کا تربیت یافتہ تھا جسے ایک خاص مقصد کے لئے یورپ بھیجا گیا تھا۔جب تحقیق کرنے والا شاگرد بغداد پہنچا تو اسے بتایا گیا کہ یہ جو تحریک ہم نے شروع کی تھی اب ختم ہوگئی ہے کیونکہ اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔اس شاگرد کو یہ بھی کہا گیا کہ تمہارے گھر سے دس میل کے فاصلے پر ایک نئی تحریک شروع ہوئی ہے۔تم اس میں شامل ہو جاؤ اور’’یہ یاد رکھو کہ تم اپنے گھر سے چل کر جہاں جہاں بھی گئے ہو ایک لمحے کے لئے بھی ہماری نظر سے اوجھل نہیں رہے‘‘ اسی گورڈیجف کے شاگرد آسپنسکی کا کہنا ہے کہ خالق کائنات کی صفات کو اپنی زندگی میں اپنانے سے انسان کے اندر ایک کائناتی شعور پیدا ہوتا ہے اور اس کا ردعمل وہ نورانیت ہے جو انسانی معاشروں پر محیط ہو جاتی ہے[روحانیت کیا ہے؟ صفحہ 26]

ہم کیا چاہتے ہیں؟

انسانی طبیعت ہے کہ نفع بخش چیز کی طرف لپکتا ہے اور نقصان دہ چیز سے بھاگتا ہے جہاں اور جیسے بھی اسے اپنا مفاد عزیز دکھائی دے اسی سمت اس کا رخ ہو جاتا ہے، زندگی کا کوئی بھی شعبہ ہو کہیں بھی اور کسی انداز میں بھی زندگی گزار رہا ہو جلب منقبت اور دفع مضرت سے بے پروا نہیں زندگی کا تصور کسی نہ کسی حد تک حدود و قیود میں گھرا ہوا۔اگر یہ حدود و قیود زندگی سے خارج کردئے جائیں تو کائینات کا نظام درہم برہم ہو جائے۔جو آزادی کا یہ تصور رکھتے ہیں کہ انہیں زندگی میں کسی قسم کی روک نہ ہو تو زندگی کا ایک موڑ ایسا بھی آتا ہے جہاں وہ شدت سے ان باتوں کو محسوس کرتا ہے جو ایسا نہیں سمجھتے وہ عقل سے پیدل ہیں، مثلاً ایک طاقتور انسان کسی بھی پابندی کا روادار نہیں ہوتا لیکن جہاں وہ مجبور ہو جاتا ہے اسکی شدید خواہش ہوتی ہے کہ کوئی نہ کوئی قاعدہ وقانون ایسا ہو جہاں اس کے حقوق کا اور اس کی ضرورت کو تحفظ

مل سکے۔بس اسی مجبوراورخواہش کے تحفظ کا نام قانون شریعت ہے۔

شریعت کی ضرورت

خداانسانوں پر بہت مہربان ہے اورانبیاء کی بعثت نے اس کی مہربانی اور کرم کو واضح کردیا ہے،جن لوگوں کا تصورشریعت کے بارہ میں صرف اس قدر ہے کہ جہنم وجنت کی باتیں ہوجا یئں،جزاوسزا کا تصورمل جائے اور خدا راضی ہوجائے اورعبادت کے چندٹوٹکے کرلئے جایئں وبس،وہ لوگ زندگی کے ساتھ شریعت کا بھی نامکمل تصور رکھتے ہیں،خدا انسان کو تکلیف دیکر کبھی راضی نہیں ہوتا نہ ہی زندگی کسی مشق کا نام ہے بلکہ شریعت اسلامی توانسان کو زندگی کا وہ عملی نمونہ پیش کرتی ہے جس سے بہتر اوراچھے اندازرزندگی کا تصوربھی نہیں کیا جاسکتا جن لوگوں نے اسلامی شریعت کو ادھورے تصور کے ساتھ لیا وہ ان سے بھی زیادہ راہ اعتدال سے بھٹکے جنہوں نے اسے سمجھا ہی نہیں کیونکہ جولوگ اس سے الگ رہے وہ من چاہی تعبیر اور دین کے مسخ سے محفوظ رہے۔جنہوں نے اس شریعت کو اچھے انداز میں شریعت کوسمجھاانکے لئے دنیا بھی جنت بنی اورآخرت بھی ان کی بہتر رہیگی۔دین اسلام تو ہر ایک کو جینے کا حق دیتا ہے جواسے مانے اسے بھی،جواس سے دورر ہے اسے بھی۔جن لوگوں نے پیشانی پہ بل سوکھا ہوا چہرہ مخصوص لباس وہیئت کو دین کا نام دیا ہے،وہ اس کی حقیقت سے نابلد ہیں۔

درحقیقت یہی لوگ اسلام کے لئے خطرہ ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے اردگرد اسلام کے نام پر جودائرہ کھینچا ہوا ہے اگرکسی اس دائرہ سے باہر دیکھتے ہیں توفوراًاسے گنہ گارراندہ درگاہ قرار دیدیتے ہیں،ایسے لوگ دن رات کہتے توبہ کرو اللہ معاف کرنے والا ہے لیکن اگرکسی انسان سے وہ ایسی کوئی بات دیکھ لیتے ہیں جسے وہ اچھا نہ سمجھتے ہوں توساری زندگی اسے معاف نہیں کرتے جب بھی موقعہ ملاطعن کردیا۔نیکی صرف وہی ہوتی ہے جووہ کریں اس کے سواسب

اچھی باتیں دکھاوا ہوتی ہیں۔

قران کریم سے کون مستفید ہوسکتا ہے؟

قران کریم کے بارہ میں کچھ باتیں ایسی بھی ہیں جودوسری کتب آسمانی کے متعلق نہیں ملتیں جیسے اس کی حفاظت کی ذمہ داری رب تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔اسے کوئی ناپاک چھونہیں سکتا، بلکہ یوں کہنا شاہد مناسب ہوکہ اس سے کوئی انسان اپنے مقاصد کے لئے کام نہیں لاسکتا ہے جواس کی متعین کردہ حدودقیود سے جدا ہو۔جواس کی عظمت کا قائل نہ ہوجوقران کی عظمت سے واقف ہوتے ہیں وہ اسے کسی خسیس مقصد کے لئے استعال نہیں کرسکتے۔کوئی بھی ایسافرداستفادہ نہیں کرسکتا جوان معنوں سے انحراف کرے جواتارنے والے اور صاحب قران کے نزدیک معتبر نہ ہوں اصل بات یہ ہے خبیث ونکمے لوگ قران کریم کی طرف رجحان ہی نہیں رکھتے اورنہ قران کرم سے مستفید ہونا ان کے بس کی بات ہے۔

عملیاتی لحاظ سے قران کریم کی اہمیت

عملیاتی لحاظ سے قران کریم کے ہر ہرلفظ میں طاقتوں کے سرچشمے جاری وساری ہیں اس قدر طاقت دنیا میں موجودکسی کلام میں نہیں پائی جاتی،قرانی آیات سے استفادہ کرنا اوراس سے اپنی ضروریات پورا کرنے کے لئے خاص استعداد کی ضرورت ہے،جن لوگوں میں اس سے مستفید ہونے کی استعداد موجود ہے اسے عملیاتی اعمال واوراد کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی،امت کے صلحاء نے اپنے مشاہدات وتجربات قلمبند فرمائے ہیں ان کا مطالعہ اطمنان کے لئے کافی ہوگا۔کوئی بھی فردتقوی وطہارت اوراعتقاد کی ان منازل کو طے کرے گا وہ انوارات کا مشاہد کرے گا۔

سری وجہری نمازوں میں حکمت

احادیث مبارکہ سے رات کے وقت بلندآواز سے قران کریم کی تلاوت کرنا اوردن کے

وقت آہستہ پڑھنا بالخصوص نمازوں میں اس قاعدہ کا عملی نفاذ ثابت شدہ امر ہے۔نیک لوگ،صلحاء اس بات کی پابندی کرتے ہیں۔اسلامی عبادات کا یہ پہلو عملیاتی لحاظ سے توجہ کا مستحق ہے، یہ بات ہمارے موضوع سے تعلق رکھتی ہے اس لئے بحث کو چھیڑا جارہا ہے۔

عملیاتی لحاظ سے یہ نکتہ سامنے آتا ہے کہ جادوئی اثرات رات کی تاریکی میں زیادہ مؤثر ہوتے ہیں،قران کریم کی بلند آواز سے تلاوت جادو اثرات کو جنم لینے سے پہلے ہی نابود کردیتی ہے۔ابن القیمؒ نے اس بارہ میں بہت کچھ لکھا ہے۔حدیث مبارکہ ہے کہ ''جب دن غروب ہوتا ہے تو شیاطین باہر نکل آتے ہیں،اپنی شرارتوں سمیت پھیل جاتے ہیں ان اوقات میں اپنے بچوں کو باہر نہ نکلنے دو(بخاری ومسلم ۲۰۱۲)البتہ عشاء کے وقت اپنی ضروریات سے باہر نکلا جاسکتا ہے مخفی طاقتیں اور شیاطین کے جال دن کی روشنی میں اتنے مؤثر نہیں ہوتے کہ کسی پر قابو پالیں،دن کے وقت یہ طاقتیں بے بسی کا شکار ہوتی ہیں۔ باطل اندھیرے میں زیادہ پھیلتا ہے۔شر کی طاقتیں اندھیروں میں حق کی طاقتوں کو دبانے کی ترکیبیں عمل میں لائی جاتی ہیں۔

مسیلمہ کذاب سے کسی نے سوال کیا جب آنے والا(یعنی خبریں لیکر اترنے والا)کیسا ہوتا ہے؟تو اس نے بتلایا سیاہی مائل رات کے اندھیرے کی طرح ہوتا ہے۔جب یہی سوال نبی ﷺ سے کیا گیا تو فرمایا میرے پاس آنے والا دن کی روشنی کی طرح ہوتا ہے۔اہل فن کہتے ہیں رات کے وقت کیا گیا جادو دن کے وقت کئے گئے جادو سے کہیں زیادہ طاقتور ہوتا ہے(،بدائع الفوائد 219/2 تفسیر ابن القیم 727/2)

رات کے وقت فریکوئینسی کیوں بہتر ہوتی ہے:

جادو جنات ان دیکھی اشیاء ہیں اہل علم اس بارہ میں کچھ باتیں کہہ سکتے ہیں عوام اس بارہ میں لاعلم ہیں لیکن جو چیز شب وروز مشاہدہ میں آتی ہے ذرائع ابلاغ کی فری کوئینسی ہے رات

کے وقت دور دراز سے آنے والی آواز ونشریات بہتر انداز میں سنی جاسکتی ہیں،دن کے وقت ان کا وجود محسوس ہی نہیں ہوتا۔امکان ہے کہ جنات وشیاطین اور جادوگران لہروں سے کام لیتے ہیں جو کائینات میں چہار اطراف پھیلنے کی صلاحیت رکھتی ہیں جس طرف انہیں بھیجا جائے وہ طاقتور انداز میں اس طرف متعین جگہ پر پہنچتی ہیں۔کائیناتی لہروں کو استعمال کرکے خبائث وشیاطین اپنے مقاصد پورے کرتے ہیں۔جادو کے مریضوں کے علاج و معالجہ کے دوران جو تجربات ہوئے ان کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ جادوگر اور جنات کا گہرا تعلق ہوتا ہے،قران کریم کی تعلیمات کے مطابق شیاطین جنات سے ہی تعلق رکھتے ہیں اعمال کے لحاظ سے انسان بھی ان کے ہم سفر ہوسکتے ہیں سورہ الناس میں بیان کردہ مضمون سے یہی نتیجہ اخذ کیا گیا ہے۔

اسلامی دعائیں اوران کے اثرات

جب ہم کتابوں میں کسی چیز کی فضیلت پڑھتے ہیں یا کسی کے منہ سے سنتے ہیں ہمارا جی للچاتا ہے کہ ہم بھی اس فضیلت کے مستحق بنیں جو فوائد بیان ہورہے ہیں اُن میں ہم بھی حصہ دار ہوں،ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ قران وحدیث کا جو اچھی طریقے سے بیان کی گئی کسی بات بھی شبہ کی گنجائش نہیں ہے،یہ الگ بات ہے کہ کوتاہ ذہن اس کی غلط انداز تعبیر کرے یا اسکا من چاہا مفہوم اختیار کرلے،یہ سمجھنے والے کا قصور ہے۔نبی ﷺ کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ حقیقت ہے جو فرمایا حق فرمایا ہے،سورج کا نکلنا غلط ہوسکتا ہے مگر میرے آقا ﷺ کا فرمایا ہوا کوئی لفظ غلط نہیں ہوسکتا۔ہماری فہم اس تک رسائی کریں یا راستہ میں بھٹکیں قصور ہمارا ہی ہے۔ہم جس دعا کے بارہ میں فضیلت یا فائدہ سنتے یا پڑھتے ہیں اس میں کوئی شک نہیں جو پڑھا سنا ہو حقیقت ہے لیکن اس کے اثرات ہماری منشا کے مطابق نہیں نکلتے۔دیکھنا یہ ہے کہ جو فضیلت یا فائدہ اس کے کرنے والے کے لئے بیان

ہورہا ہے وہ ہم ہیں بھی یا نہیں؟ مثلاً ایک مسلمان کے لئے وعدہ ہے کہ استغفار سے اس کے گناہ معاف ہونگے اسکے رزق میں اضافہ ہوگا اس کے مال واولاد میں برکت ہوگی کاروبار فصل باڑی میں برکت ہوگی (سورہ نوح پارہ 29) لیکن ہم پڑھتے ہیں ہمارے سامنے وہ فوائد نہیں آتے جب کہ قران کریم کے فیصلہ میں کوئی شک نہیں ہے۔ یوں سمجھو کہ ایک ماہر کوئی چیز بناتا ہے اور طالب (گاہک) لے سامنے اس چیز کے فوائد بیان کرتا ہے کہ تم میری بنائی ہوئی چیز سے اس وقت مستفید ہوسکتے ہو جب اسے میری بتائی ہوئی ترکیب کے مطابق استعمال کروگے، ایک برقی آلہ دیکر اسے سمجھاتا ہے ساتھ میں ہدایت نامہ اور ترکیب استعمال میں یہی بات بتلاتا ہے کہ اس برقی آلہ کو اتنے امپییر اور اتنے وولٹج پر چلانا ہے، گاہک اس آلہ کو لیکر گھر چلا جاتا ہے لیکن اس کے گھر میں برقی رو کا بندوبست نہیں تو کیا وہ اس بنانے والے کو غلط کہے گا؟ یہی بات ہم ان دعاؤں اور فوائد کے متعلق کہہ سکتے جن کی بے اثری کا ہم رونا روتے ہیں آیات قرانی اور احادیث مبارکہ میں ورادشدہ باتیں حقائق ہیں اب ثابت یہ کرنا ہے کہ ہم ان سے استفادہ کے اہل ہیں یا نہیں؟ سودا کھرا ہے!

حصول اثرات کے لئے کیا چاہئے؟

صحابہ کرامؓ نے ان باتوں کو سمجھا ان کے یقین واعتقاد کے مطابق اثرات کا ظہور میں آنا ثابت شدہ تاریخی حقائق ہیں سچ کہوں تو اس وقت مسلمانوں کے پاس عملی زندگی میں حقائق سے زیادہ حکایات ہیں جنہیں سن سنا کر اپنا کام چلاتے رہتے ہیں، ہم لوگ افراط وتفریط کا شکار ہوگئے، باتوں کو مسخ کرکے ایسے انداز میں ڈھال لیا کہ آج اس پر چلنا ناممکن ہے ہر بات کو جو پہلوں کے لئے ظہور پزیر ہوئی اسے معجزہ یا کرامت کے روپ میں پیش کیا اور ساتھ میں ایسے حدود بیان کردیں جن کا عام زندگی تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، گئے گزرے اسلاف میں سے جس کو زیادہ عرصہ اس دنیا سے رخصت ہوئے ہوا اسی قدر زیادہ کرامتیں

اس سے منسوب ہوتی گیئں کیونکہ بزرگی اور نیک ہونے کے لئے مسلمانوں اور عیسائیوں کے نزدیک مرنا شرط ہے، زندوں کو کبھی بزرگ تسلیم نہیں کیا جاتا۔ کم ازکم مرے ہوئے کو 25 سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے کیونکہ مرنے والے کا مقابل کوئی نہیں ہوتا، زندگی میں مسابقت ہوتی ہے اور کوئی بھی اپنے حریف کو برتر نہیں مانا کرتا۔ ہاں جن لوگوں ان باتوں کو سنا ان پر یقین کیا اور اپنے آپ کو اس قابل بنایا کہ جو کچھ بیان ہورہا ہے وہ اس کا استحقاق رکھتے ہیں ان کے لئے وہی کچھ ظہور میں آیا جو بیان ہوا تھا، حضرت ابان۔ حضرت ابودرداء حضرت ابن مسعود کے واقعات آنے والی سطور میں مذکور ہیں۔

الفاظ کا اہتمام۔

مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو دین دیا اس کی تکمیل اور اس کی حفاظت کا ذمہ بھی خود ہی لیا آج اسلامی تعلیمات اور اس کے احکامات اصلی حالت اور ان ہی الفاظ میں موجود ہیں جو نبی ﷺ کی مبارکہ سے صادر ہوئے، ان اہمیت اور افادیت کا اندازہ لگا بہت مشکل ہے اس بارہ میں ہم نے کبھی سوچا تک نہیں کہ یہ کتنی بڑی نعمت ہے، نبی کبھی فالتو اور غیر ذمہ دارانہ بات نہیں کیا کرتے بلکہ ان کی سے غیر ضروری اور فالتو لفظ نکلتا ہی نہیں (سورہ النجم) عام زندگی میں بھی ان کا طرز عمل یہ ہوتا ہے کہ غیر ضروری یا مذاق کے طور پر بھی کوئی ایسا لفظ نہیں نکلتا، جو کسی نہ کسی حکمت سے بھرپور نہ ہو غیر ضروری بات جہلا کا کام ہوا کرتا ہے، ایسی باتوں سے انبیاء نے پناہ مانگی ہے (دیکھئے سورہ بقرہ۔ ہماری کتاب ''مضبوط پناہیں'') بالخصوص خاتم النبیین ﷺ کے بات میں تو اللہ تعالی نے ذمہ لیا ہے کہ وہ اپنی مرضی اور خواہش سے کوئی لفظ نہیں نکالتے [سورہ النجم] نبی کی زندگی میں رونما ہونے والی کسی بھی بات کو فنا نہیں ہے وہ کسی نہ کسی انداز میں جاری وہ ساری رہتی ہے جبکہ قانون قدرت یہ ہے کہ فالتو اور غیر مفید چیز کا وجود باقی نہیں رہتا۔

طاقت کے لامحدود خزانے

دیگر اقوام کے مقابلہ مسلمانوں کو یہ فضیلت ملی ہے کہ ان کے نبی ﷺ کی دی ہوئی ہدایات اور احکامات اپنی اصلی حالت میں موجود ہیں، دنیا میں مذاہب وادیان تو بہت سے ہیں لیکن ان کے بانیین کے فرمودات کو زمان ومکان کی تبدیلی، تغیر اور تبدل ایام نے اصلی حالت سے ان کے اقوال میں کمی یا زیادتی کر کے بدل دیا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی اصل توانائی اور حقیقی طاقت معدوم ہوگئی ہے، الفاظ میں کتنی طاقت اور اثر ہوتا ہے اس کا اندازہ ہر حساس انسان کر سکتا ہے۔اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب والوں کے پاس ہر چیز موجود ہے لیکن ان کے راہنما کے اصلی الفاظ موجود نہیں ہیں، اس لئے وہ جب بھی اسلام کے مقابل آئے انہیں حزیمت کا سامنا کرنا پڑا۔آج اسلام کے بانی موجود نہیں لیکن اس کے کہے ہوئے الفاظ اپنی تاثیر وتوانائی سے دنیا کو طاقت دے رہے ہیں۔

عجیب واقعہ

تربیت العشاق نامی کتاب میں ایک واقعہ لکھا ہے ''ڈاکٹر زین العابدین پروفیسر جامعہ ملیہ دہلی کہتے ہیں، ایک دفعہ ہم امریکہ گئے وہاں بعض لوگ ہم سے دریافت کرنے لگے کہ صوفی اور روحانی لوگ کون ہوتے ہیں؟ چونکہ مجھے زیادہ علم نہ تھا، میں نے ان سے کہا وہ تعویذ وغیرہ لکھتے ہیں اگر کوئی بیمار ہوجائے تو کچھ پانی پر دم بھی کرتے ہیں جس کے پینے سے بیمار تندرست ہوجاتا ہے، یہ سن کر وہ بہت حیران ہوئے اور دریافت کیا کہ وہ کیا پڑھتے ہیں؟ میں نے کہا وہ سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں، انہوں نے اچھا آپ فاتحہ پڑھیں ہم اس کے تاثرات کے فوٹو لیں گے۔ان کے پاس ایک خاص کیمرہ تھا جس سے وہ فضا کے تاثرات کا فوٹو لیتے تھے چنانچہ انہوں نے مجھ سے تین چار دفعہ سورہ فاتحہ سنی اور فوٹو لئے تاثرات دیکھنے کے بعد انہوں نے کہا، عجیب بات ہے سورہ فاتحہ پڑھنے سے وہی اثرات پیدا ہوجاتے ہیں

جو ہمارے سینی ٹوریم میں ہیں، یہ سینی ٹوریم ہم نے سائینٹفک طریقہ پر تیار کیا ہے جس سے مختلف قسم کے نظاروں، آوازوں وغیرہ کو یکجا کر کے اس کے اندر ایک ایسی صحت آور فضا پیدا کر دی گئی ہے کہ مریض اس کے اندر رہ کر ان ثرات کی بدولت بغیر دوا کے اچھا ہوجاتا ہے کیونکہ انسان جو کچھ پڑھتا ہے اس کے اثرات فضا میں ارتعاش پیدا کرتے ہیں جس سے مطلوبہ نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں[فیض کے چشمے 18]

اشیاء پر انسانی اثرات

جب کوئی انسان کپڑے پہنتا ہے یا کسی کاغذ پر کچھ لکھتا ہے تو انسان سے وجود سے نکلنے والی شعائیں ان کپڑوں اور لکھے گئے کاغذ پر منقلب ہوجاتی ہیں، یہ انسانی کی ذاتی شعائیں کہلاتی ہیں، انہیں لہروں کی مدد سے کسی گم شدہ چیز یا شخص کا پتہ چلایا جاتا ہے یا مریض کی دوا تجویز کی جاتی ہے جادوٹونہ کرنے والے بھی انہی ذاتی شعاعوں کی مدد سے اپنا کام کرتے ہیں، اسی اصول کے تحت نیک لوگوں کے برتے ہوئے سامان کو لوگ بطور تبرک رکھتے ہیں یہ کوئی اتنا بھی بے اثر نہیں ہے نبی ﷺ سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے کئی لوگوں کے لئے اپنے پیراہن مبارک عنائت فرمائے اور ایک قمیص اپنی سب سے بڑی لخت جگر سیدنا زینب رضی اللہ عنہا کے لئے بھی عنایت کی۔

تبرک کا ثبوت

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کے تحت ایک عجیب نکتہ تحریر فرماتے ہیں: کہ نبی ﷺ نے اپنا تہ بند پہلے اتار کر نہیں دیدیا کہ کفن میں شامل کریں۔ بلکہ ارشاد فرمایا جب تم نہلا چکو تو مجھے اطلاع دینا اس میں حکمت یہ تھی کہ نبی ﷺ کے جسم مبارک کے ساتھ وہ کپڑا زیادہ دیر تک لگا رہے اور قریب تر وقت میں وہ منتقل ہو، انتقال میں زیادہ فاصلہ نہ ہو۔وھو اصل فی التبرک بآثار الصا لحین [راقم کی دوسری کتاب ''بنات رسول'' سے اقتباس بحوالہ فتح

الباری ۳/۱۱۰ الجنائز]

وردکا اثر

ایک ہم عصر روحانی شخصیت لکھتے ہیں ’’ہر کے روحانیت والے جب بھی یکسوئی سے ورد کر تے ہیں تو پرانی اصلی کے لفظ ہی استعمال کرتے ہیں، یہ لفظ ان کی بڑی روحانی ہستیوں، پیغمبروں وغیرہ کے بتائے ہوئے ہوتے ہیں، ترجمہ پڑھنے سے کام نہیں چلتا لیکن اہم بات یہ ہے کہ جس چیز کا بھی آپ ورد رکھتے یا لگا تار پڑھتے رہتے ہیں ان کے مطلب بھی ذہن میں بٹھائیں، ورنہ ان کا پورا فائدہ نہیں ہوتا‘‘ [روحانیت، دانش اور حقیقتیں باب 6 ص 207] اسی باب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں: 1999 میں ہالینڈ TV پر ایک دستاویزی فلم دکھائی گئی جو کہ ہندستان میں بنائی گئی، یہ سب منتر (ورد) کے موضوع پر تھی اس میں ویدوں (ہندوؤں کی مذہبی کتب) کے منتروں کے بارہ بتایا گیا تھا منتر کے بارہ میں اس فلم میں کہا گیا کہ جوں جوں انسان اس کا ورد کرتا ہے یہ چمکتا جاتا ہے اور اس کے دہرانے سے دل کا میل ختم ہوجاتا ہے، لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ اگر اس کو چھپائے رکھو تو اس کی طاقت باقی رہتی ہے ، عام ہوجائے تو ختم ہوجاتی ہے ’’ان کے کہنے کے مطابق منتر ہی تخلیق کی چابی ہے خدا لفظ یا آواز ہے منتر خدا تک پہنچنے کا ذریعہ نہیں بلکہ خود خدا ہے‘‘ یہ ان لوگوں کا منتر کے بارے میں عقیدہ تھا۔ قران کریم کا ایک ایک لفظ اور اعراب محفوظ ہے اس کی آیتوں کو ڈوب کر پڑھنے کا کیا اثر ہوسکتا ہے آپ کو اندازہ ہونا چاہئے [حوالہ بالا]

ماخذ ومصادر۔۔

باب چہارم۔۔

القران الکریم۔۔روحانیت کیا ہے؟

[روحانیت، دانش اور حقیقتیں باب 4]

(زادالمعاد فصل فی علاج السحر 116/4)

بخاری ومسلم۔ تفسیر ابن القیم۔۔۔فیض کے چشمے 18

بنات رسول اللہ ﷺ

روحانی کورس حصہ اول

بعد نماز عشاء یا رات کو جب اردگرد خاموشی ہوجائے تو یہ عمل کریں جیسے بھی مناسب ہو با ادب ہو کر بیٹھیں

[۱] درود شریف ... اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا محمد النبی الامی وعلی آلہ واصحابہ دائماً ابداً [۱۱ بار]

[۲] آیۃ نور ... اللہ نور السموٰۃ والارض [۷۰] بار

[۳] اس کے بعد آنکھیں بند کرلیں، تصور کریں کہ ایک وجود تو آپ کا مادی ہے یعنی گوشت پوست کا مگر ایک وجود اسکے اندر بھی ہے، اسے ایثری وجود/ روحانی وجود بھی کہتے ہیں جیسے آپ کے مادی وجود کے اعضا ہیں اسی طرح اس جود کے بھی اعضا ہیں مگر یہ قوت، وسعت میں مادی وجود سے کہیں زیادہ واعلی ہیں [بہت سے لوگ اسے ہمزاد سمجھتے یا کہتے ہیں مگر یہ بات درست نہیں ہے، جسم مثالی دراصل وہ جسم ہے جو ہمارے وجود میں فطرت کی جانب سے ایک کیسٹ کی صورت میں رکھ دیا گیا ہے، یہ ایک معین وقت تک ہمارے وجود میں رہتا ہے مرنے کے ساتھ ہی یہ ہمارے مادی جسم سے ناطہ توڑ کر فضاؤں میں چلا جاتا ہے اور ہم مرجاتے ہیں [خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا] میں کہ رہا تھا اب آپ آنکھیں بند کرلیں اور اس مثالی وجود کو بغور دیکھیں وہ تمام اعضا جو مادی وجود میں ہیں، اس میں بھی موجود ہیں دو ہاتھ دو پاؤں سر، چہرہ، سینہ، ٹانگیں وغیرہ وہی سب کچھ جو مادی وجود میں ہوا کرتا ہے......

[۴] جب آپ تمام اجزاء محسوس کرنے لگیں تو ابتداً تو یہ ایک احساس ہی ہوگا مشق کرنے سے آہستہ آہستہ آپ کو یہ مکمل طور پر دکھائی دینے لگے گا، جب یہ ہوجائے تو اپنے ہاتھ اپنے جسم مثالی کی بھوؤں تک لے جائیں پھر اپنے انگوٹھے اور اپنی انگلیوں کو کن پٹیوں سے بھوؤں تک دونوں طرف رکھ کر سر کے اوپری حصے کو اُٹھائیں یہ کن ٹوپ کی طرح اُٹھ جائیگا سر کے پیچھے گدی کے پاس ایک قبضہ لگا ہوا ہے۔ ہولے ہولے سر کو پیچھے لے جا کر قبضے پر ٹکا دیں دیکھیں آپ کا دماغ یعنی بھیجا نچلے سر کی گہرائی میں آٹے کے پیڑے کی طرح یا چلتے ہوئے پنکھے کے پروں کی طرح ہوگا۔

[۵] اسی لمحے دماغ کو غور سے دیکھیں تو وہ ذیل کے سکیچ کی طرح نظر آئیگا جو سات حصوں میں بٹا ہوگا۔ دماغ کے ان سات حصوں کو اپنی مثالی آنکھوں سے بغور دیکھیں ان سات یا بعض حصوں میں سیاہی بھری دکھائی دیگی اور کچھ حصے دھندلے دکھائی دینگے، جب یہ دکھائی دینے لگے تو اگلا قدم یہ اٹھائیں۔

[۶] اسی حالت میں رہتے ہوئے تصور کریں زمین کی تہہ یا پاتال میں ایک انجن لگا ہوا ہے جس کی ساخت کلمہ طیبہ جیسی ہے تقریباً ایسا ہے پہلے لفظ لا میں ایک بٹن لگا ہوا ہے اسم ذات اللہ کی ہ سے ایک پائپ نکل کر آپ کے ہاتھ میں آ گیا ہے "لا" میں لگا ہوا بٹن دبا دیں انجن تیزی سے ہوا اپنی طرف کھینچنا شروع کر دیگا، پائپ کا ایک سرا تمام حصوں میں لگائیں چونکہ انجن ہوا کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے لہذا انجن کی ہوا سے تمام سیاہی انجن میں سے ہوتی ہوئی پاتال میں چلی جائیگی یکے بعد دیگرے تمام خانوں سیاہی صاف ہو کر آپ کے ذہن کے تمام حصے چمک اٹھیں گے صفائی کے دوران دل ہی دل میں کلمہ طیبہ کا ورد جاری رکھیں چند سیکنڈ بعد جب یہ تمام خانے چمکنے لگیں تو اپنے مثالی جسم کے ہاتھوں سے سے سر کے دونوں حصوں کو ملا دیں یعنی جہاں سے اُٹھایا تھا کن ٹوپ کو وہیں رکھ دیں انگلی سے سطح ہموار کر دیں

تا کہ سر کے کھلنے کی جگہ میں کوئی دراڑ نہ رہ جائے۔

[۷] آنکھیں کھول کر ستر [70] بار استغفار پڑھیں۔

[۸] پھر آنکھیں بند کر لیں اور اپنے سر کے اوپر دیکھیں یہ سات حصے جو نظر آئے تھے ان کے اوپر سات پول یا انٹینے لگے ہوئے دکھائی دیں گے، ان کی حالت مختلف ہوگی کوئی اندر کو دبا ہوگا اسے اپنے مثالی دائیں ہاتھ سے باہر نکال دیں اگر نہ ٹھہرے تو اس کے نیچے واشر لگا دیں تا کہ اندر نہ جاسکے، کچھ انٹینے ٹیڑھے ہونگے اسی طرح انہیں بھی سیدھا کر دیں المختصر ان کو باہر رہنا چاہیئے سیدھا اور چمکدار چمک کے لئے شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کی رگڑ استعمال کریں

[۹] اب یہ عمل چاہیں تو صبح کی نماز کے بعد کریں یا عشاء کے بعد یہ آپ کی مرضی ہے جب سکون ہو کر لیں۔

[۱۰] یہ مشق دن میں ایک بار کریں البتہ جب کبھی دو چار منٹ ملیں آنکھیں بند کر کے دیکھ لیا کریں کہ انٹینے ٹھیک ہیں کہ نہیں اگر نہ ہوں تو ٹھیک کر دیا کریں پھر کھوپڑی کے اندر آر پار دیکھیں کہ ان سات حصوں میں کہیں سیاہی تو نہیں جم رہی ایسا ہو تو پائپ کے ذریعہ سے فوراً صاف کر دیں چند ہی دنوں میں تمام خانے صاف ہو جائیں گے۔

[۱۱] اب مختصر اتنا سمجھ لیں کہ کہ اس مشق کے فوائد کیا ہیں، اس سے ان خانوں کی تشریح سمجھ لیں تا کہ آپ کی سمجھ میں آجائے کہ یہ کتنی اہم مشق ہے۔

[۱] خانہ خیر و برکت [۲] قبولیت دعا [۳] روحانی روشنی اس حصے سے آپ کا باطنی نظام سماوی نظام سے منسلک رہتا ہے [۵] اعمال کا محاسبہ [۶] کشف و روحانی کمالات کا حصول [۷] روحانی ارتقاء و تسخیر...... کچھ یوں سمجھ لیں کہ فضائیں تو ان برکتوں اور فیض رسانیوں سے بھری ہوئی ہیں مگر ہمارے باطنی انٹینے اتنے ٹیڑھے میڑھے ہیں کہ ان برکات کو وصول ہی

نہیں کرپاتے ، باطنی ذہن کے خانے اتنے سیاہ و دھندلے ہوتے ہیں کہ وہ فیوض انٹینوں سے آگے بڑھ کرہمیں مستفید ہی نہیں کرتے کیونکہ آگے راستہ بند ہوتا ہے سواس مشق کو مسلسل کرنے کے بعد بدقسمتی آپ کی زندگی میں نہیں رہ سکتی مکمل رہنمائی کو آپ وصول کرتے ہیں اوررہنمائی کا مفہوم جلد ہی سمجھ جاتے ہیں، روحانی خواب بالکل صاف ہوجاتے ہیں اس مشق کو کرتے ہوئے کوئی اورروحانی مشق کی جائے تواس میں ناکامی نہیں ہوتی یہ کوئی مشکل مشق نہیں ہے سمجھ میں نہ آئے تواس تحریر کو بار بار پڑھیں ساری بات واضح ہوجائیگی ۔

روحانی کورس نمبردو

نماز کے بعد کسی تنہا جگہ بیٹھیں جہاں آپ کو بار بار کوئی ہلائے نہ شوروغل ہو، اس یقین کے ساتھ دعا کریں کہ اللہ رحیم وکریم ہے، ہرلحظہ منتظر ہے کہ آپ اپنی آرزو کے لئے صرف اور صرف اسی کی ذات بے ہمتا کی طرف رجوع کریں، کامل یقین رکھیں کہ آپ کی دعا مانگتے ہی قبول ہوجائیگی کیونکہ اس منبع جودوسخا کے پاس دینے کے لئے اتنا کچھ ہے کہ وہ ہرایک مانگنے والے کوخوش ہوکردیتا ہے، اس کائینات میں اس کی ضرورکی کوئی چیز نہیں سب ہمارے لئے پیدا کی ہیں، اب جیسے بھی مناسب ہوایسے بیٹھ کر [التحیات چہارزانو] کو بھی آرام دہ ہو نشست اختیار کریں پھر یہ دعا کریں [اے رب ذوالجلال، اے مالک کون ومکان اے صاحب اکرام لامحدود، اے جمال لازوال، اے کمال بے مثال اپنی ذات لامتناہی کی تمام نوازشات، تمام برکات کی بارش مجھ عاجز پرایسے فرما کہ میرے دنیاوآخرت کے باغات سبز وشاداب ہوکرلہلا اُٹھیں، اے رب نورونکہت مجھے سوچ کی سیاہیوں، وقت کی نحوستوں حسدو بغض، اور بدنصیبی کے اندھیروں سے نکال کراپنے نور بے پایاں کی کرم سامانیوں کی پناہ میں لے، اے رب قدیر مجھے ہرعمل، ہرنیک خواہش اور ہرنیک عزم میں دنیاوآخرت کی تمام کامرانیوں، تمام سعادتوں سے نوازدے، آمین یا فعال الما یرید، آمین ثم آمین]

[۲] دعا مانگ کرمنہ بندکر کے نتھنوں کے ذریعہ ایک گہرااور بھرپورسانس لیں آنکھیں بند کرکے سانس سینے میں روک لیں اورتیزی سے ذہن میں اللہ اللہ اللہ کی تکرار کریں سانس کو زیادہ سے زیادہ سینے میں روکنے کی کوشش کریں جب نہ رک سکے تو ہونٹوں کوسیٹی بجانے کی آواز میں گول کرکے ہولے ہولے سانس پھیپھڑوں سے باہرنکال دیں اورمحسوس کریں کہ تمام جسمانی، روحانی اورنفسیاتی مرضیں تمام نحوستیں، بدنصیبیاں، منفی سوچ، وکدورت کی سیاہیاں دھل دھل کرآپ کے دل ودماغ رگ وریشے اورجسم سے خارج ہوگئیں، آپ کا باطن سرسے پاؤں تک صاف وشفاف آیئنے کی طرح چمکدار وپاکیزہ ہوگیا ہے، ایسے پانچ سانس یکے بعد دیگرے لیں، ہرسانس کے ساتھ اسم اللہ کا ورداور باطن دھلنے کا احساس قائم کریں پانچویں سانس کے ساتھ ایک منٹ تک تصور کواس نقطے پر مرتکز کریں کہ تمام بدن روحانی وجسمانی طور پرصحت کاملہ کا شاہکاربن چکا ہے۔

[۳] اگلا قدم یہ کہ ایک پلاسٹک کا ٹکڑا لیکر جوچونی کے برابر چوڑا ہوڈیڑھ انچ لمبا وچوڑا ہو لیکرآپ ماتھے کے وسط میں رکھیں پلاسٹک کا پچھلا حصہ دونوں بھوؤں کے درمیان، بائیں ہاتھ کی دوانگلیوں کو پلاسٹک کے دونوں سروں پررکھ کرتھام لیں پھردائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی درمیان میں رکھ کرتیزی اورزور سے رگڑیں ماتھے کا یہ حصہ گرم ہوجائیگا اسے خوب گرم کریں پھررک جایئں یوں رک کرتین بار اسے رگڑ کرگرم کریں پھر پلاسٹک کا ٹکڑا الگ رکھ دیں۔

[۴] اگلا قدم یہ ہے کہ آنکھیں بندکر کے پوری لگن کے ساتھ ماتھے کے گرم ہونے والی جگہ کو دیکھیں کہ ایک نوری قلم نوری حروف میں باربارلفظ اللہ لکھ رہا ہے ایک تصور کو ۲۰ منٹ یا اس سے زیادہ دیر تک قائم رکھیں اس دوران ہاتھ گھٹنوں پررکھے رہیں اس مشق کا اصل مقصد یہ کہ واقعی ماتھے کے وسط میں لفظ اللہ نوری حروف میں لکھا ہوانظر آنے لگے

[۵] جب اس مشق میں خاصا احساس پیدا ہوجائے کہ نوری قلم نے لفظ اللہ لکھ دیا ہے تو اپنی مثالی آنکھوں سے دیکھیں کہ یہ لفظ اللہ تیزی سے عالم بالا کی طرف روانہ ہوگیا ہے آپ بھی اس تیزی سے اس کا پیچھا کررہے ہیں آپ کو محسوس ہوگا کہ بیشمار نوری دائرے ہیں جن میں سے گزرتے ہوئے آپ لفظ اللہ کی رہنمائی میں آسمانوں کو عبور کررہے ہیں بے شمار منظر بھی آئینگے، مگر ان مناظر کی طرف دھیان نہیں دینا اس اسم مقدس کو اپنی نگاہ میں رکھ کر بڑھتے چلے جانا ہے حتی کہ عرش معلیٰ پر پہنچ جائیں یہاں پہنچ کر یہ اسم غائب ہوجائیگا اور جلوہ جاناں سامنے ہوگا یہاں رک جائے اور محسوس کیجئے کہ آپ کے بدن کا رواں رواں اللہ اللہ کہہ رہا ہے
۔

[۶] یہ پوری کائینات اللہ کا دربار ہے اس کی ذات ابتداء آفرینش سے قائم ہے اور ابدالاباد تک قائم رہے گی اسے نیند آتی ہے نہ اونگھ ستاتی ہے، یہ کائینات اس کی ذات کے ساتھ زندہ وقائم ہے، بہ الفاظ دیگر اس کا دربار ایک مسلسل صورت میں چل رہا ہے سورج چاند ستارے اس دربار سے ایک ترتیب کے ساتھ حرکت پزیر ہیں، پرسکون ہوکر بیٹھ جائیں اور تصور کریں کہ کہ آپ بھی خالق کائینات کے دربار میں موجود ہیں اور کائینات کی ہر چیز نہ صرف یہاں حاضر ہے بلکہ ذات باری سے توانائی حاصل کررہی ہے آپ تصور کریں آپ بھی نہ صرف یہاں موجود وحاضر ہیں بلکہ اس ذات سے توانائی حاصل کررہے ہیں۔

اس مشق کے دوران نہ صرف اپنی ذات حالت سنوارنے کی کوشش کریں بلکہ یہ تصور بھی دل جمعی کے ساتھ کریں کہ عالم اسلام حقیقی طور رپ عالم اسلام بن چکا ہے اللہ کی رضا کی مطابق اقوام عالم کی جانب ایک نظر غلط ڈالنے سے گھبراتی ہیں، اس عمل کا بنیادی مقصد یکسوئی پیدا کرنا ہے، یکسوئی اپنی ذات کی قوتوں کو ایک نقطے پر مرتکز کرنے کا نام ہے پہلے واضح کیا جاچکا ہے سورج کی بکھری کرنوں کی حرارت بالکل نارمل ہوتی ہے لیکن جب ان کرنوں کو

ایک آتشی شیشے کے ذریعہ ایک نقطے پر مرتکز کردیا جائے تو یہ کرنیں بھی آگ لگا سکتی ہیں، بالکل اسی طرح انسان کی بکھری ہوئی قوتوں کو یکسوئی کے زریعے ایک نقطے پر مرتکز کیا جاسکتا ہے۔۔ یکسوئی کی کیفیت دیگر طریقوں سے بھی حاصل کی جاسکتی ہے لیکن مجوزہ طریقہ سے عبادت کا بھی مزہ دیتا ہے تجرباتی طور پر یہ موثر ترین زریعہ ہے یکسوئی کے حصول کا، اس سے ذات کے تناؤ ختم ہوجاتا ہے قرب خداوندی نصیب ہوتا ہے، ہمارے وجود میں بے پناہ قوت پیدا ہوجاتی ہے ان مشقوں کو صبح فجر یا عشاء کے بعد کیا کریں کوئی وقت بھی سہولت کی خاطر مقرر کیا جاسکتا ہے بلاناغہ مشق کیا کریں شور وشغل سے دور رہیں ان کو ترتیب سے کیا کریں [۱] دماغ کی صفائی [۲] انٹینوں کی مرمت، انہیں چمکانا [۳] دعا کے بعد اللہ کی تکرار پانچ لمبی لمبی سانسیں لینا [۴] اللہ کی رہبری میں عرش معلیٰ تک جانا [۶] اللہ کے دربار سے توانائی حاصل کرنا [روحانیت کیا ہے ص ۸۸]

یکسوئی

لفظ یکسوئی میں جادو بھرا ہوا ہے، یکسوئی انوکھی بات نہیں بلکہ کسی خاص چیز کا اس انداز میں مجتمع ہوجانا کہ دوسری چیز کا خیال بھی نہ آئے۔ کو یکسوئی کہتے ہیں پوری توجہ ایک نکتہ پر مرکوز کردینی چاہئے، اس بارہ میں کوئی ایسی چیز متعین نہیں کی جاسکتی جسے لازمی قرار دیا جاسکے۔ جو بھی چیز اختیار کرلو لیکن اسے اس انداز میں پکڑو کہ اس کے سوا کوئی بات حاسۂ خیال میں نہیں آنی چاہئے۔ توجہ کا انہماک ہی یکسوئی ہے

توجہ کی قسمیں

توجہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ ارادی اور غیر ارادی۔ غیر ارادی توجہ سے کمزور انسان کام لیتا ہے اور کائنات کی بوقلمونیوں کو دیکھ کر مسحور ہوجاتا ہے وہ کسی چیز کو اپنی طرف کھینچنے کی بجائے خود دوروں کی طرف غیر ارادی طور پر کھنچتا چلا جاتا ہے۔ جس کا ردعمل وہ ہزاروں پریشانیاں ہیں

جو اسے ہر طرف سے گھیر لیتی ہیں۔

ارادی توجہ ارادہ سے کی جاتی ہے ارادہ دل کی طاقتوں کو ایک خاص چیز پر خواہ وہ دل کش ہے یا نہ ہو توجہ مبذول کرنے کے لئے آمادہ کر دیتا ہے ارادہ توجہ صرف ایک چیز کی طرف کی جاتی ہے لیکن غیر ارادی توجہ کو خارجی اشیاء اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔ یکسوئی حاصل کرنے کا شوق ہو تو ارادی توجہ کی مشق کیجئے۔ تربیت ارادہ کے زیر حکم اپنے دل کی اندرونی طاقتوں کو یکجا کر کے کسی ایک شئے پر ایک مدت معینہ تک غور کیجئے۔ اس کا نام یکسوئی ہے لیکن اکمال کے بنا اس استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ یکسوئی میں وہ چیز زیادہ معاونت کر سکتی ہے جس سے زیادہ لگاؤ ہو جس کی طرف آسانی سے دھیان لگایا جا سکے۔

خیال اور ارادہ

خیال ایک محرک طاقت ہے جس کے اثرات میں زبردست کشش پائی جاتی ہے، اس میں اتنی طاقت ہے کہ یہ اپنی لہر کو پھینک کر اپنے مقصود کر زنجیر میں جکڑ لیتی، اس کو مخفی و عالمگیر دنیائے معقولات سے نکال کر منقولات میں لے آتی ہے یعنی پردہ اخفا سے نکال کر عالم ظاہر میں لا کر کھڑا کر دیتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کہ انسان اس لا ابتداء اور لا انتہا ہستی میں یکسوئی کا ایک مرکز مقرر کرتا ہے۔ جو عالم امکان کے ذرہ ذرہ میں جلوہ نما ہے جس کے وجود پر اس بارگاہ ہستی کی بنیاد ہے اور جو بلا یقین زمین و زمان میں حاضر و ناظر ہے انسان کے وسیلے سے رضائے ایزدی کا اظہار ہوتا ہے اور جو کچھ ظاہر ہوتا ہے اسے وحی یا الہام کہتے ہیں۔

پس ارادہ انسان و خدا کے درمیان ایک زنجیر ہے جو دونوں کو آپس میں ملاتی ہے یہ ارادہ عالمگیر ہوتا ہے لیکن اس کے ارتقا اور شایستگی کی صفات متعدد اور بکثرت ہوتی ہیں۔ مشغل و مزاولت با قاعدہ نشوونما دانستہ نیز آزادانہ تربیت سے ارادہ انسانی کی مخفی طاقتوں کا انکشاف

ہوتا ہے جن کو ہر صاحب ریاض نہایت ہوشیاری اور احتیاط کے ساتھ استعمال میں لاتا ہے۔

قلب انسانی کا اعلیٰ ترین جوہر ارادہ ہے اور ارادہ کی طاقتوں کے ذریعہ سے انسان کو قرب یزدانی نصیب ہوتا ہے۔ ہمارا ارادہ اسقدر عجیب و غریب اور بیش قیمت شے ہے اور اس کی مخفی طاقتوں میں نشوونما ہی دنیا میں وجود انسانی خوب اور مقصد ہے خواہش کے بغیر ارادہ غیر متحرک رہتا ہے خواہش دل کی قوت ارادی کو ابھارتی ہے۔

یکسوئی تو ایک بیلدار ہے جو ایک عمارت کے لئے جس کی تیاری معمار کے ہاتھوں سے ہوگی ہر قسم کا ضروری سامان لا کر مہیا کر دیتی ہے، روحانی دنیا میں یہ سامان دل کی طاقتوں پر مشتمل ہے یعنی یکسوئی سے دل کی وہ تمام محفوظ طاقت یکجا ہو جاتی ہے جس کے ذریعہ مطلوبہ کیفیت یا شے کا حاصل کرنا منظور ہے۔ خدائی طاقت نے اپنے ذاتی جوہر سے دنیا کو وجود بخشا حالانکہ یہ خدائی طاقت دنیا کے ذرے ذرے میں موجود ہے، کوئی شے اور کوئی مقام ایسا نہیں جس میں اس کا قیام نہ ہو پھر بھی یہ خدائی طاقت دنیا کی نہیں ہے اسی وجہ سے خدائے تعالیٰ کے متعلق ہندوؤں کی مقدس کتاب وید میں کہا گیا ہے کہ وہ اس نابھی یعنی مکڑی کی مانند ہے جو اپنے منہ سے رقیق مادہ سے جالا تو بنتی ہے مگر خود جالا نہیں ہوتی، خدا اور ظہور عالم کے باریک تعلق کے اظہار کے لئے مکڑی اور جالے کا اظہار کر دینا کافی ہے۔ اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ اس کا اظہار اور کسی ذریعہ سے ممکن نہیں ہے۔ انسان اور خدا کا جوہر بلا قید زمین و زمان ہمیشہ اور ہر جگہ یکساں ہے انسان کو اس بات کی تمیز ہونی چاہئے کہ وہ دراصل خدا (کا نائب) ہے اور اس کو اپنے اس جوہر مخفی کا جسکا نام خدائیت ہے مکمل طور پر انکشاف کرنا چاہئے۔

انسا کی حیثیت

انسان ازلی نہیں لیکن ابدی ضرور ہے، اسے خدا نے اپنے ہاتھ سے بنا کر اس میں اپنی روح

پھونکی اوراسے پیدا کر کے زمین کی نیابت بخشی اورتاج خلافت دینے کے بعد اسے زمین کی آباد کاری کے لئے بھیج دیا گیا تا کہ برے بھلے لوگ اپنے اعمال کے توسط سے ظاہر ہوجائیں کائنات میں انسانی جسمانی لحاظ سے لاتعداد چیزیں بڑی ہیں لیکن اسے جن صفات وجواہر سے متصف کیا گیا ہے اس سے تمام مخلوق تہی دست ہے۔ جوصفات اصل کی ہوتی ہیں وہی صفات قائم مقام کی بھی ہوتی ہے، جواختیارات اصل کے ہوتے ہیں وہی نائب کے شمار کئے جاتے ہیں یہی دستور دنیا ہے یہی قانون قدرت ہے۔

قدرت کے کاموں کارخ

آپ جانتے ہیں کہ قدرت ہمیشہ دورخوں سے کام کرتی ہے، اس کا ایک رخ تعمیری ہے دوسرا تخریبی، ایک رخ سے یہ بناتی ہے اوراجزاوعناصر کو یکجا کرتی ہے دوسری طرف ان کو منتشر کرتی اور مٹاتی ہے ہمارے جسم میں بھی قدرت کا یہ کام جاری وساری ہے یہی وجہ ہے کہ ہرآن تبدیلی جاری رہتی ہے اس لئے اگر آپ کو دوامی شباب تندرستی دولت اور خوشحالی حاصل کرنا منظور ہوتوان چیزوں کا اس قدرزبردست تصور کریں جوان کی مخالف حالتوں کے خیال پر غالب آجائے ان مسامات جسمانی سے خیالات کی ایک خاص قسم کی حرکت منعکس ہونے لگے گی جس کے زیراثر مسامات ہوتے ہیں اور چونکہ دل میں حرکت خیال سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے آپ کو مناسب ہوتی ہے اس لئے آپ کو مناسب ہے کہ ہمیشہ مسامات جسمانی سے زندگی کی روشنی اور محبت کے خیالات گزرنے دیا کریں۔ خیال کی قوت سے آپ کو آفرینش کی کس قدرزبردست طاقت حاصل ہوجاتی ہے اس وقت آپ پر روشن ہوجائیگا جب آپ کو اس راز سے واقفیت حاصل ہوجائیگی کہ ایک مسام جسمانی میں اعلی ترین خیالات کے معمور ہوجانے سے اس راز خیالات کے منعکس کرنے کی طاقت چوبیس گھنٹے کے اندراندر ایک کروڑ سات لاکھ مسامات جسمانی کے برابر پیدا ہوتی ہے پس

اس راز کی معرفت حاصل ہوجانے کے بعد آپ کو ان مسامات جسمانی سے زیادہ نجات دہندہ کی فوج مکتی دل کی ضرورہوگی۔

روحانی ترقی کے لئے

روحانی ترقی کو مستقل بنانے کے لئے ضروری ہے کہ بتدریج اور پائداراور پہلے پہل اس کی جڑوں کو دیکھنا چاہئے۔ جوسرزمین حقیقت میں پھیلی ہوئی ہیں اس لئے آپ کو مناسب ہے کہ بڑی بڑی توقعات کو جگہ دے کر نہایت مستعدی سے محنت کیجئے۔ خیال دل کی وہ عظیم ترین طاقت ہے جس میں پیدا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، قیاسیات کے لطیف ترین حلقے میں اس کا اظہار بہت تیز ہوتا ہے، جولفظ ہماری زبان سے نکلتا ہے وہ ایک صورت دینے والی طاقت ہے جس کے ذریعہ سے مادی طبقہ کے قیاسیات ظاہر ہوتے ہیں، یہ بھی بخوبی یاد رکھئے کہ ایک زبردست اور گہری حرکت خیال سے پہلے صورت بنتی ہے اور خیال بھی ایک حرکت ہے جوکلمہ کے ذریعہ سے جانی جاتی ہے۔

اب ہم آپ کو لفظ کے منہ سے ادا کرنے کا طریقہ بتائیں گے۔ اس لفظ کے ذریعہ سے ہستی بحث کو جو آپ کے وطن میں ہے خطاب کیا جاتا ہے۔ آپ کا جسم ایک مکان کی مانند ہے جس میں آپ کی روح قیام پزیر ہے۔ دولت۔ تندرستی۔ خوش الحانی، کامیابی، جوانی، درازی عمر، روشنی، طاقت، افراط زر اور اطمنان لب کسی بھی چیز کے لئے خیال قائم کیجئے اور اس کے بعد آہستہ آہستہ خود کو اپنی ذات برتر سے وصل کرنے کی تیاری کیجئے، آپ کی ذات برتر قدرت الٰہی میں شریک ہے جو حاضر کل ہے اپنی ذات میں وصل ہونے کے لئے آپ خاموشی اور سکوت کی مشق کیجئے تا کہ آپ کو ہمہ اوستی (اناالحق) کا عرفان حاصل ہو۔

خاموشی کی طاقت

ایوان خاموشی ہونے کے بعد کسی ایک خاص حالت کے متعلق جس کو ظہور میں لانا منظور ہے

ایک خاص خاکہ دماغ میں کھینچے اس خاکہ کواپنے دماغ میں صاف طور پر رکھئے پھراس پردل
وجان سے منہمک ہوکرسلسلہ واراور بار بارغور کیجئے حتی کہ اس میں اسقدراستغراق حاصل
ہوجائے کہ آپ کودنیاو مافیھا کی خبر نہ رہے۔یہ خیال آپ کے جسم کی رگ رگ ریشے ریشے
اورایک ایک مسام میں سرایت کرجائے۔اپنی ذات کواسی میں محوکردیجئے یا یہ کہ وہ خیال
آپ میں محوہوجائے اوراستغراق کی کیفیت پیدا ہوجائے۔کشش کے بعدترین قانون کے
مطابق یقینا آپ کے خیال کے زور سے وہ تمام عناصرآپ کی طرف کھنچ آئیں گے جن کی
ضرورت مطلوبہ کیفیت یا حالت پیدا کرنے کے لئے ہوتی ہے اس ذریعہ سے قانون
معاوضہ یاثمرہ بھی صحیح ثابت ہوجائیگا یعنی جوکچھ آپ چاہتے ہیں آپ کوحاصل ہوجائیگا[رجوع
ہمزاد صفحہ 22]

دماغ۔۔۔اور۔۔۔دہریے لوگ

کچھ دہریے سائنسدان کہتے ہیں اگرآپ دماغ کو پوری طرح استعمال کرنے لگ پڑیں تو
خدا(کے نائب)بن جائیں دماغی کی طاقت چھوٹے سے چھوٹے اور بڑے سے بڑے ہر
معاملے میں استعمال ہوتی کوئی بھی چھوٹے سے چھوٹا کام اگرآپ کریں اورآپ کے ذہن
میں وہ کام کرتے وقت یہ سوچ آگئی کہ یہ مشکل اوراگر یہ سوچ آگئی کہ یہ کام آسان ہوتو وہ
آسان ہوجائیگا۔اس جگہ عظیم فلسفی مؤرخ علامہ ابن خلدون کے الفاظ نقل کرنا مناسب سمجھتے
ہیں علامہ موصوف اپنے شہرآفاق مقدمہ میں غیبی باتوں پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”ہر
شخص اتنا ضرور جانتا اور پہچانتا ہے کہ نفس انسانی روحانی ہے جو عالم روحانیت میں بالقوہ
موجود ہے اور بدن اور حالات بدن کے لحاظ سے اس کا وجود بالفعل ہے۔چونکہ ہرموجود
بالقوہ کے لئے مادہ وصورت کی ضرورت ہے اس لئے نفس کی صورت ادراک وتعقل ہے جس
سے اس کا وجود تکمیل پاتا ہے۔پس نفس جسم سے تعلق پیدا کرنے سے پہلے ہی بالقوہ ادراک

اورجزئی وکلی صورتوں کے قبول کرنے کے لئے مستعد وآمادہ رہتا ہے۔پھر بالقوہ وجود کے
بعداس کا وجود تکمیلی مراحل طے کرتا ہے اور مصاحبت بدن اور محسوسات کے ساتھ علم سے
وجود بالفعل کا جامہ پہنتا ہے اورادراک محسوسات سے معانی کلیہ منتزع کرنے کا عادی بنتا
ہے۔پس نفس یکے بعد دیگرے صورتوں کا تعلق کرتا ہے پھر جاکراس کوادراک کلیات وتعلق
بالفعل کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اوراس کی ذات تکمیلی خلعت پہنتی ہے[مقدمہ 131]

عملیاتی الفاظ

جیسا کہ لکھا جاچکا ہے تمام نوری ناری کالے چٹے علوم کامخزن ومنبع خودانسان کی ذات ہے
جادو شیطانوں نے انسانوں کوسکھایا، وہ بھی اس بنیاد پر کہ وہ تجربات میں انسانوں سے
بہت آگے تھے،مسافرکوایک راہ مل جائے تووہ تیزیا آہستہ چلتا ہی رہتا ہے۔جوقومیں بھی
پردہ ہستی سے نمودار ہوئیں اور جوعلوم وفنون انہوں نے ترتیب دئے انہیں کسی دوسری کی
ضرورت محسوس نہ ہوئی جو میں بولا کرتے تھے اسی میں ترتیب دئے جن سے اپنی سحری
خواہش کی تسکین کا سامان پیدا کیا جب انسان مذکورہ بالا کیفیات میں چلا جاتا ہے تواس کے
ادا کئے ہوئے الفاظ جادو بن جاتے ہیں،بظاہر وہ الفاظ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتے لیکن
اثرات کے لحاظ سے عالم ہستی میں ہلچل مچادیتے ہیں۔استغراق کی حالت میں مراقب جو
سوچتا ہے وہی باتیں ظہور میں آتی ہیں۔مرتاض لوگ عمر کا ایک حصہ اس کیفیت کو پانے میں
لگادیتے ہیں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وجدانی طور پران کی میں وہ الفاظ ادا کرنے لگتی ہیں
جن کا اثر عالم محسوسات میں نظر آتا ہے۔

عملیات میں عربی الفاظ کا استعمال

ہم لوگ عمومی طور پراپنے عملیات میں عربی کے الفاظ استعمال کرنے کے عادی ہیں
،دوسری طرف منتر اورادکواچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ضروری نہیں کہ جن الفاظ کوعمل کے

دوران سے ادا کیا جارہا ہے ان کے مفہوم و معانی سے بھی آشنائی ہو کیونکہ وجدانی انداز میں
جو کلام انسانی سے ظاہر ہوتا ہے وہ ارادی کلام سے مختلف ہوتا ہے، بسا اوقات کسی معروف
چیز میں ایسے الفاظ شامل کر دئے جاتے ہیں جو معنوی لحاظ سے جوڑ نہیں کھاتے لیکن اس کے
باوجود وہی الفاظ عمل کی جان ہوتے ہیں۔عربوں میں بھی بہت سے ایسے دم جھاڑے چلا کر
تے تھے جن کے معنی واضح نہیں تھے لیکن اپنے میدان میں ان کے اثرات مسلمہ تھے
۔ایسی طرح دیگر زبانوں میں بھی بہت سے لوگ جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور جو عبارت
پڑھتے ہیں اس کے معنی کسی ڈھنگ سے بھی میزان کسوٹی پر پورے نہیں اترتے۔ ہمارے
ہاں عمومی طور پر دیہاتی لوگ بچہ کی پسلی چلنے کا جھاڑا کرتے ہیں اور اہل دیہات دور و
نزدیک سے اپنے بچوں کو دم کرانے آتے ہیں مشاہداتی طور پر بچے تندرست بھی ہو جاتے
ہیں۔

گرو چیلہ کا چکر

مشرقی علوم استاد شاگرد یا گرو چیلہ کے توسط سے آگے بڑھے ہیں، ویدوں اور پرانوں میں
یہی طریقہ برتا گیا۔اہل یونان اور اس سے پہلے ہونے والے تہذیبوں میں بھی اس کے
شواہد ملتے ہیں۔طویل عرصہ تک استاد کی خدمت میں رہ کر علوم وفنون میں پختگی حاصل کی
جاتی تھی۔زندگی کے مختلف موڑوں پر سوال و جواب ہوتے تھے استاد اپنے شاگرد کو ان
رموز سے آگاہ کیا کرتا تھا۔مشرقی لوگوں میں ایسے لوگوں کی بہت زیادہ قدر ہوا کرتی ہے جو
استادوں کی خدمت میں رہ کر اپنے فن میں عبور حاصل کریں۔آج بھی کسی معاملہ اگر کوئی
اچھی کارکردگی کا ظاہرہ کرے تو بے ساختہ منہ سے نکلتا ہے ''کسی استاد کا چنڈا ہوا ہے
'' یا فخریہ کہا جاتا ہے ''ہم نے استاد کی جوتیاں سیدھی کی ہیں'' مشرقی ادبیات میں گرو چیلے
کے تعلق کو عظیم اور پختگی کی علامت کے طور پر جانا جاتا ہے۔یہ بات نہیں کہ انسان بغیر استاد

کے کچھ حاصل نہیں کر سکتا، حاصل ضرور کر لیتا ہے لیکن اس میں پختگی اور اعتماد بہت دیر بعد
پیدا ہوا کرتا ہے۔ساری زندگی استاد کی کمی کا احساس ہوتا رہتا ہے۔استاد تو وہ مسیحا ہوتا ہے
جس کا تصور ہی شاہراہ زندگی کا راہنما ہوتا ہے۔استاد زندگی کی اونچ نیچ سے اپنے شاگرد کو
آگاہ کرتا ہے۔روحانی علوم تو ایسی بات ہیں کہ ان میں ان دیکھی باتوں کو سیکھنا پڑتا ہے عمومی
طور پر ظاہری علوم وفنون میں بھی یہی صورت حال ہوتی ہے، استادی شاگردی میں بہت
سے اسرار و رموز کھل کر سامنے آتے ہیں۔استاد کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ میں اس
کی زندگی کا نچوڑ ہوتا ہے۔شاگرد جو کام بہت محنت ومشقت کے بعد حاصل کرتا ہے استاد کی
موجودگی اور اس کی زندگی کے تجربات ایک نشست میں کھل جاتے ہیں، انسان بہت ساری
محنت و مشقت اور سرمایہ کے ضیاع اور وقت کی بربادی سے بچ جاتا ہے۔یہ بھی دیکھا گیا
ہے جہاں بھی انسان کسی معاملہ میں الجھتا ہے تو اپنے استاد کی طرف رجوع کرتا ہے۔

پرانی رسومات اور مذہب کی تبدیلی

ہم لوگ لوگ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے لیکن اسلام سیکھنے سے گریزاں رہے اس وجہ سے
زندگی کی شاہرات پر انہیں خطوط پر گامزن رہے جو ہنود کے مذہبی خطوط تھے۔ ہندو
روحانیت اور ان کے جنتر منتر ہماری زندگی کا اہم عنصر رہے۔ہمارے بڑے بوڑھے ایسے
کام کرتے رہے جو ہندو کرتے تھے۔بات ہو رہی تھی گرو چیلہ اور استاد شاگرد کی۔
روحانیات میں گرو ایسے رموز سے واقف ہوتا ہے جو اس میدان میں سامنے آتے ہیں وہی
وہ تجربات ہوتے ہیں جو کامیابی کی طرف مشیر ہوتے ہیں، خطوط منزل متعین کرتے ہیں
۔دوسری بات یہ کہ جب انسان وظائف و چلہ جات کی وادی میں قدم رکھتا ہے تو ایسے سفر پر
روانہ ہوتا ہے جہاں آشائش کی امید کے ساتھ ساتھ راہزنوں کا خطرہ بھی قدم بقدم ساتھ
ساتھ چلتا ہے۔رنگ ونور کی دنیا کا یہ مسافر کہیں سراب کا شکار نہ ہو جائے اس لئے استاد کی

راہنمائی اسے بھکنے سے محفوظ رکھتی ہے۔ جب اس سفر میں ایک حد تک جا پہنچتا ہے تو اس پر اس دنیا کے اسرار و رموز کھلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ شاگرد استاد کی لگائی ہوئی عینک سے دیکھتا ہے اسے وہی کچھ دکھائی دیتا ہے جو استاد کی مرضی ہوتی ہے۔ پختہ قسم کے لوگ اپنے شاگردوں کی نگرانی میں بہت احتیاط برتتے ہیں۔ محتاط شاگرد اپنے استادہ کی ہدایات کو حرز جان بنائے رکھتے ہیں اور زندگی میں جتنے چاہیں آگے نکل جائیں لیکن یہ بتانے میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ یہ کام ہمارے استاد نے یوں کیا تھا اور یہ بات استاد صاحب نے یوں بتائی تھی۔

مغرب کے استاد کا مقام

مغرب میں استاد کا وہ مقام نہیں جو مشرقی لوگ دیتے ہیں، اس لئے ان کے مزاج و عادات الگ ہیں ان کے طریق کار ہر معاملہ جداگانہ ہیں۔ مشرقی لوگوں میں بخل اور امساک اتنا زیادہ نہ ہوتا، کاش یہ برائی دور ہو جائے تو مشرقی ذہن کے اعلیٰ تجربات سے آنے والی نسلیں مستفید ہو سکیں گے۔ پہلے لوگ امساک اور بخل کی وجہ سے شہرت پاتے تھے اور ایک عمل یا نسخہ کی بنیاد پر وہ لوگ اپنی پوجا کرایا کرتے تھے لیکن اب وقت کا دھارا بدل چلا ہے اب زندگی اور بقا اسے ہی ملے گی تو اظہار کریگا۔ یا یوں کہہ لیں پہلے امسا کی دور تھا اس میں خیر محسوس کی جاتی تھی۔ لیکن اب اظہار کا دور ہے جو اپنے علوم کا اظہار کریگا اس کی قدر ہوگی اسے پزیرائی ملے گی۔ مگر بہت سے لوگ اب بھی اس روش پر کاربند ہیں۔ حالانکہ یہ جہالت ہے ہمارے ایک دوست نے کسی معمر حکیم سے کہا ''باباجی آپ عمر کے جس حصے میں ہیں یہ رخصتی کی عمر ہوتی ہے آپ اپنے زندگی کے تجربات سے لوگوں کو آگاہ کردیں تاکہ صدقہ جاریہ بن جائے''۔ اس کا باباجی کا جواب تھا ''پتر میں اپنے استاد دے گوں تو ہتے نیں پھیر علم لیا سی میں توانوں ایویں ای دیدیاں'' کہ میں اپنے استاد کی بہت خدمت اور

پاخانہ پیشاب صاف کر کے علم حاصل کیا میں تمہیں وہ علم مفت میں دیدوں؟۔

جادوگر کامیاب کیوں نہیں ہوسکتا؟

قرآن کریم نے جادوگر کے بارہ میں واضح طور پر کہا ہے کہ جادوگر کامیاب نہیں ہوسکتا وہ جہت سے بھی آئیگا ناکام ہوگا۔ جب کہ ساحر اس بات کا مدعی ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے اور سحر کی تخریبی سرگرمیاں اتنی زیادہ ہوچکی ہیں کہ معاشرے کا ہر دوسرا انسان جادو کے خوف سے سہما ہوا ہے۔ اگر قرآن کریم کا دعوی سچا ہے یقیناً سچا ہے تو پھر حاملین قرآن کریم جادو کے فولادی پنجہ میں کیوں جکڑے ہوئے ہیں؟ یہ ایک سوال ہے جو ہر کسی کے ذہن میں تازیانہ بن کر برس رہا ہے۔

قرآن کریم کے دعویٰ صادق کو کسی حال میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ حاملین قرآن کریم اس طرف توجہ نہیں کرتے یا پھر وہ ان قواعد سے نابلد ہیں جو جادو کے بطلان کے لئے ضروری ہیں۔ قرآن کریم ایسی ہستی کا کلام ہے جو تمام طاقتوں کا منبع و مخزن ہے اس نے جو دعویٰ کیا ہے اس کا مستحق بھی ہے کیونکہ اس کے علم ہے کہ جادو میں جو قواعد برتے جاتے ہیں جو اس کلام کے مقابلہ میں بہت بودے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان طاقتوں کے استعمال سے واقف ہوجائے تو سمجھو وہ جادو کے توڑ کا بھی ماہر بن کیا گیا۔ جادوئی کلام کتنا بھی طاقت ور ہو جائے لیکن اس کے کلام سے بہرحال کم زور ہی ہوگا جو سب کلاموں میں تاثیر بخشتا ہے۔ اگر اس معنی میں لیا جائے کہ جو آدمی جادو کے بنیادی اصولوں سے واقف ہوگا اور مہارت پیدا کریگا اس سے جادوگر جیت نہیں سکتا۔ یعنی جو انسان قرآن کے ساتھ ساتھ جادوئی اصولوں سے بھی واقف ہوگا وہ جادو پر بھاری ہوگا کیونکہ جو علم جادو کے پاس ہے اس سے وہ بھی واقف ہوگا اور قرآنی آیات کی تاثیر مستزاد ہوگی۔ جب یہ دونوں قوتیں جمع

ہوجایئں گی تو جادوگر ایسے صاحب علم کے سامنے کیسے ٹھہر سکتا ہے؟ اگر ایسا نہ بھی ہو تو قران کریم کے قاری کو پڑھتے وقت اتنا ایسا وجدان نصیب ہوجائے جو قران کا خاصہ ہے تو اس پر بھی جادو کا اثر نہ ہوسکے گا۔

ایک صحابی کے بارہ میں آتا ہے انہوں نے تلاوت شروع فرمائی تو ان کا گھوڑا بدکنے لگا۔ جب تلاوت بند کی تو سکون میں آ گیا دوبارہ پڑھنا شروع کیا تو پھر وہی کیفیت طاری ہوگئی۔ جب صورت حال دربار نبوت میں پیش ہوئی تو فرمایا وہ ملائکہ تھے اگر تلاوت بند نہ کی جاتی تو لوگ مدینہ کی گلیوں میں فرشتوں سے مصافحہ کرتے [مستدرک حاکم 4/443 عبد الرزاق 4182 طبرانی کبیر فضائل 1,563 فضائل القران للفریابی 1/92]

قوت کے سر چشمے

جب انسان اس کیفیت میں چلا جاتا ہے ان منابع سے رابطہ قائم ہوجاتا ہے جہاں سے قوتیں جنم لیتی ہیں، جہاں روحانیات کے چشمے بہتے ہیں، جہاں تک جادوگر کی رسائی نہیں ہوتی، جہاں شیاطین کے پر جلتے ہیں۔ نوارنیت کا یہ عالم ہوتا کہ کوئی بھی سفلی قوت اس کی تاب نہیں لاسکتی۔ لیکن عام پڑھنے والوں کو اتنا استغراق فی التلاوت نصیب نہیں ہوتا۔ جب علوی وسفلی قوتوں کا ٹکراؤ ہوتا تو ہمیشہ جیت علوی طاقتوں کی ہوا کرتی ہے لیکن اس طرف توجہ نہیں جاتی قران کو طوطوں کی طرح رٹا یا جاتا ہے، اسی انداز میں نماز میں پڑھا جاتا اور یہی کیفیت تلاوت کے وقت ہوتی ہے۔ قران فہمی اور قرانی روح کو پہنچنا اتنا مشکل نہیں ہے، بشرط کہ اس طرف توجہ کی جائے۔ قرانی تاثیر سے پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہوجاتے ہیں (سورہ الحشر) پھر جادوگر کی کیا مجال جو قرانی تاثیر کا سامنا کرسکے۔ مگر افسوس کہ اس غیر فانی عطیہ خداوندی سے مسلمانوں نے سوا حلف لینے دینے کے اور عدالتی کٹہروں میں حلف لینے کے ہر طرف سے آنکھ موندھ لی ہیں۔ جس چیز کو التفات و پزیرائی نہ بخشا جائے وہ کیسے

مؤثر ہوسکتی ہے؟ اس لئے قران کا اعلان کہ جادوگر کسی بھی انداز میں آئے کامیاب نہیں ہوسکتا حق ہے۔ لیکن مسلمان اس سے کام نہ لے سکے۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ قران کریم کو جھاڑ پھونک کی کتاب سمجھ لیا جائے، مگر اس جہت سے بھی اگر استفادہ کرلیا جائے تو کیا مضائقہ ہے۔

کلام نورانی کی مثال

سیدھی سی مثال ہے قران کریم کی تلاوت سے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور فرشتے اپنے ساتھ رحمت لیکر نازل ہوتے ہیں۔ بخلاف دیگر پڑھایؤں کے ان سے شیاطین وجنات کا نزول ہوتا ہے جب فرشتے آتے ہیں تو رحمت وبرکت چھوڑ کر جاتے اور جب شیاطین آتے تو نحوست بے برکتی کے ساتھ لاتے ہیں اور بیچینی اور بے حسی چھوڑ کر جاتے ہیں۔ یہ کسی خاص ترکیب یا خاص معاملہ میں نہیں ہوتا بلکہ قران کی تلاوت سے پیدا ہونے والی نورانیت فرشتوں کے غذا ہے اور جہاں کسی کی مطلوب غذ ملتی ہے وہاں ضرور جاتا ہے ایسے اناپ شناپ کلام شیاطین کے لئے کشش رکھتے ہیں جب ان کا جاپ کیا جاتا ہے تو ان کا ورود ہوتا ہے۔

گھریلو بے برکتی، ایک خاص نکتہ

حدیث مبارکہ میں بیت الخلاء جانے اور فراغت کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں موجود ہیں۔ گندگی اور قاذورات کی جگہ پر شیاطین کا ہجوم ہوتا ہے۔ پہلے باہر کھلی جگہ پر قضائے حاجت کے لئے جایا کرتے تھے اس جگہ کچھ لوگوں کو شیطانی اثرات کی شکایات ہوجاتی تھیں۔ لیکن آج کل لوگوں نے بیت الخلاء گھروں میں بنالئے ہیں غفلت کی وجہ سے دعاؤں کی طرف دھیان نہیں جاتا بیت الخلاء میں رہنے والے جناتی ہجوم کو زیادہ جدوجہد کی ضرورت نہیں پڑتی بے دھڑک گھروں میں گھسنے لگے ہیں ممکن ہے یہی وجہ ہو کہ گھر گھر میں

بے برکتی ،لڑائی جھگڑے، بے چینی، کاروبار کی بندش۔طویل علالت رشتوں میں رکاوٹ جیسے واقعات پیدائش کا سبب ہوں۔

سال ہا سال تک مسحور کیوں تندرست نہیں ہوتے ؟

عملیاتی زندگی جہاں بہت سی باتیں دیکھنے کوملیں وہاں ایک بات یہ بھی سامنے آئی کہ مسحور لوگ سال ہا سال تک ٹھیک ہونے میں نہیں آتے اور سب سے پہلے نئے عامل کو پرانے لوگوں کی یا اپنے معالجہ کی کہانی سناتے ہیں ،حال سے کہتے ہیں پہلے جتنے بھی ملے وہ سب فراڈئے تھے اب آپ کو مسیحا سمجھ کر آئے ہیں ہمارا علاج کیجئے جو خرچہ ہوگا دیں گے جو پرہیز دیں گے ان پر سختی سے کار بند ہونگے ،ہمیں تو صرف اپنے علاج سے غرض سے اگر تم نے ہمارا مرض دور کر دیا تو تمہیں خوش کر دیں گے وغیرہ وغیرہ۔اگلی سطور کا مطالعہ کریں۔

ماخذ ومصادر

باب ۵
القران الکریم
روحانیت کیا ہے؟
رجوع ہمزاد
مقدمہ ابن خلدون
[مستدرک حاکم 4/443 عبدالرزاق 4182 طبرانی کبیر فضائل 1,563 فضائل القران للفریابی 1/92]

6

عاملین اور مریضوں کی اقسام

مریضوں کی قسمیں:

مریض تین قسم کے ہوتے ہیں (1) مریضوں کی ایک قسم وہ ہوتی ہے جو ٹھیک ہونا ہی نہیں چاہتی ایک عامل کے پاس ٹکتے ہی نہیں ایک دو روز کے بعد نئے عامل کے پاس چلے جاتے ہیں، ایسے مریضوں کا علاج ممکن نہیں ہوتا کیونکہ یہ علاج کرنا ہی نہیں چاہتے، ایسے مریض خود تو پریشان ہوتے ہی ہیں مگر عاملین کی بدنامی کا سبب بنتے ہیں یہ روحانی نہیں نفسیاتی مریض ہوتے ہیں۔ انہیں کسی ماہر نفسیات کی ضرورت ہوتی ہے۔یاد رکھئے جو مریض دوسرے عاملوں کی بدخوئی کریگا وہ ضرور آپ کو بھی تختہ مشن بنائے گا، ایسے مریض کا کیس لیتے ہوئے خوب سوچ لینا چاہئے۔ اس کے ساتھ معاملات طے کر لینے چاہیئں تا کہ بعد میں کوفت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(2) مریضوں کی دوسری قسم وہ ہے جو ٹھیک تو ہونا چاہتی ہے لیکن بدقسمتی سے انہیں عامل نہیں، ٹھگ ملتے ہیں جو اُن کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر ان کی جمع پونجی سمٹ کر چلتے بن تے ہیں یہ لوگ توجہ چاہتے ہیں اور ہمدردی کے مستحق ہوتے ہیں ان کے ساتھ عامل کو خصوصی شفقت کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ جہاں تک ہو سکے خیر خواہی کریں جو کر سکتے ہیں کر گزریں۔ایسے لوگ بہت جلد صحت یاب ہوتے ہیں اور سچے خدمت گزار ثابت ہوتے

ہیں کیونکہ یہ حقیقی مریض اور علاج کے خواہش مند ہوتے ہیں جہاں تک ہوسکتا ہے یہ عامل کو حق خدمت بھی ادا کرتے ہیں۔

(3) تیسری قسم کے مریض وہ ہوتے ہیں جو آدھے سے زیادہ خود عامل ہوتے ہیں جنہیں کوئی جچتا ہی نہیں سب سے پہلے خود اپنا علاج کرتے ہیں، اس کے بعد پھر ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہیں جہاں یقین ہوتا ہے کہ آنہ ٹکا خرچہ نہ آئے گا۔ وہ لوگ بھی پڑھائی دیکر چلتا کرتے ہیں۔ ایسے لوگ طویل عرصہ تک اپنی دانشمندی کا خمیازہ بھگتتے ہیں کیونکہ صحیح اور اصولوں پر مبنی علاج سے وہ کنی کتراتے ہیں اور بد پرہیزی کے خوگر ہوتے ہیں۔ ایسے مریضوں کے پاس ناکارہ چلہ وظائف اور عملیات کا وافر ذخیرہ موجود ہوتا ہے۔ بلکہ جس عامل کے پاس جاتے ہیں اسے بھی دو چار وظایف تحفہ میں دے آتے ہیں۔ ان لوگوں کی ایک نشانی یہ ہوتی ہے نئے عامل کے پاس آکر کہتے ہیں'' جناب کتابوں میں تو سب جھوٹ لکھا ہے، اگر آپ کے پاس کوئی مجرب عمل ہو تو ہماری مدد کیجئے ورنہ کتابیں باتوں پر ہمیں یقین نہیں رہا، میرے پاس فلاں کتاب بھی ہے، فلاں بھی خریدی ہے فلاں کی کاپی میرے پاس موجود ہے۔ ایک کتاب میں نے فلاں دوست کے پاس دیکھی تھی اس سے بھی خاص خاص نسخے اور عمل نوٹ کر لئے تھے۔ لیکن ایک بھی کار آمد نہیں ہے کتابیں باتیں تو سب جھوٹ کا پلندہ ہیں'' اسی پر بس نہیں کرتے وقت کے مشہور عاملین اور بزرگوں کے وظائف بھی ان کی بیاض کا حصہ ہوتے ہیں ایسے مریضوں کا علاج کرنے کے بجائے ان سے نسخہ جات لیجئے اور ان کے علمی مرتبہ کی داد دیجئے۔ ایک وقت ایسا بھی دیکھنے کو ملے گا کہ یہ مریضوں ترقی کرکے چھوٹے موٹے پیر یا عمل بن بیٹھتے ہیں۔ جن کتابوں کو یہ جھوٹ کا پلندہ بتاتے ہیں انہی کتابوں کے لکھے ہوئے نسخوں کو عوام الناس پر آزمانے لگتے ہیں ان کی کوشش ہوتی ہے کہ الٹا سیدھا جو کچھ بھی ملے کر گزرے۔ پھر یہ لوگ لمبی چوڑی تسبیحات میں

لگ جاتے ہیں۔ یہ تو ہوئیں مریضوں کی اقسام چلئے ہم آپ کو عاملین کی بھی قسمیں بیان کئے دیتے ہیں۔

عاملین کی اقسام

عامل لوگ بھی تین گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں بالترتیب درج ذیل ہیں۔

(1) عاملین کی پہلی قسم تو وہ ہوتی ہے جو عملیات کی بنیاد اور قواعد سے واقف ہوتے ہیں ریاضتیں کرتے اور اساتذہ کی خدمت میں رہ کر عملیاتی فنون میں مہارت حاصل کرتے ہیں اور زندگی کا بہت سا حصہ عملیات کی نظر کئے ہوتے ہیں ایسے لوگ جہاں بھی ہوں اور جس طبقہ و قوم و مذہب سے تعلق رکھتے ہوں اپنے میدان کے شہسوار ہوتے ہیں ان پر عملیاتی طور پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ ایسے لوگ ان پراسراری قوتوں کے مالک ہوتے ہیں جو مادی جہاں میں کارفرما دکھائی دیتی ہیں۔ اگر دوست ہوں تو فائدہ بھی دیتے ہیں، اگر دشمنی ہو تو نقصان بھی پہنچاتے ہیں۔ لیکن ایسے لوگ کمیاب ہوتے ہیں۔

(2) عاملین کی دوسری قسم ایسے لوگ ہیں جو کسی استاد کے آگے نہیں جھکے ہوتے لیکن اپنے شوق اور طلب کے بل بوتے پر اور کتابوں کے سہارے اناپ شناپ کام شروع کر دیتے ہیں یہ لوگ کسی حد تک مریض کے ساتھ مخلص ہوتے ہیں مگر معمولی سی حق الخدمت کی بھی تمنا رکھتے ہیں، اگر کوئی نہ بھی دے تو یہ اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ اگر یہ کام ہو گیا تو میرا سکہ چل جائے گا۔ ایسا اناڑی عامل ایک مریض کی اتنی خدمت کر دیتا ہے کہ اچھے عامل اتنی خدمت پیسے لیکر بھی نہیں کرتے۔ ایسے لوگ طویل مدت کے بعد اعتماد حاصل کر پاتے ہیں انہیں کتابی نسخوں پر بہت اعتماد ہوتا ہے۔ کتابوں کی لکھی ہوئی عبارات کو یہ حتمی سمجھتے ہیں، کتابوں میں دعوے کئے گئے ہوتے ہیں یہی دعوے اس کی زبان سے بھی جاری ہو جاتے ہیں۔ انہیں ہر بزرگ اور ہر عامل سے امید ہوتی ہے کوئی چھوٹا موٹا عمل مل جائے یا کسی عمل

کی اجازت مل جائے تو کام چلالیں گے۔ایسے لوگ ساری زندگی پختگی حاصل نہیں کر پاتے جہاں کہیں حسب منشا نتائج نہ نکلے وہیں پر ان کی جان پر بن آتی ہے۔

ایسے لوگ عطائیوں میں شمار کے لائق ہیں۔ان سے مستند علاج کی توقع فضول ہے۔ایسے لوگوں میں مساجد میں بیٹھے ہوئے لوگ، مدرسین، ریٹائرڈ حضرات اور قانون سے بھاگے ہوئے افراداور معاشی طور پر قلاش لوگ ہوتے ہیں۔کیونکہ یہ لوگ معاشرتی طور پر مسائل کا شکار ہوتے ہیں اوران کے پاس وقت بھی ہوتا ہے اور الٹے سیدھے کاموں سے خوف بھی نہیں کھاتے۔ان لوگوں سے عمومی طور پر عوام انس بھی رکھتے ہیں۔اس لئے ان کا دال دلیا چل جاتا ہے۔جیسے جیسے تجربات ہوتے جاتے ویسے ویسے ان کے ہاں کچھ نسخے معمولات بنتے جاتے ہیں۔ایسے لوگ اندھے کی لاٹھی ہوتے ہیں جسے برے بھلے کی تمیز نہیں ہوا کرتی انہیں جو عمل بھی ملے نوری ناری خاکی آبی بادی جادوئی نوری یہ لوگ کر لیتے ہیں۔

(3) تیسری قسم کے عامل وہ لوگ ہوتے ہیں جن کا عملیاتی دنیا سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا مگر چالاک ہوتے ہیں،شعبدہ بازی اور چھوٹے موٹے ہاتھ کی صفائی سے ہونے والے کام اور نیرنجیات اور چند جڑی بوٹیوں سے واقف ہوتے ہیں انہیں عامل نہیں ،ٹھگ کہنا زیادہ مناسب ہوگا،ایسے لوگ گھروں اور کاروباری مقامات سے کھدائی کروا کر تعویذات نکالتے ہیں،انڈوں پر لکھے ہوئے نام برآمد کراتے ہیں۔بکرا وغیرہ کا ہدیہ طلب کرتے ہیں،کئی کئی ماہ تک ان کا کھاتہ چلتا ہے لیکن مریض جوں کے توں رہتا ہے مگر ان کی جادوگریاں اور شعبدہ بازیاں،روز نت نیا رنگ دکھاتی ہیں۔ایسے لوگ ہر محکمہ میں موجود ہوتے ہیں۔ان سے خدا کی پناہ گھروں کا صفایا کر دیتے ہیں۔

جادو کے بارہ غلط فہمیاں

جادو اور اعمال مخفیہ کے بارہ نامکمل معلومات کی بنا پر جادو سے متعلقہ پر اسرار کہانیاں معاشرہ

میں پھیلی ہوئی ہیں۔ایسے عجیب وغریب قصص و کہانیاں سننے کو ملتی ہیں۔لوگوں میں ایسی باتیں سرایت کر چکی ہیں کہ اگر کسی جادوگر سے بیان کی جائیں تو وہ بھی انہیں ناممکن قرار دے،یہی وجہ ہے کہ جادو کا نام سنتے ہی لوگوں کی سانسیں پھولنا شروع ہو جاتی ہیں۔جادوگر عالم طبعی میں ایسے تغیرات پیدا نہیں کرسکتا کہ کسی چیز کو قوانین فطرت کے بندھن سے کسی کو آزاد کرسکیں۔قوانین قدرت اٹل ہوتے ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں لاسکتا اگر کوئی مخفی طاقتوں سے کام لیتا بھی ہے تو اسی قدر کہ عام لوگ ایسا نہ کرسکیں۔اس اعتبار سے جادو کی قوت تسلیم کی جاسکتی ہے کہ وہ ایسے قوانیں سے آشنا ہے جن سے دوسرے ناواقف ہیں، ضروری نہیں کہ ان قوانین سے دوسرا کوئی واقفیت پیدا ہی نہیں کرسکتا جو بھی ان قوانین کو جان لیگا وہی ایسے اثرات مرتب کرلیگا،جو ایک جادوگر کرتا ہے۔جادو سے ہی کیا ہر فن کا یہی حال ہے کہ اس فن کا ماہر جو کام کرسکتا ہے وہ دوسرے انسان نہیں کرسکتے اس لئے ماہر فن نے اس میں مہارت پیدا کی ہے زندگی کا قیمتی وقت صرف کیا ہے۔ایک خاص توجہ اور انہاک سے اس فن میں مہارت پیدا کی ہے۔

جادو کے بارہ میں بے لاگ تبصرہ

ایک انگریز مصنف’’Frazer‘‘فریزر۔نے علوم مخفی سحریات وغیرہ میں بہت کام کیا تھا اس پر مستقل کتاب بھی لکھی تھی اہل علم نے ان کی اس کاوش کو سراہا لیکن جادو کے بارہ میں مبالغہ آمیزی کو نظر استحسان سے نہیں دیکھا[قصۃ الحضارہ 1/174]کسی بھی معاملہ ایک حد تک جاسکتا ہے اس سے آگے انسان سوچتا ضرور ہے لیکن عملی دنیا میں اس مثالیں شاذ ہیں۔ بہرحال ایک بات تو واضح ہوئی کہ جادو کے بارہ میں جو مافوق الفطرت کہانیاں بیان کی جاتی ہیں،یہ سب مبالغہ آرائی ہیں۔اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ جادو سے بہت کچھ تخریب و تعمیر کی جاسکتی ہیں لیکن سب کچھ جادو سے نہیں کیا جاسکتا۔یہی وجہ ہے کہ جادوگر تعلقات

رزق اور کشائش اسباب کے سلسلہ میں ہمیشہ تنگ دامن رہے ہیں، آج بھی جولوگ جادو کا کام کرتے ہیں انہیں ہمیشہ رزق کے معاملہ تنگدستی پیش رہتی ہے۔ اگر یہ لوگ سب کچھ کرسکتے ہوتے تو سب سے پہلے یہ خودخوشحال ہوتے، پائی پائی سے تہی دامن نہ ہوتے اس کا زندہ ثبوت ان کے کالے کرتوت ہیں کہ معمولی معمولی پیسوں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر دوسروں کا بیڑہ غرق کردیتے ہیں۔ ان کی مثال کبڑی مائی کی طرح ہوتی ہے کہ جس سے پوچھا گیا مائی تیرا کوب نکل جائے یہ اچھا ہے یا پھر ساری دنیا کبڑی ہوجائے یہ اچھا ہے؟ بوڑھی نے کہا۔ پہلے ساری دنیا کبڑی ہو۔ میں اس نظارہ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کروں پھر میرا کوب نکلے۔ ایسے ہی کام ساحر کرتا ہے خود تو تہی دامن ہوتا ہی ہے اس کی کوشش ہوتی ہے کہ دوسرے بھی کوڑی کوڑی کے محتاج ہوجائیں۔

یہ نفسیاتی معاملہ ہے کہ محروم لوگ دوسروں کی تکالیف کو دیکھ کر محظوظ ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ تو دوسروں کی تباہی میں اتنی زیادہ دل چسپی لیتے ہیں اس کے لئے انہیں کچھ مشقتیں بھی اٹھانی پڑیں تو پروانہیں کرتے۔ مشاہداتی امر ہے کہ جادوگر بہت کم خوشحال ہوتے ہیں، بہت کم اولادنصیب ہوتی ہے۔ لوگوں سے تعلقات بہت کم ہوتے ہیں اوران کے گھروں میں خوشی کم میسر آتی ہے۔ کیونکہ جادوگر سے اٹھنے والی منحوس لہریں ان چیزوں کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ جب یہ دوسروں کے لئے تخریب پیدا کرتی ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے اثرات ان کے اپنے گھر میں نہ پڑیں؟

مسحور کا پڑھائی کرنا نقصان دیتا ہے

اکثر عاملین آنے والے سحرزدہ مریضوں کو پڑھائی وغیرہ تجویز کردیتے ہیں کہ فلاں سورت یا آیت اتنی بار فلاں وقت پڑھ لیا کرو جادو ختم ہوجائیگا۔ یہ پڑھتے رہو جادو نہیں ہوگا۔ لیکن مشاہدات وتجربات بتاتے ہیں ایسے لوگ جادو کی لپیٹ میں پہلے سے بھی زیادہ آجاتے ہیں

جو علامت پہلے کمزور حالت میں ظاہر ہوا کرتی تھیں، ذکر و ورد کے بعد ان میں نمایاں اضافہ ہوجاتا ہے۔ وہ لوگ ہر وقت پڑھائی میں مشغول رہتے ہیں لیکن نقصانات پہلے سے بھی زیادہ سامنے آنا شروع ہوجاتے ہیں۔ یہ کیوں ہوتا ہے؟ اس کا جواب بہت عرصہ سے حل طلب ہے۔ بہت سے لوگوں سے یہ سوال کیا گیا، جواب میں کہا جاتا ہے ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟

آئیے اس سوال کا کوئی حل تلاش کرتے ہیں۔ سب سے پہلے آپ کو جادو کی کیفیت اور اس سے پیدا ہونے والے اثرات کو سمجھنا ہوگا۔ جادوگر اپنے عمل کے بل بوتے پر جن اعضاو اعصاب پر قابو پاتا ہے، جن اعصاب کو معطل کرتا ہے، وہ گردن کے پیچھے والے اعصاب اور حرام مغز ہوتا ہے جس کا تمام بدن انسانی محتاج ہوتا ہے، وہ اس میں خلل ڈالتا ہے جس سے دماغ اور جسم کا رشتہ کمزور ہوجاتا ہے، مریض مستقل غنودگی اور بے خودی کی کیفیت میں رہتا ہے، اپنے کاموں میں دماغ کو صحیح انداز میں استعمال نہیں کرسکتا۔ اس پر خوف کی کیفیت طاری رہتی ہے، ماحول کا صحیح ادراک نہیں کرسکتا۔ اس کی قوت مدافعت اور قوت برداشت، قوت فیصلہ مفلوج ہوکر رہ جاتی ہے۔ وہ کائناتی شعاعیں جو صحت وتندرستی کے لئے ضروری ہوتی ہیں پوری طرح اس تک نہیں پہنچ پاتیں جس کی وجہ سے اس کا پورا نظام درہم برہم ہوکر رہ جاتا ہے جیسے بخار والے کو میٹھا بھی کڑوا معلوم ہوتا ہے، ایسے ہی مسحور کو ہر آدمی غلط دکھائی دینے لگتا ہے، خود تو فیصلہ کر نہیں سکتا مگر دوسروں کے فیصلوں بھی شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے، ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس پر کوئی اعتبار کرتا ہے، نہ وہ کسی پر بھروسہ کرنے پر آمادہ ہوتا ہے یوں وہ معاشرتی طور پر تنہا ہوکر رہ جاتا ہے، قوت فیصلہ کے فقدان کی وجہ سے کام غلط ہونے لگتے ہیں لہذا معاشی ومعاشرتی طور پر وہ تباہ ہوکر رہ جاتا ہے۔ جولوگ اس کے ساتھ اخلاص برتتے ہیں ان سے ایسا رویہ اختیار کرتا کہ وہ بدظن ہوکر اس سے کنارہ

کشی اختیار کر لیتے ہیں نتیجہ سب کے سامنے ہوتا۔

جادو والے مریض اعصابی کمزوری کا شکار ہو جاتے ہیں

دراصل ایسے مریض کے اعصابی نظام میں ایک قسم کا تغیر واقع ہو جاتا ہے، جو ایک روحانی خمیر کی مانند ہوتا ہے جب تک اسے صاف نہ کیا جائے اس وقت تک ہر قسم کا علاج وبال جان بنا رہتا ہے جیسے دہی کے برتن کو صاف کئے بغیر اس میں دودھ بھر دیا جائے تو دودھ پھٹے گا یا پھر دہی بنے گا۔ اس میں تازہ دودھ ڈالو۔ اس میں گرم دودھ ڈالو، رات کا دودھ ڈالو، اس کا نتیجہ یہی برآمد ہوگا۔ اس کے قوی میں جو خلل جادو کی وجہ سے آچکا ہے وہ ایک قسم کا خمیر ہے جو منفی روحانی قوت کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے، اسے دور کرنا ہوگا۔ اگر وہ خلل دور نہ ہوا تو مریض جو پڑھائی بھی کریگا فائدہ کے بجائے نقصان ہوگا کیونکہ پڑھائی کے لامحالہ اثرات مرتب ہوتے ہیں، اس بحث نہیں کہ وہ پڑھائی کالے پیلے اور چٹے علم خواہ کسی بھی نوعیت کی ہو جادوئی خمیر اسے اپنے انداز میں ڈھال لیتا ہے۔ اگر مسحور کی طاقت اتنی زیادہ ہوتی تو اس پر کسی کا جادو اثر نہ کر سکتا لیکن جادوگر کی قوت اس سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے اس لئے اس کا عمل اثر انداز ہو کر اس کی زندگی میں خلل پیدا کر دیتا ہے۔ جو مسحور کو صحت کی حالت میں بیماری مبتلاء کر دیتا ہے اور اس کے اعمال سے پیدا ہونے والے اثرات کو اپنے ڈھب میں کیوں نہیں لا سکتا؟

بس یہی وہ نکتہ ہے جسے جس انداز میں بھی چاہو سمجھ لو۔ اس کے علاوہ یہ نکتہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ جادوگر اس پر جادو کرتا ہے جو قوت کے لحاظ سے کمتر ہو جو قوت میں بڑھا ہوا ہو اس پر کبھی جادو اثر نہیں کرتا۔ رہی یہ بات کہ جادو کا توڑ کیوں نہیں ہوتا؟ جب کہ وہی آیات عامل بھی تلاوت کرتا ہے اور مریض بھی تو اثرات مختلف کیوں سامنے آتے ہیں؟

اس کی بنیاد وہی نکتہ ہے جو ہم نے سابقہ سطور میں سمجھا دیا ہے اگر اس نکتہ کو سمجھ لیا جائے تو جادوگر کے مقابلہ میں کبھی ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑیگا اگر یہ نکتہ ذہن سے نکال دیا تو سمجھو وہی نتیجہ برآمد ہوگا جو سب کے سامنے بارہا آچکا ہے۔ اس جگہ آیات و وظائف کے اثر پر بحث نہیں کر رہا، میں اثر ہونے والے نکتہ پر زور دے رہا ہوں اگر ایسا انداز اختیار نہ کیا گیا تو سمجھو عاملین کی اقسام میں سے جو لوگ عملیاتی کتب کو جھوٹ کا پلندہ کہتے ہیں آپ کی رائے ان کے ساتھ ہوگی اگر انسان کسی کام کو قواعد و ضوابط کے تحت پورا کرے تو اس کا نتیجہ حسب منشا سامنے آتا ہے اگر صحیح راستہ اختیار کیا جائے تو چاہے اس راستہ میں بظاہر طوالت ہی کیوں نہ ہو لیکن جلد یا بدیر وہ منزل تک پہنچا ہی دیتا ہے بصورت دیگر منزل کی سمت کا تعین بھی مشکل ہوتا ہے۔

عاملیں سے گزارش

عاملین حضرات سے گزارش ہے کہ وہ مریضوں کو پڑھائی دینے کے بجائے ان پر عملیاتی توجہ سے کام لیں تاکہ ان کے دکھوں کا مداوا ہو سکے، جو لوگ بلا سوچے سمجھے ایسا کرتے ہیں وہ مریضوں پر ظلم کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو اپنے رویے تبدیل کر دینے چاہیئں، اگر مریض ان آیات کے اثرات کو اپنے حق میں استعمال کی استعداد رکھتا ہوتا تو کبھی عامل کے پاس چل کر نہ آتا، عامل کے پاس آنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ان پیدا شدہ اثرات کا مقابلہ نہیں کر سکتا، اس لئے عامل سے عمل کرانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ آپ کوئی آیت پڑھتے ہیں یا کسی چیز کا وظیفہ کرتے ہیں اس کے اثرات لامحالہ پیدا ہوتے ہیں جن الفاظ کا ورد کیا جائے ان میں تاثیر پیدا ہوتی ہے، عامل انہیں اثرات کے بل بوتے پر مریضوں کا علاج معالجہ کرتا ہے لیکن مریض ان آیات کے اثرات کو صحیح انداز میں اپنے حق میں استعمال کرنے سے قاصر ہوتا ہے اس لئے نقصان اٹھاتا ہے۔

صاحب استعداد لوگ

البتہ ایسے صاحب استعداد لوگ جو روحانی طاقت تو جادوگر سے زیادہ رکھتے ہیں لیکن وہ علاج و معالجہ اور ان طریقوں سے ناواقف ہوتے ہیں اگر انہیں صحیح انداز سے اوراد و وظائف بتائے جائیں تو بے شک ایسے ان آیات سے مستفید ہوسکتے ہیں، اپنے اوپر ہونے والے جادو کو پلٹا بھی سکتے ہیں، اس کا توڑ بھی کرسکتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کے پاس قوت تو بہت زیادہ ہوتی ہے لیکن شعور نہیں ہوتا ان کی مناسب تربیت کر کے بہت سے روحانی کام لئے جاسکتے ہیں۔ یہ لوگ اس بات کے مستحق ہوتے ہیں کہ انہیں شعور دیا جائے انہیں بیساکھیوں کے بجائے پاؤں دئے جائیں لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے کیونکہ ہر عامل اپنے عمل اور اس کے اثرا میں اپنی روزی کے سوتے پھوٹتے ہوئے محسوس ہوتے، ان کے نزدیک عمل بتانا یا کسی کو شعور دینا اپنے پیٹ پر لات مارنے والی بات ہوتی ہے۔ یاللعجب والی اللہ المشتکی،

ماخذ و مصادر

القران الکریم۔۔قصة الحضارة

7

جادگر انسانی وجود میں کیا اثرات پیدا کرتا ہے

بنیادی طور پر جادوئی عمل کی بنیاد پر انسانی اعصاب کو جکڑا جاتا ہے اور پورے اعصابی جال کو اس انداز میں ڈھال دیا جاتا ہے کہ انسان باہر کے حالات سے تو درکنار اپنے جسم میں ہو نے والے تغیرات کو ٹھیک طریقے پر محسوس نہیں کرسکتا۔ مسحور کا دماغ ماؤف کردیا جاتا ہے ایسا لگتا ہے کہ دماغ سویا ہوا ہے۔ اگر کوئی حاذق انسان جسمانی طور پر پیدا ہونے والے تغیرات کو ادویات یا خوراک کے ذریعہ قابو میں کرلے تو وہ بھی جادو کا علاج کرسکتا ہے جو اعصابی کمزوری کا علاج ہے وہی جادو کے مریض کے لئے بھی مؤثر ہوسکتا ہے۔ تجربات میں یہ بات سامنے آئی اس طرف سوچا تو یہ نکتہ ذہن میں آیا کہ اعصابی کمزوری میں استعمال ہونے والی ادویات جادوئی علامات میں بھی مؤثر ہوسکتی ہیں۔ ہمارے حکیم دوست نے بتایا کہ سم الفار کے مرکبات بالخصوص مفید ہونے کی گواہی دی ہے۔

عاملین کا غیر محتاط رویہ

عاملین جب کسی جادوئی مریض کو دیکھتے ہیں کہ اس پر علامات پوری طرح ظاہر ہوچکی ہیں تو اعلان کردیتے ہیں کہ اس مریض کا علاج کوئی ڈاکٹر اور حکیم نہیں کرسکتا کیونکہ یہ روحانی علاج ہے اور ڈاکٹر حضرات اور حکیم لوگ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے لہذا اس کا علاج کسی عامل سے ہی کرنا ہوگا ورنہ کہیں سے اس کا علاج نہ ہوسکے گا۔ لیکن کچھ دن بعد وہی مریض صحت یاب ہوکر جب اس عامل سے ملتا ہے تو اسکی طرف حقارت آمیز زہر آلود مسکراہٹ کے ساتھ دیکھتے ہوئے کہتا ہے۔ عامل صاحب دیکھو میں نے ہسپتال سے علاج کرایا ہے اور میں

صحت یاب ہو چکا ہوں، اگر تم سچے تھے تو ڈاکٹروں نے میرا علاج کیسے کر دیا؟ تمہارا دعوی جھوٹ تھا۔ دوسری طرف عامل کے پاس بھی اس کا کوئی مؤثر جواب نہیں ہوتا، وہ بھی اپنی عملیاتی بنیادوں کو متزلزل دیکھتا ہے، اپنے عمل کو شک کی نگاہوں سے دیکھنے لگتا ہے، یہ مصیبت ناگہانی اس وقت آتی ہے جب عامل عملیاتی قواعد وضوابط سے نابلد ہوتا ہے، شاید یہی وجہ سے ہے اکثر عامل حکیم بھی ہوتے ہیں، اکثر حکیم عامل ہوتے ہیں لیکن شہرت صرف یکجہتی ہوتی ہے، عاملین کو چاہئے کہ وہ انسانی جسم کی ماہیت اور اس میں ہونے والے تغیرات کو سمجھیں تا کہ خفت سے بچ سکیں۔ رہی بات شفایابی کی تو اس کا کوئی دعوے دار نہیں ہے، کوئی ڈاکٹر و حکیم جسے کسی مریض کو گارنٹی نہیں دے سکتا، اسی طرح عامل بھی کسی کی صحت کے بارہ میں دعوی نہیں کر سکتا صحیح ہونا اور تندرستی واپس لوٹنا الگ ہے جو کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے یہ تو جس نے مرض دیا ہے وہی شفا بھی دیتا ہے، عامل حکیم سیانے اور ڈاکٹر لوگ شفا نہیں دیا کرتے ان کا کام علاج و معالجہ ہے، اگر صحیح انداز میں کیا جائے تو اس کا صلہ صحت ہوا کرتی ہے ان لوگوں کا کام تو صحیح انداز میں تشخیص کر کے اصولوں کے مطابق کام کرنا ہے جو لوگ اسے اپنے ذمہ داری سمجھتے ہیں مسیحا کہلاتے ہیں۔

عامل کی قوت کیسے کام کرتی ہے؟

ایک عامل کی روحانی قوت مریض کے لئے مسیحا کا کام دیتی ہے۔ ہزاروں مریض اس سے امید وابسطہ رکھتے ہیں، آخر اتنی ساری قوت آتی کہاں سے ہے؟ ایک جناتی مریض کے لئے مستقل وقت کے ضرورت ہے۔ اسی طرح جادو کے مریض کا علاج قوت کے بل بوتے پر کیا جاتا ہے ایک ساتھ میں بہت سے مریض آتے اور ان کے کیسوں کی نوعیت مختلف ہوا کرتی ہے اگر سب کے سب مریض بھی ہوں تو بھی اتنے بندوں کے یومیہ قوت فراہم کرنا بہت بڑا کام ہے یہ محفوظ قوت کہاں پیدا ہوتی ہے اور کہاں ذخیرہ رہتی ہے؟ کس انداز میں

کام کرتی ہے؟

عامل کی قوت ارادی تخلیقی مرتبہ رکھتی ہے، جو عامل سوچتا ہے وہی چیز ظہور پزیر ہو جاتی ہے انسان کے اندر ایک زرّہ روح ربی کا بھی موجود ہے، رب کا کام پالنا اور خالق کا کام پیدا کرنا ہے جو یہ دونوں کام کرے وہ خالق بھی ہے، رب بھی۔ خالق نے اسے اپنا خلیفہ بنایا اس کے اندر بے پناہ صلاحیتیں ودیعت فرما دیں، لاکھوں سال اس دھرتی انسان حکومت کرتا رہا، اس نے مختلف علوم وفنون کی داغ بیل ڈالی اور ایسے ایسے علوم تخلیق کئے جن کے بل بوتے پر کچھ بھی کیا جا سکتا ہے۔ آج جو کائناتی حسن اور علوم کے ذخیرے اور بے پناہ تخلیقات بکھری نظر آتی ہیں یہ انسانی ذہن کی معمولی سی تفسیر ہیں، اہل علم کہتے ہیں انسان ابھی تک اپنی صلاحتیوں کا دس فیصد بھی استعمال نہ کر سکا، جس دن اسے اپنا وجود و دماغ پوری طرح استعمال کرنا آ گیا اسی دن سمجھو کارہستی کی ہیئت تبدیل ہو جائے گی۔ عامل بھی معمولی سا تخلیق کار ہوتا ہے۔ جو ہر روز نئے نئے شاہکار تراشتا ہے اور لوگوں کے لئے تسکین کا سامان مہیا کرتا ہے۔ بات طویل ہو گئی۔

بحث تھی کہ عامل اپنی قوت کو کیسے بروئے کار لاتا ہے؟ عامل دراصل ایک ہنر کا ماہر ہوتا ہے صلاحتییں ہر انسان میں موجود ہوتی ہیں لیکن انہیں اس کا ادراک نہیں ہوتا۔ جب عامل کسی ضرورت مند یا مریض سے کہتا ہے کہ جاؤ میں نے تمہارا کام کر دیا، طالب کو بھی یقین ہوتا ہے کہ عامل جو کہتا وہ ہو جاتا ہے۔ بس اتنی سی کہانی ہے۔ عامل کے الفاظ مریض کے لئے آسرا بن جاتے ہیں اور مریض کی خفتہ طاقتیں بیدار ہو جاتی ہیں، عامل کے الفاظ کو پورا کرنے کی تدبیریں □ تلاش کر دیتی ہیں، انسان کی یہ طاقتیں بے پناہ صلاحتیوں کی حامل ہوتی ہیں ان طاقتوں اور صلاحیتوں کے آگے کائنات میں کوئی ناممکن نہیں ہوتی۔ جس اصول کے تحت عامل۔ عامل بنا ہے۔ اسی اصول کے تحت مریض اپنے مرض سے چھٹکارا حاصل کرتا

ہے یعنی جب تک کسی فرد کو یقین نہیں ہوجاتا کہ وہ عامل بن سکتا ہے یا بن گیا ہے اس وقت تک علاج ومعالجہ کی طرف اس کا دھیان نہیں جاتا، عامل بننے والا فرد ہر قسم کی ریاضتیں کرکے اپنے آپ کو یقین دلاتا ہے کہ آج تو اس قابل بن گیا ہے کہ تو عامل کہلا سکے یا لوگوں کے علاج ومعالجہ میں قدم رکھ سکے۔ جب اسے یقین ہوجاتا ہے تو اس کے بعد شفائی اثرات اس کے ہاتھ نمودار ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔

شعاعوں کے کے اثرات

یہی میں کہنا چاہ رہا ہوں کہ عامل مریض میں وہی کیفیات پیدا کردیتا ہے جو عمل کے روز پر عامل نے اپنے اندر بیدار کی تھیں۔ عامل کا عمل یا اس کے کہے ہوئے الفاظ مریض کے لئے راستہ متعین کرتے ہیں، عامل جو کہتا ہے مریض اس پر یقین کرلیتا ہے اور اس کی خفیہ طاقتیں وہ کام کردکھاتی ہیں جو بہت دنوں سے اٹکا ہوا ہوتا ہے بات تو اس یقین کی جو عامل کے الفاظ نے مریض کے اندر پیدا کیا ہے۔ جب تک عامل کو یقین نہ تھا کہ وہ علاج کرسکتا ہے اس وقت تک وہ علاج کے قابل اپنے آپ کو نہ پاتا تھا۔ جب چلوں وظائف دیگر اوراد میں سر کھپائی کی تو اسے یقین ہوچلا کہ میں نے وہ کوائف پورے کردئے ہیں جو ایک عامل کے ہونے چاہئیں لہذا اب میں بھی عامل ہوں چنانچہ وہ علاج ومعالجہ شروع کردیتا ہے، یہی کیفیت مریض کی ہوتی ہے کہ میں اپنا علاج نہیں کرسکتا لہذا مجھے کسی بڑے عامل سے رجوع کرنا چاہئے جب وہ میلوں سفر طے کرنے کے بعد عامل تک پہنچتا ہے، وقت، پیسہ برباد کرتا ہے، دقتیں اٹھا کر عامل کے دروازے پر جاکے دستک دیتا ہے تو وہ آدھا ٹھیک ہوچکا ہوتا ہے کیونکہ اس کا یقین اور بھروسہ اتنا طاقت ور ہوتا ہے باوجود بیماری کے اسے اتنے طویل سفر کرنے پر مجبور کردیتا ہے۔ اس یقین کی پختگی کے لئے چند دھونی کے لئے فتیلے، پینے کے لئے نقش۔ باندھنے کے لئے تعویذات کافی ہوتے ہیں۔

صحت یابی میں نفسیاتی اثر

رہی سہی کثر مریضوں کا ہجوم پوری کردیتا ہے، آنے والا سوچتا ہے کہ یہ ضرور کوئی بڑی ہستی ہیں جن کے در پر اتنی کثیر تعداد میں جمگھٹا لگا ہوا ہے۔ آنے والوں میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو تعریفوں کے پل باندھنا، بندے سے معبود تک زقند لگانے کا فن جانتے ہیں، جن کے پاس سنی سنائی اساطیر وکہانیوں کا بڑا ذخیرہ ہوتا ہے، سالوں پہلے ہونے والا واقعہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہوا ہوتا ہے، اجنبی لوگوں میں بہت سے ایسے بھی ہوتے ہیں ہر عقل سے بعد اور حقائق سے دور باتوں کی بھی دل وجان سے تصدیق کرتے ہیں، شواہد کے طور پر مزید تائیدی قصص وواقعات پیش کردئے تے ہیں۔ جو لوگ ہماری باتوں پر یقین نہ کریں وہ کسی عامل ڈیرہ/ خانقاہ/ کسی مزار/ بزرگ کی ڈھیری۔ یا کسی ولی کی درگاہ پر جاکر ان باتوں کی تصدیق فرمالیں، جو لوگ ان باتوں سے متأثر نہیں ہوتے وہ بڑے بڑے عاملوں سے ٹھیک نہیں ہوتے کیونکہ ان کی بے یقینی ان کے مقاصد میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ دراصل انسان جو ارادہ لیکر نکلتا ہے اسے سہارا دینے کے لئے وہ کسی عامل جادوگر کسی بزرگ کسی مزار کی طرف چلتا ہے وہاں سے اپنی دلی سوچ کے مطابق جو چاہتا ہے لیکر آتا ہے۔

نفسیاتی اطمنان کے اثرات

روحانی علوم کسی نہ سمجھ میں نہ بھی آئیں روشن خیال انہیں تسلیم نہ بھی کریں لیکن بڑے بڑے نامور ڈاکٹر اور حکیم ایسے مریضوں کے معالجہ سے عاجز رہے جن پر انہیں اعتماد نہ تھا، جب کہ ہزاروں لوگ یومیہ ان سے فیض پارہے ہوتے ہیں، شکی مزاج کے لئے ان کا علاج بھی غیر مؤثر رہتا ہے، جدید نفسیات بھی اس بات کی گواہ ہے جو مریض مطمین نہ ہو اس کا ڈاکٹر علاج نہیں کرسکتا شاذ ہی اس کے برعکس مثالیں ملیں گی۔

بس عامل دو قوتوں سے کام لیتا ہے ایک تو اس کی اپنی ریاضیتی قوتیں ہوتی ہیں، دوسری مریض کی قوت ہوتی ہے جسے مریض شعوری و لاشعوری انداز میں بروئے کار لاتا ہے، جو لوگ اس نکتہ کو سمجھ لیں گے ان کے لئے عملیاتی اصولوں کا سمجھنا آسان ہوجائے گا، یہ بات کبھی فراموش نہ کریں لوگوں سے تسلیم کرانے سے پہلے انسان کو پہلے خود کو ماننا پڑیگا کہ میں اس کام کام کے قابل ہوں۔ جس بات کو آپ کا اپنا ذہن تسلیم نہیں کر رہا اس کی توقع فضول ہے کہ لوگ اسے مانیں گے۔ سب سے پہلے اپنی قابلیت کو خود مانو اس کے بعد لوگوں سے توقع رکھو کہ وہ آپ کو مانیں؟

پوشیدہ باتیں معلوم کرنے کا حالومہ

کہانت اور دیگر ذرائع سے حاصل ہونے والی معلومات انسانی حیرت کے لئے کافی تھیں، اکثر اوقات ان میں قصد و ارادہ کو دخل نہ ہوتا تھا مگر جب نفس بعض امور کی طرف مائل و متوجہ ہوتا ہے تو قصد و میلان کی وجہ سے بھی کچھ باتیں معلوم ہوجاتی ہیں، صوفیاء کی کتابوں اس قسم کے بہت سے امور زیر بحث آتے ہیں مثلاً کتاب الغایت میں چند اسماء کا ذکر آیا ہے جو بوقت خواب پڑھے جاتے ہیں، ان کے اثر سے خواب میں وہ چیزیں نظر آتی ہیں جن کو انسان دیکھنا اور معلوم کرنا چاہتا ہے، ان الفاظ خواب آور کو اہل ریاضت اپنی اصطلاح میں ''حالومہ'' کہتے ہیں مسلمہ کی اسی کتاب الغایت میں ایک حالومہ لکھا ہے۔ اس کا نام ''حالومہ طباع تام'' رکھا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ بوقت خواب فراغ دل و توجہ تام سے ان عجمی کلمات کو ادا کرے 'تماغس بعد ان یسواد وغداس نوفنا غادس' ساتھ ساتھ اپنی حاجت بیان کرے، ان الفاظ کے اثر سے خواب میں اس کے سوال کا جواب صاف صاف اس کو مل جائیگا۔ سنا ہے کہ ایک شخص نے روزوں اور عبادت کے بعد یہ الفاظ بوقت خواب ادا کئے، خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص اس کے سامنے آکر کہتا ہے۔ میں

تیری طبیعت تامہ ہوں، پھر سونے والے نے اس اجنبی سے سوالات کئے اس نے ان کا تسلی بخش جواب دیا (ابن خلدون کہتے ہیں) میں نے خود اِن الفاظ کے اثر سے خواب میں عجیب و غریب باتیں دیکھیں جن باتوں کا معلوم کرنا چاہتا تھا وہ سب میرے علم میں آگیئں لیکن واقعات مذکور اس بات کی بھی دلیل نہیں کہ خواب کا ارادہ و قصد کرنے والا لا محالہ خواب دیکھے، یہ حالومہ جات نفس میں صرف خواب دکھائی دینے کی استعداد پیدا کرتے ہیں استعداد جس قدر قوی ہوتی ہے اسی قدر اس شے کے حصول کی زیادہ امید بندھتی ہے جس کے لئے یہ استعداد پیدا کی گئی ہے۔ مگر استعداد کا وجود مستعد لہ (جس کے لئے استعداد پیدا کی گئی ہے) کے وجود کی دلیل نہیں ہے۔ استعداد پر قدرت اور چیز ہے اور مستعد لہ پر قدرت اور چیز۔ لہٰذا ان حقائق کو بخوبی ذہن نشین کر لیجئے [مقدمہ ابن خلدون نہج نبوت پر بحث صفحہ 129]

مجذوب لوگ

مجذوب لوگ بہت سے انسانوں کی توجہ کے مستحق ٹھہرے ہیں اور کچھ لوگوں کا تو معمول ہوتا ہے کہ وہ مجذوبوں سے اپنے امور میں استمداد کے خواہاں ہوتے ہیں۔ مجذوب لوگ گوکہ حواس ظاہری سے بےخبر ہوتے ہیں۔ گروہ صوفیا میں ایسے لوگوں کو ''بہالیل'' کہا جاتا ہے، یہ لوگ دیوانوں سے ملتے ہیں لیکن اہل ذوق نے اس بات کا پتہ چلایا ہے کہ یہ دیوانے مقامات ولایت پر فائز ہوتے ہیں مگر شریعت کی طرف سے مکلف نہیں ہوتے کیونکہ تکلف تو حواس والے پر ہوتا ہے، یہ لوگ عقل سے بری ہوتے ہیں جس کی بنا ہر تکلف شرعی سے چھوٹے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ توجہ الی اللہ سے بےخبر نہیں ہوتے یہ لوگ پیدائشی طور پر عقل سے بری ہوتے ہیں، جب کہ دیوانے لوگ بیماری یا کسی عارضہ کی بنا کر عقل سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ مجذوب لوگ بہت سی باتیں غیبی امور سے ظاہر کر دیتے ہیں اور جاننے والے

جانتے ہیں کہ ان کی بڑبڑاہٹ کی کیا اسرار پنہا ہوتے ہیں ایسے لوگ جب کچھ بولتے ہیں تو سمجھنے والے سمجھ جاتے ہیں۔ پاکستان میں بہت سے لوگوں مجذوبوں کے ڈیروں کا طواف کرتے رہتے ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے جب مجذوب کچھ بولتے ہیں تو وہی کچھ ظہور میں بھی آتا ہے کیونکہ ایسے لوگ قدرتی طور پر اس حال میں ہوتے ہیں جو امور غیبیہ کے شوقین مصنوع طور پر طاری کرتے ہیں۔

منعکس ہونا

روحانیت میں انسانی دل کو آئینہ خانہ کہا جاتا ہے جو انسان کے دل میں ہوتا ہے وہی دوسروں پر منعکس کرتا ہے مگر اس چیز کے خفیہ پہلو اتنے زیادہ اور اہم ہیں گو کہ مشرق والے کسی حد تک اسے استعمال کرتے رہے مگر سمجھ نہ پائے۔ آپ کے دل کے اندر جو چیز بیٹھی ہوئی اسی کے مطابق دوسرے آپ سے برتاؤ کریں گے اگر گفتگو کے دوران آپ کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ مخالف آپ کی بات نہیں مانے گا تو حقیقتاً ایسا ہی ظہور میں آئے گا کیونکہ زیادہ توانائی رکھنے والا اپنے خیالات کو دوسروں پر منعکس کر دیتا ہے اگر تھوڑی سی مشق کر لیں تو خیال کو ٹھونسا بھی جا سکتا ہے۔

انسان اللہ کا نائب ہے

انسان اللہ کا نائب ہے اس میں بہت زیادہ طاقت ہے اور انسان اس بے پناہ طاقت جسکو مختلف طریقوں سے کام لاتا ہے، کیا دیکھتے نہیں کہ فرشتوں سے سجدہ کرایا گیا اس کی ضرورت ہی کیا تھی؟ آخر کچھ تو بھید ہے؟ کیونکہ انسان جیسے جیسے ترقی کرتا جاتا ہے روحانی صلاحیت ترقی کرتی جاتی ہے اسی طاقت سے کسی جگہ پر موجود لوگوں کو خاموش کرا سکتے ہیں اسی انعکاس کا اثر انسان سے بڑھ کر جانوروں تک متعدی ہوتا ہے۔ جب جانور جنگل میں رہتے ہیں تو بہت سی بیماریوں سے بچے رہتے ہیں جیسے بچہ جننے کے وقت کی تکلیف یہ سب

انسانی صحبت اور انعکاس کا اثر ہے کیا دیکھتے نہیں روحانیت والے طالبین روحانیت کو لوگوں سے دور تنہائی میں کھینچ کر چلہ کراتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ طالب دوسروں کے انعکاس سے بچ کر اپنی اندرونی آواز سنے اور ان چیزوں سے بچے جنہیں شعوری و لاشعوری طور پر قبول کرتا رہتا ہے اسے اپنی اور دوسروں کی سوچ میں فرق ہی محسوس نہیں ہوتا، روحانیت والوں کے نزدیک ہر چیز۔ درخت پہاڑ وغیرہ میں بھی روح موجود ہوتی ہے اور اس کا اظہار طاقتور روحانیت والوں کے سامنے ہوتا رہتا ہے۔

روحانیت کی بیداری

جب انسانی روحانیت طاقتور ہو جاتی ہے تو اس سے خوارق کا اظہار ہوتا ہے جو کچھ بھی آپ ماننے لگتے ہیں وہی کچھ ہونے لگتا ہے۔ فاصلوں پر موجود ہونا کئی جگہ اکٹھے موجود ہونا۔ اپنے پورے جسم سمیت غائب ہو جانا۔ وقت کو لمبا یا چھوٹا کر دینا۔ دور سے چیزیں لے آنا آن کی آن میں طویل فاصلہ طے کر لینا۔ بہت سے ایسے کام ہوتے ہیں جنہیں زندہ روحانی کرتے ہیں کئی بار کرنے والا خود بھی نہیں جانتا کہ اس نے کیا کر دیا ہے۔ انسانی روحانی ارتقاء میں ہے ابھی تک آدھے سے بھی زیادہ دماغ ایسا پڑا ہے جو ابھی تک استعمال ہی نہیں ہوا قدرت کوئی چیز فالتو پیدا نہیں کرتی۔ صدیوں پہلے جو لوگ کام نہیں کر سکے یا جو کیا کرتے تھے ہم انہیں مافوق الفطرت کہتے ہیں آج ان کاموں کو لوگ کرنے لگے ہیں اور آج جتنا کام کرتے ہیں صدیوں بعد اس سے کہیں زیادہ کریں گے۔

اندرونی طاقت کے کرشمے

اندرونی طاقت کسی بھی پیر سے زیادہ طاقت ور ہوا کرتی ہے اگر یہ کام شروع کر دے تو کسی پیر کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ انعکاس کا ہی نتیجہ ہوتا روحانی لوگوں کی صحبت میں رہ کر انسانی ایسی باتیں محسوس کرنے لگتا ہے جو عام طور اس کی سمجھ و سوچ سے ماوراء ہوتی ہیں لیکن

ان روحانی محافل میں ایسا عمومی طور پر دیکھنے میں آتا ہے۔
انسان میں اسی طرح اور بھی بہت سی صلاحتیں پائی جاتی ہیں جن کا لاشعوری طور پر وہ مظاہرہ کرتا رہتا ہے جیسے کچھ لوگوں کے گھروں میں پڑی ہوئی چیزیں جیسے برتن وغیرہ ہوا میں اڑ جانا، آس پاس کی شیشے کی چیزیں خود بخود ٹوٹ کر گر جانا۔ پیسوں کا گم ہونا، کسی پر سیانے یا جادو کا اثر ہونا، ایسی ہی اور بھی بہت سی ایسی صلاحتیں انسان میں موجود ہیں، یہ صلاحتیں کسی مخصوص ذہنی کیفیت یا جذباتی حالت میں ظاہر ہوتی ہیں۔ بہت سے لوگ ان باتوں کو جنات سحر وغیرہ کا اثر کہتے ہیں جب کہ یہ ان کی اپنی خفیہ طاقتیں ہوتی ہیں جن کا اظہار مختلف کیفیات میں وہ خود کرتے ہیں، مگر انہیں اس بات کا ادراک وشعور نہیں ہوتا اس لئے پریشان رہتے ہیں۔۔

جن چیزوں کا خیال ذہن میں بیٹھ جاتا ہے ظاہری حالات اسی انداز میں ڈھل جاتے ہیں، ایک اناڑی اور روحانی راستہ سے ناآشنا ان باتوں سے پریشان ہوتا ہے لیکن جو انسانی روحانی معلومات رکھتا ہے اسی اندازہ ہوتا ہے کہ ان خفیہ طاقتوں کا استعمال کا کیا محل ہے؟
بہت سے ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن میں قدرتی طور پر روحانی بالیدگی بہت زیادہ ہوتی ہے لیکن انہیں صحیح راستہ نہ ملنے کی وجہ سے وہ لوگ پریشان ہوتے ہیں۔ روحانی معاملات تو ہر ایک ساتھ ہوتے رہتے ہیں اور لوگ روحانی طاقت کو کسی نہ کسی انداز میں خارج کرتے رہتے ہیں یا کسی کو یوں ہی دے آتے ہیں۔

ہم دوسروں کے پاس کیوں جاتے ہیں؟

بات نئی ہے ممکن ہے سمجھ میں نہ آئے۔ ایک انسان حالات کی وجہ سے بہت زیادہ پریشان ہے وہ ان حالات سے عاجز ہو کر کسی روحانی شخصیت کے در پے جاتا ہے اس سے بحث نہیں کہ وہ روحانی زندہ ہے یا مر چکا ہے اپنا مسئلہ لیکر وہاں جاتا ہے اور اس سے اپنی عقیدت کا

اظہار کرتا ہے جو طریقہ اظہار عقیدت کا رائج ہو اس کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالتا ہے، منتیں مانتا ہے مجاوروں کی دست بوسی کرتا ہے انہیں نذرانے پیش کرتا ہے دیگیں دیتا ہے۔ زندہ لوگوں کی خدمت میں لگا رہتا ہے۔ ایسا کیوں کرتا ہے؟ اس سے کیا ہوتا ہے؟ اس طریقے سے لوگ دو طرح کے طبقات میں بٹ جاتے ہیں، ایک تو وہ ہوتے ہیں جو دل سے ان باتوں کو نہیں مانتے کسی کے کہنے یا مجبور کرنے پر ایسا کرتے ہیں ایسے لوگوں کو کچھ نہیں ملتا یہ جیسے آئے تھے ایسے ہی واپس جاتے ہیں کیونکہ جن کی روحانیت کام میں سب سے بڑی رکاوٹ بن جاتی ہے جسے وہ تسلیم ہی نہیں کرتا اس سے فیض کیا ملے گا؟
دوسری قسم کے لوگ وہ ہوتے ہیں جو روحانی شخصیت سے متأثر ہوتے ہیں وہ جیسا سوچ کر آتے ہیں انہیں وہی کچھ ملتا ہے۔ جب کہ ضرورت مند دونوں ہی تھے اصل میں یہ دونوں اپنی اپنی روحانیت کے مطابق اپنی ضرورتیں پوری کرتے ہیں، ایک آدمی جاتا ہے کسی درگاہ یا مزار پر وہ پڑھتا پڑھاتا ہے جہاں پہلے سے کچھ روحانیت کام کر رہی ہوتی ہے اس روحانیت میں مزید اضافہ کرکے چلا آتا ہے جہاں اور بھی بہت سے لوگوں نے اپنا حصہ ڈالا ہوتا ہے یہ بھی ڈال آتا ہے۔ اس کا کام ہو جاتا ہے۔
جب بہت سے لوگ ایک کام کرنے لگ جائیں یا کسی بات کو ماننے لگ پڑیں تو وہی کچھ ظہور میں آنے لگتا ہے جو وہ سوچتے ہیں۔ یعنی اپنی روحانی صلاحتیوں کو وہ کس انداز میں بروئے کار لاتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا یقین ہوتا ہے کہ فلاں مزار یا درگاہ پر اگر منت مانی جائے تو فلاں مسئلہ میں حاجت روائی ہوتی ہے۔ پہلے ایک کرتا ہے پھر وہی کام دوسرا کرتا ہے، یہ سلسلہ آگے بڑھ جاتا ہے تو لوگوں کا ہجوم امنڈ آتا ہے اور ایک جیسی تمنا لیکر آنے والے مراد پوری کراتے ہیں اور چلے جاتے ہیں یہ سلسلہ جب طول پکڑتا ہے تو دور نزدیک سب ہی لوگ اپنی مرادیں لیکر پہنچنا شروع ہو جاتے ہیں۔ انسان ہونے میں تو سب برابر

ہیں، ہر انسان کے اندر روحانیت موجود ہوتی ہے، اگر اچھے انداز میں اس کی دیکھ بھال کی جائے تو اس سے کام بھی لیا جاسکتا ہے۔ چاہے منتشر حالت میں ہی کیوں نہ ہو، موجود تو ہر ایک میں ہے جب اس کا اظہار ہوتا ہے تو اس کے لئے کسی راستے یا ہدایت کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ عام لوگ مزاروں اور درگاہوں کو اس کے کام کے لئے منتخب کرتے ہیں وہاں جاکر وہ روحانیت کو ظاہر کرتے ہیں، پوری توجہ وانہماک سے اپنی ضرورت کا سوچتے اور دعا کرتے ہیں، ضرورت پوری کراکے لوٹتے ہیں، جب وہ لوگ مزار سے ہوآتے ہیں تو ان کے اندر ایک اطمنان پیدا ہوجاتا ہے، جو کام وہ پریشانی اور منتشر ذہن کے ساتھ نہ کرسکے وہ اطمنان اور یکسوئی سے کرنے لگ جاتے ہیں کیونکہ ان کا یقین ہوتا ہے کہ منت ماننے سے اور درگاہ کی حاضری سے ان کا کام ضرور ہوجائیگا۔

مزاروں پر جانا:

جو لوگ مزاروں پر جاتے ہیں اپنی توجہ اور دعاؤں سے درگاہ کی روحانیت میں اضافہ کرکے آتے ہیں، جہاں ہزاروں لوگوں کی روحانیت کام کررہی ہو وہاں پر قبولیت کے آثار بہت زیادہ ہوتے ہیں، لیکن ان باتوں کا بہت کم لوگوں کو علم ہوتا ہے اس لیئے وہ صرف اتنا سمجھتے ہیں کہ ہم نے ہی مزار والے سے فیض پایا ہے، دیکر کچھ بھی نہیں آئے لیکن ہوتا ایسا ہی ہے جیسا ہم نے بتایا ہے۔ ممکن ہے کچھ عقیدت مند ہمارے مندرجہ جات کو استحسان کی نگاہ سے نہ دیکھیں گے لیکن اسے آپ ایسے لوگوں پر بھی تطبیق کرسکتے ہیں جو ابھی دنیا میں موجود ہیں اور پیر بننے کے لئے ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔

ایک آدمی دم جھاڑا شروع کردیتا ہے رفتہ رفتہ اس کے دائرہ کار میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ جو پہلے گمنام ہوتا ہے کچھ ہی دنوں میں وہ شہرت کی بلندی پر پہنچ جاتا ہے۔ اس کی وجہ بھی وہی ہے جو ہم نے بیان کی کہ ہر آنے والا اپنی روحانیت کا معمولی کا حصہ وہاں چھوڑ جاتا ہے،

رفتہ رفتہ وہ قطرہ سمندر میں بدل جاتا ہے۔ کام تو اسی وقت ہوگیا ہوتا ہے جب اس کے ذہن وروحانیت نے یقین کرلیا ہے کہ اب یہ کام ہوگا، اس کام کے بعد یکسوئی پیدا ہوجاتی ہے، تمام وسائل کو بروئے کار لاکے وہ کام پوری توجہ سے کرتا ہے نتیجہ مراد پوری ہے۔ اگر درگاہ یا مزار میں یہ چیز پائی جاتی تو ہر آنے والا مراد سے جھولیاں بھر کے جاتا ہے، آخر اس میں کیا راز ہے کہ عقیدت مندت ہیں مرادیں پاتے ہیں دوسرے محروم رہے ہیں اگر ایسی بات نہیں تو اور کیا ہے؟

سادہ سی مثال

ہم لوگ دنیا میں رہتے ہیں اور مادی انداز میں معاملات طے کرتے ہیں اسی انداز میں اگر بات کی جائے تو جلد سمجھ میں آجائیگی۔ ایک آدمی پیسے لیکر کسی ایسے دکاندار کے پاس جائیگا جس سے اسے عقیدت نہیں ہے یا اسے اچھا نہیں سمجھتا لیکن دکاندار پیسے لیکر اس کی ضرورت پوری کردیتا ہے کیونکہ اس کے پاس وہ چیز موجود ہے جس کی طلب پیسے دینے والے کو ہے۔ دوسری طرف ایک ایسا دوست ہے جو کاروبار کرتا ہے اس کی بھی دکان ہے یہ دوست پیسے لیکر اس کے پاس جاکے اپنی ضرورت بیان کرتا ہے لیکن مطلوبہ چیز موجود نہ ہونے کی وجہ سے وہ معذوری ظاہر کرتا ہے اس لئے کہ اس کے پاس موجود نہیں ہے، اگر ہوتی تو اس کی ضرورت دوسروں سے پہلے پوری کی جاتی۔ ہوسکتا ہے کچھ پڑھنے والے کہیں کہ روحانیت اور مادیت میں بہت فرق ہے۔ ہم بھی تو یہی کہہ رہے ہیں کہ روحانیت کے معاملات مختلف ہوتے ہیں، جانے والے اپنا توشہ ساتھ لیکر جاتے ہیں البتہ اس انداز سے ان کے رکے ہوئے کام پورے ہوجاتے ہیں۔ انسان ہونے میں جب سب برابر ہوئے اور روحانیت بھی سب میں موجود ہے، فرق ہے تو صرف ڈھنگ اور طریقے کا ہے لازمی نہیں کہ جو بھی مانگا جائے ملتا جائے ایسا ہونے لگے تو قدرت کے کارخانے میں خلل پیدا ہوجائے کیونکہ

مانگنے والے ایسا کچھ مانگتے ہیں اگر دیدیا جائے تو دوسرے تو الگ رہے خود اس کی بربادی کے لئے کافی ہو۔

عبادات انسانی صلاحیتوں کے لئے ضروری ہیں

پہلے کا انسان جب حقیقی مقام و مرتبہ سے پھسلا تو اسے اپنے مقام پر لانے کے لئے پیدا کرنے والے نے ایسے منتخب بندے بھیجے جو بظاہر تو انہی میں سے تھے لیکن ان کی صفات میں بہت تفوق پایا جاتا تھا، انہیں قدرت نے منتخب کر کے بھیجا کہ جا کر گرے ہوئے انسانوں کو ان کا مقام و مرتبہ بتاؤ، ان منتخب نمائندوں میں ایسی صلاحتیں موجود تھیں کہ انہیں مخفی مخلوقات سے رابطہ کرنے اور پیغام ربی وصول کرنے میں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا، ان نورانی ہدایات کو یہ اپنی قوم میں ادا کیا کرتے تھے۔ان لوگوں کے دماغ اعلی درجے کے تھے اور جو مقام انہیں دیا گیا تھا قدرت کے خزانوں میں اعلی جوہر تھا نبوت سے بڑھ کر کوئی اعلی چیز نہیں ہے۔

جادوگروں کی خام خیالی:

جادوگروں نے کم فہمی یا کم علمی کی بنا پر ان لوگوں (انبیاء) کی مخالفت کی یا ان کے سامنے خم ٹھونک کر سامنے آگئے لیکن منہ کی کھائی، ناکام ہوئے، اس کے علاوہ ان کی صلاحیتیں جس طریقے سے پروان چڑھی تھیں اس میں کمزوری اور کجی موجود تھی، اس طریقے میں انسان اپنے اصلی مقام سے گر گیا تھا، ادیان سماوی نے انسانی صلاحیتوں کو اعلی پیمانے پر ابھرنے کے مواقع فراہم کئے ہیں انہیں اس انداز میں پروش کرنے کے طریقے تعلیم کئے ہیں کہ انسان کا اصلی مقام و جوہر کھل کر سامنے آتا ہے، اس کی انا بھی مجروح نہیں ہوتی۔شرائع آسمانی ہر اس رخ کو موڑ دیتی ہیں جس میں نقصان کا پہلو موجود ہو۔جادو کے نام پر ابھرنے والی طاقت کو جس انداز اور طریقے سے بروئے کار لایا جاتا تھا، یا لایا جارہا ہے اس میں ایک

نفرت انگیز پہلو موجود ہے جسے کوئی بھی صاحب عقل تسلیم نہیں کرسکتا، انداز اور سوچ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔اگر نیت بدل جائے تو مقاصد بھی بدل جاتے ہیں ثواب و خطا کا دارومدار نیتوں پر موقوف ہوتا ہے۔

عبادت کا حقیقی فائدہ کیسے ہوتا ہے؟

عبادات سے رب کو تو کچھ فائدہ نہیں ہوتا مگر عابد کو اس میں بیشمار فوائد ملتے ہیں، انتشار ذہنی ختم ہو کر اطمنان کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔یہی وہ کیفیت ہے جو کسی بھی کام، کو اچھے انداز میں پائے تکمیل تک پہنچاتی ہے، انسان حقیقی انداز میں اپنے کام سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ بہت زیادہ اور بے ڈھنگی عبادت سے کم مگر اعلی درجے کی عبادت بہتر ہے کیونکہ ادھورے چھوڑے ہوئے کاموں سے معمولی کیا ہوا مکمل کام بہتر ہوتا ہے۔نماز اور دیگر عبادات کو اس نظر سے دیکھا جائے جو انکی حقیقی غرض وغایت ہے تو حقیقت کھل کر سامنے آجائیگی کہ جو کام ایک انسان دماغی صلاحیتوں کو بیدار کرنے کے لئے طویل طریقوں پر عمل پیرا ہو کر کرتا ہے وہی چیز اچھے اور اعلی انداز میں معمولی وقت میں عبادت کر کے پیدا کی جاسکتی ہے۔اسلام نے اس وقت کے حصول سے ممانعت نہیں کی بلکہ اس غلط روش اور طریقے کو مسترد کیا گیا ہے جو جادو کے نام پر صدیوں سے انسانی ذہن پر چھایا ہوا ہے۔

روحانیت کب بیدار ہوتی ہے؟

جب انسان حقیقی انداز میں عبادات کو اپنا لیتا ہے تو اس کے سامنے وہ راہیں کھلتی ہیں جو دوسرے طریقے سے بمشکل وا ہوتی ہیں۔انسان عبادت میں اپنے دماغی قویٰ کو بہتر انداز میں استعمال کرتا ہے، اگر انسان کو وہ کیفیت نصیب ہوجائے جسکا تقاضہ کیا جارہا۔ان تعبداللہ کانک تراہ (بخاری مسلم) کسی چلے اور وظیفے کی محتاج نہیں رہتی، یہی تو وہ نکتہ ہے جہاں سے قوتوں کا ظہور ہوتا ہے، یکسوئی پیدا ہوتی ہے، جہاں انسانی ذہن اس انداز میں کام

کرنے لگتا ہے کہ اسے اپنی حقیقت دکھائی دینے لگتی ہے، جن لوگوں نے مذہبی روح کو سمجھا ان کا کہنا تھا کہ نماز وہ چیز ہے جس کے ذریعہ سے سب کچھ مل سکتا ہے۔ احادیث ورجال کی کتابوں میں بکثرت واقعات موجود ہیں کہ نماز میں جوان حضرات کی کیفیت ہوا کرتی تھی اس استغراق تک پہنچنے کے لئے دوسرے طریقوں سے عمر بھر وہ کیفیت نصیب نہیں ہوسکتی، جب انسان یکسو ہوجاتا ہے جو سوچتا ہے اس کی سوچ مادی شکل اختیار کرجاتی ہے۔ اصحاب محمد ﷺ نے ایسی کیفیات پیدا کرلی تھیں کہ نماز کی حالت میں جسم میں پیوستہ تیر کھینچ لئے گئے انہیں خبر تک نہ ہوئی ( ) جب انسان اس مقام تک رسائی حاصل کرلیتا ہے تو باخبر دنیا میں ہلچل مچ جاتی ہے۔

عبادات میں پاکی کی اہمیت

اس کے علاوہ یہ صاف شفاف انداز ایسا ہے جس سے کسی نازک طبع کو کراہت پیدا نہیں ہو سکتی کیونکہ تمام نفائس کو ان عبادات میں سمو دیا گیا، ہر وہ بات جسے پاکیزگی و نفاست کہا جا سکے، اختیار کرنے کی ہدایات موجود ہیں۔ ان عبادات کو ایسی ہستی نے مقرر کیا ہے جو اس بات سے باخبر ہے کہ پاکی کا کیا مقام ہے۔ اس سے انسانی طبیعتوں کے علاوہ ملائکہ کو بھی تکلیف ہوتی ہے بالفاظ دیگر کہ وہ ہستیاں جنہیں پیدا کرنے والے نے اس بات پر پابند کیا ہے کہ نظام کائنات کو چلاتا ہے، بدبو، بدنیتی، گندے طریقے انہیں ایذاء پہنچاتے ہیں لہذا روحانی طور پر ایسا انداز اختیار کیا جائے جو نفیس طبائع کے لئے گرانی کا سبب نہ بن سکے۔
میرا مقصد اس تحریر یہ ہرگز نہیں ہے کہ میں پڑھنے والوں کو جادوئی تو تعلیم پر ابھار رہا ہوں یا اس کی تحریص پیدا کررہا ہوں حاشا وکلا ایسی بات ہرگز نہیں لیکن بات کو سمجھانا مقصود ہے کہ جس جادو سے ہر دوسرا انسان نالاں وخائف ہے اس کی حقیقت ہے کیا؟ کیا کوئی دوسری راہ ایسی موجود نہیں کہ انہیں قوتوں کو پیدار کرکے ان سے مستفید ہوا جاسکے یا ایک جادوگر کے

شر سے محفوظ رہا جاسکے۔ جادو جس انداز میں جاری و ساری ہے اور اس کا جو تصور انسانی ذہنوں میں پایا جاتا ہے واقعی اس قابل ہے کہ اسے کراہت کی نگاہ سے دیکھا جائے اور اسے حرام کے زمرے میں جگہ دی جائے۔

شرائع آسمانی کا جادو کے بارہ میں فیصلہ

شرائع آسمانی نے جو فیصلہ جادو کے بارہ میں دیا یہ اسی قابل تھا یا کم از کم وہ طریقہ جس پر چل کر ایک جادوگر اپنی صلاحتیوں کو بیدار کرتا ہے بہت قبیح اور نفرت انگیز ہے۔ لیکن کسی قابل نفرت چیز کو صرف اس لئے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ اسے حرام ٹھہرایا گیا ہے۔ بقول امام شاطبی جس چیز کو حرام قرار نہیں دیا گیا ہو وہ فی نفسہ مباح ہے اور شریعت نے اگر کسی چیز کو حرام قرار دیا ہے تو اسے کسی سبب اور علت کی بنا پر حرام قرار دیا گیا ہے۔ جادو کے اندر جو قبائح موجود تھے یا جو راستہ دماغی صلاحیتوں کی بیداری کے لئے استعمال کیا جاتا تھا وہ بالکل غیر فطری تھا، اس کے بعد ان طاقتوں کو منفی انداز میں استعمال کیا جاتا تھا یا جادو کے بارہ میں یہ بات ذہنوں میں پختہ ہوچکی تھی کہ جادو سوا نقصان کے کچھ نہیں کرسکتا اس لئے جادو کا نام سنتے ہی ایک نفرت انگیز تصور ابھرتا تھا، مثلاً۔ قتل وغارت ایک برا کام ہے لیکن مقصد بدلنے اور نیت کی تبدیلی اسی قتل وغارت کو عین منشائے خداوندی قرار دیا جاتا ہے، اسی قتل وغارت میں شریک جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تو اسے شہید قرار دیا جاتا ہے کیونکہ اس نے جو انداز قتل و غارت کا اختیار کیا تھا اسے استحسان کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے، بس یہی صورت ان دماغی خفیہ طاقتوں کی ہے کہ نیت کے بدلنے اور اسے اچھے اور مستحسن انداز میں بیدار کرکے استعمال کرنے کی کہیں ممانعت موجود نہیں ہے مقاصد بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں، یکسوئی جس سے ان طاقتوں کو جلا بخشی گئی تھی اگر حلال اچھے انداز میں انہیں بیدار کیا گیا ہے تو یہی طریقہ عین عبادت کے زمرے میں آتا ہے اور اگر اس کے لئے کوئی ایسا انداز اختیار

کیا گیا جس میں شرف انسانی کی توہین تھی تو اسی بیداری دماغ کو غیر مستحسن کہا گیا ہے بات جتنی سلجھانے کی کوشش کی جارہی ہے الجھتی جارہی ہے۔

نماز اور روحانیت

توجہ اور یکسوئی کی اچھی حالت کو مراقبہ کہہ سکتے ہیں، مراقبہ ایسی چیز ہے جو اسلاف سے چلا آرہا ہے کسی چیز کے بارہ میں غور وتدبر اور اچھے انداز میں سوچنا ہر اچھے ذہن کی نشانی ہے سیانے لوگ کہتے ہیں ''پہلے تولو پھر بولو'' کیونکہ کہی ہوئی بات کا انسان ذمہ دار ہوتا ہے، صوفیاء کرام نے بہت سے مراقبے اپنی کتب میں لکھے ہیں، ہر مرقبہ ان کی طبیعت ومزاج کی نشان دہی کرتا ہے۔ مخلوق کے بارہ میں فکر کرنا چاہئے لیکن خالق کے بارہ میں عقل کے گھوڑے نہیں دوڑانے چاہئیں۔

اہل اسلام نے بھی مراقبے کئے لیکن مراقبوں میں زیادہ انہماک بدھ مت والوں نے برتا ان کی سب سے بڑی عبادت مراقبہ ہی تو ہے۔ انہوں نے مراقبے کو پوری زندگی پر پھیلایا ان کا کوئی کام بغیر مراقبے کے مکمل نہیں ہوتا، وہ کھیلوں میں بھی مراقبے کرتے ہیں وہ لوگ ارتکاز توجہ اور یکسوئی کے فوائد سے آگاہ ہیں۔ گو کہ اسلام نے واضح طور پر تو مراقبے کا حکم نہیں دیا لیکن اس کی تمام عبادات میں یہ عنصر اکمالی درجے میں موجود ہے، حدیث جبریل علیہ السلام اس بات کی گواہ ہے کہ تم اس طرح خدا کی عبادت کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو یہ اعلیٰ درجہ ہے ہاں اگر یہ درجہ نہ مل سکے تو پھر اتنا تو دھیان رکھنا ہی چاہئے کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے [بخاری ومسلم]

دوسری حدیث مسلم میں پائی جاتی ہے کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہو خدا تمہارے سامنے ہوتا ہے۔ سامنے نہیں تھوکنا چاہئے۔ اس کے علاوہ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکا جواب دیتا ہے۔ اگر بندہ بے توجہی برتے تو

اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ایک اور روایت ہے کہ کچھ نمازیں ایسی ہوتی ہیں جو سیاہ صورت والی ہوتی ہیں اور لپیٹ کر پڑھنے والے کے منہ پر ماردی جاتی ہیں۔

روحانی قوت

روح اپنی توانائی عام طور پر پانچ حصوں کے ذریعے باہر بھیجتی ہے جو کہ دیکھنا، سننا، محسوس کرنا، بولنا، چکھنا ہیں۔ لیکن جب یہ پانچوں حسیں قابو کی جاتی ہیں اور توجہ اندر کی طرف جاتی ہے تو پانچوں حسین اندر کا رخ کرتی ہیں، پھر انسان کی روح بھی اندر کی طرف متوجہ ہوجاتی ہے اس لئے انسان کا جسم، ذہن اور حسیں سب ریلیکس ہونی چاہیئں پھر اندرونی حسن ابھر کر سامنے آتا ہے، انسان روز بروز گہرائی میں اترتا چلا جاتا ہے اگر کوئی ورد کرے اور توجہ اندر کی جانب رکھے تو انسان کے لئے خود سناشی بہت آسان ہوجاتی ہے جو خود سناش ہوتا ہے وہ خدا کو بھی سمجھ لیتا ہے۔ مراقبہ کی وجہ سے جب اندرونی حسیں جاگتی ہیں تو انسان کی چھٹی حس بھی کام کرنے لگتی ہے اور انسان اپنے اندر کی آواز سننے لگتا ہے اپنے ساتھ دوسروں کی بھی آوازیں سن سکتا ہے گہرے اور گڑے ہوئے تصور کو مراقبہ کہتے ہیں۔

مراقبہ۔یکسوئی

مراقبات ومجاہدات میں یہ باریک نکتہ ذہن میں رہنا چاہئے کہ جب انسانی توجہ منقسم ہوتی ہے جب دو معاملات میں دورخی اختیار کی جاتی ہے تو اس کا عمل ناکارہ ہوجاتا ہے کیونکہ روحانیات میں قوت اسی وقت کام کرتی ہے جب یکسوئی ہو اور منقسم ومنتشر توجہ میں کبھی یکسوئی پیدا نہیں ہوسکتی، پراگندہ ذہن کبھی کوئی کام نہیں کرسکتا، روحانیات تو رہی ایک طرف وہ تو مادی دنیا میں بھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ عمومی طور پر ذہنی پریشانی، ادھورے چھوڑے ہوئے کاموں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، اکثر ناکام لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کرلیں ان میں ایک بات مشترک ملے گی کہ وہ لوگ کسی بھی کام کو پوری طرح نہیں کرپاتے، ہمیشہ ادھورے

کام کرتے ہیں جتنے کام وہ کرتے ہیں اگر ان میں آدھے کام بھی پورے کر دیں تو ان کے مسائل حل ہو جائیں، ایسے لوگ ہر وقت فکر مند رہتے ہیں اور اپنے ساتھ بیٹھنے والوں بھی پریشان کرتے ہیں ایک وقت آتا ہے لوگ اس کی روش سے نالاں ہو کر اسے تنہا چھوڑ دیتے ہیں۔

مادی طور پر انسانوں کی تقسیم

انسان جب ترقی کرتے کرتے ایک خاص حد تک اوپر چلا جاتا ہے تو مادی بندشوں سے آزاد ہو جاتا ہے بلکہ مادہ اس کی روح کا غلام بن جاتا ہے، انسانی وجود ایک مادی چیز ہے مادی طور پر ہم انسانوں کی تین قسمیں شمار کر سکتے ہیں۔

1۔ پہلی قسم کے لوگ، بہت زیادہ محنتی ہوتے ہیں جن کی خواہشات کی کوئی حد نہیں ہوتی وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے بے انتہا محنت کرتے ہیں لیکن ایسے لوگوں میں بیماری کا امکان زیادہ رہتا ہے، بلڈ پریشر۔ امراض قلب وغیرہ کا شکار ہو سکتے ہیں۔

2۔ دوسری قسم کے لوگ، زندگی کو ہنسی خوشی گزار دیتے ہیں کام کرتے ہیں لیکن زیادہ سر دردی نہیں لیتے اگر کوئی پریشانی آئے بھی معمولی طور پر سوچتے ہیں پھر اپنی حالت پر واپس آجا تے ہیں ایسے لوگ پریشان بھی کم ہوتے ہیں اور بیمار بھی کم۔

3۔ تیسری قسم کے لوگ صرف سوچتے ہیں عملی طور پر کچھ نہیں کرتے ان کے دماغ میں ہر وقت بہت سے پروگرام ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ ان پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کوئی کام نہیں کرتے ہر وقت سوچتے اور کڑھتے رہتے ہیں کہ زندگی میں بہت پیچھے رہ گئے، چھوٹی چھوٹی باتوں کو دل پر لئے پھرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو عمومی طور پر معدہ کی بیماریاں آ پکڑتی ہیں یہ لوگ سدا قسم کے بیمار ہوتے ہیں جن کا کہیں علاج ممکن نہیں ہوتا۔

اذکار و وظائف کب بند کر دینے چاہئیں؟

خود کو آرام دینے کا سب سے آسان طریقہ نماز ہے جو نماز نہیں پڑھتے انہیں چاہئے کہ اطمنان کی خاطر ایسی ہی مشقیں کر لیا کرے۔ ذکر اور اوراد کرنے والا شخص اگر پریشان ہوگا تو اس سے بہت زیادہ قباحت پیدا ہوگی کیونکہ ایسا آدمی جب پریشان ہوتا ہے تو گرد و نواح میں بسنے والے بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں اگر ایسی ضرورت پیش آ بھی جائے تو کچھ دنوں کے لئے ذکر اذکار کو بند کر دینا چاہئے۔ کچھ عاملین ہر وقت فکر مند رہتے ہیں ان کی یہ عادت بھلی نہیں ہوتی کیونکہ عامل سے اٹھنے والی لہریں بہت طاقتور ہوتی ہیں عامل کی پریشان پورے ماحول میں ارتعاش پیدا کر دیتی ہے اس لے عامل کو ہر وقت خوش مزاجی سے کام لینا چاہئے۔

نمازی کی روحانیت بہت طاقتور ہوتی ہے

انسان سارا دن مصروفیات کی وجہ سے تھک جاتا ہے، آج کے دور میں تو یہ بات بہت زیادہ ہے تھکے ہوئے لوگوں کا ذہن گھبرایا ہوا ہوتا ہے، نماز آپ کے ذہن کو واپس نارمل حالت میں لے آتی ہے کیونکہ تھکی ہوئی حالت میں ذہن کی مضبوطی کم ہو جاتی ہے، اگر ایسی حالت میں کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو غلطی کا امکان زیادہ رہتا ہے۔

نماز انسان کے اسوقت کام آتی ہے جب سب امیدیں منقطع ہو جائیں، نمازی کو نیند کا آنا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا، جب کہ دوسرے لوگ پریشان ہی نیند کی وجہ سے ہیں، نماز میں خشوع وخضوع بینادی عنصر ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ قرب قیامت سب سے پہلے نماز سے خشوع اٹھایا جائیگا۔ نماز کے اوقات میں خاص اسرار پہنا ہیں، فرض نمازیں تو اپنی نورانیت میں بہت فائق ہیں، ایک تہجد ہی کو لے لیجئے جو کہ نفلی عبادتوں میں شمار ہوتی ہے۔ سائنسدان کہتے ہیں رات کے کچھ حصے ایسے ہوتے ہیں جن میں انسانی دماغ بہت زیادہ کام کرتا ہے اور اس کے سیل بہتر طور پر کارکردگی دکھاتے ہیں اس وقت کی گئی عبادت کا اثر باقی اوقات سے زیادہ ہوتا اور باقی رہتا ہے۔ یہ وقت رات کے دو سے تین بجے کے قریب

ہوتا ہے اسی وجہ سے سالکوں کو تہجد کی تلقین کی گئی ہے۔ کچھ احباب سوچ رہے ہونگے کہ نماز اور جادو کے موضوع کا کیا جوڑ؟ اگر دقیق نگاہ سے دیکھا جائے تو بہت گہرا جوڑ و تعلق ہے روحانیت والے اور جادوگر اپنی ارتکاز توجہ اور یکسوئی حاصل کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کرتے ؟ یہ لمبے جوڑے وظائف ۔اور طویل ورد جمالی وجلالی پرہیز سب کچھ اسی لئے تو ہوتا ہے کہ انسانی طاقتیں کام کرنے لگ جائیں اگر یہی صفات انسان میں نماز پیدا کردے تو چاہئے کہ سب مجاہدات کو ترک کر دیں لیکن ایسا ہوتا کہاں ہے؟

حقیقت نماز کا عملی مظاہرہ

نماز کی جو کیفیت احادیث میں بتلائی گئی ہے اگر ایک بھی نصیب ہوجائے تو انسان کو بہت سے فکروں سے آزادی مل جاتی ہے۔اگر کتب احادیث وتواریخ میں ایسے واقعات ملتے ہیں کہ اصحاب پیغمبر نے نماز کے توسط سے اپنے کام کرائے ، اس میں زرہ برابر شک نہیں ہے۔ کیونکہ نماز کی اصلی روح ایسی ہے کہ جس میں انسان ایسی حالت میں چلا جاتا ہے جس میں جو کچھ کہا جائے اور جو کچھ سوچا جائے پورا ہوجاتا ہے سب سے قریب ترین اور شارٹ کٹ راستہ روحانیت میں ترقی کا نماز ہے۔فرض نماز یا اور کوئی عبادت یکسوئی سے کی جائے تو انسان کے جسم میں توانائی بہت زیادہ آجاتی ہے، توانائی کی حالت میں انسان کا ذہن پر سکون پوری طرح طاقت میں، مثبت سوچ میں ہوتا ہے اس وقت انسان جو فیصلہ یا کام کرتا ہے اس میں کامیابی کے امکان بہت زیادہ ہوتے ہیں تھکی ہاری حالت میں کیا گیا فیصلہ یا کام کبھی ایسے نتائج نہیں دے سکتا۔نماز آدمی کی توجہ اور ذکر و اوراد کرنے والوں کی کنسنٹریکشن دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے۔

عبادت کا اہم ترین فائدہ

عبادت کا اہم فائدہ یہ ہے کہ انسانی جسم میں موجود توانائی کے ذخائر کو بڑھاتی رہتی ہے ان

ہی محفوظ ذخائر کو کو ہم اپنی دعاؤں مثبت سوچوں اور ویژیولائزیشن(Visualization، میں استعمال کرتے ہیں اگر کوئی روحانی علاج کرے تو یہ محفوظ ذخائر اس کے کام آتے ہیں اگر عبادت نہ کی جائے تو یہ ذخائر کم ہونا شروع ہوجاتے ہیں، یا کم از کم مزید اضافہ نہیں ہوتا انسان اپنے کاموں اور مقاصد میں ترقی نہیں کر پاتا یہی وہ ذخیرہ ہوتا ہے جو کامیاب اور بڑے لوگوں میں ہوتا ہے۔عبادت کا سب سے اہم مقصد جسم کو آرام دینا اور کھوئی ہوئی توانائی کو واپس لینا ہوتا ہے، اس کو کرتے وقت اگر انسان کا جسم، اس کا ذہن اور اس کی حسیں سب آرام میں (Relax) ہوں تو پانچ منٹ کی عبادت بھی وہ آرام دیتی ہے جو پوری تین دن کی عبادت نہیں دے سکتی اس لئے سب سے زیادہ توجہ ریلکس ہونے پر دیں۔

نماز میں تلاوت کی والی آیات کے اثرات

نماز میں دہرائے جانے والی سورتیں، لفظ اور دعائیں آپ کے لئے ''منترا'' بھی بن جاتے ہیں چاہیں تو آپ انہیں سارے دن میں کرنیوالے ورد میں شام کر سکتے ہیں کیونکہ اہم ترین دعاؤں کو نماز میں شامل کیا گیا ہے۔ان الفاظ کو دنیا کے بے شمار لوگ یومیہ دہراتے ہیں اس لئے ان کی توانائی ہر جگہ موجود رہتی ہے ان الفاظ کے دہرانے سے ان میں موجود توانائی اور وائبریشن بہت طاقتور ہوجاتی ہے، پھر ذاکر جو کچھ سوچتا/ مانگتا اور آرزو کرتا ہے اسے خود بخود ملتا چلا جاتا ہے، انسان کو ان کے ذریعہ اندرونی طاقت بھی ملتی ہے یہی طاقت ہمارے یقین کی بنیاد ہوتی ہے۔

منتر کی حقیقت

ہندو لوگوں کے مطابق جس لفظ کو دس ہزار بار دہرایا جائے وہ منتر بن جاتا ہے پھر اس لفظ کے دہرانے سے انسان پر اثر ہوتا ہے، اُن کے کہنے کے مطابق کوئی بھی کیا جانے والا ورد جو کہ

حال وذہن کے مطابق ہو ذہن کے برے خیالات کو ختم کر سکتا ہے۔ مسلمان صوفی بھی ایسا ہی کہتے ہیں کہ کسی خاص ورد یا سورت کے پڑھنے سے ایک خاص مدت (عمومی طور پر چلہ تیس یا چالیس دن کا ہوتا ہے) کے بعد ورد کے موکل انسان سے مانوس ہوجاتے ہیں کیونکہ ہر لفظ کے موکل ہوتے ہیں جو بھی ہو بات تو ایک ہی ہے۔ روحانیت والے کہتے ہیں اگر ایک لفظ کو بار بار دہرایا جائے تو دماغ ایک خاصہ متحرک (Active) ہوجاتا ہے اوراس میں موجود مخفی صلاحیت بھی بیدار ہوجاتی ہے۔

وظیفہ کتنے دنوں میں اثر دکھاتا ہے؟

کوئی بھی عبادت یا ورد ہو اکیس دنوں کے بعد اپنا اثر دکھانا شروع کر دیتا ہے، اگر معنی معلوم کر کے کچھ پڑھا جائے تو اس کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے اس کی نسبت جس کے معنی آپ کو معلوم نہ ہوں۔ اگر وظائف خاص نیت سے کئے جائیں اور مقصد متعین ہو تو کامیابی کے امکان بہت روشن ہوتے ہیں، چند دنوں اور ہفتوں میں پڑھائی کے اثرات لازمی سامنے آنے چاہیئں اگر ایسا نہیں تو پڑھائی ترک کر دیں۔ چلہ کشی کرنے والے حضرات کو چاہئے کہ مراقبہ میں کا اہتمام کریں اور اپنے حالات کا جائزہ لیتے رہیں اگر مثبت اثرات برآمد ہوں تو جاری رکھے، بصورت دیگر پڑھائی بند کردے کیونکہ جو پڑھائی آپ کے معاملات کو درست سمت نہ دے سکے، وہ دوسروں کو کیا فائدہ دیگی؟ ازکار کو دہرانے سے ایک مخصوص تصویر ذہن میں بنتی ہے اس کا دہرانا ضائع نہیں جاتا جوں جوں ورد ہوتا رہتا ہے وہ تصویر ذہن میں گہری ہوتی جاتی ہے۔ سمجھنے والی بات ہے کوئی بھی کلام ضائع نہیں جاتا لیکن صحیح طریقے سے کی گئی ہے تھوڑی عبادت بہت سارے بے کار اور بے دھیانے وظائف سے بہتر ہوتی ہے۔

روحانیت بڑھانے کے طریقے

روحانیت میں طاقت بڑھانے کے تین طریقے بتائے جاتے ہیں، ان میں سے پہلا طریقہ ارتکاز توجہ یا کنسنٹریشن ہے کہ اپنے ذہن کو خالی کر کے ایک نکتہ پر توجہ دینا اس دوران کوئی دوسرا خیال ذہن میں نہ آنا چاہئے۔ دوسرا طریقہ۔ کسی بھی ورد یا آیت کا تکرار یا منتروں کی جاپ ہوتا ہے کہ استاد اپنے شاگرد کو اس کی ذہنی مناسبت کی بنیاد پر ورد عطا کر دے، شاگرد استاد کے بتائے ہوئے طریقے پر اسے دہراتا رہے اور ایک خاص مدت یا خاص عدد تک اسے جاری رکھے۔ تیسرا طریقہ۔ استاد کی توجہ ہے اس طریقے میں استاد اپنی روحانی طاقت اپنے شاگرد کی طرف منتقل کرتا ہے، یہ کام استاد دور سے بھی لیتا ہے اور قریب بٹھا کر بھی توجہ دیتا ہے۔ کبھی استاد کسی وظیفہ کی تلقین کرتا ہے، اس انداز سے استاد کی روحانی قوت شاگرد میں منتقل ہوجاتی ہے۔ اکثر لوگوں میں یہی طریقہ رائج ہوتا ہے پہلے لوگ اسی طریقے کو اہمیت دیتے تھے آج بھی ہزاروں لوگ یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ ہمیں تو کوئی کیا کرایا ہی بخشو محنت ہمارے بس کا روگ نہیں۔ اکثر لوگ اسی چکر میں سال ہا سال تک اساتذہ کی خدمت کرتے ہیں کہ کچھ مل جائے۔ مگر یہ طریقہ آج کے لحاظ سے زیادہ فائدہ مند نہیں ہوتا تجربات اس بات کے گواہ ہیں کہ پہلا طریقہ فوقیت رکھتا ہے، جب کہ دوسرا طریقہ بھی مؤثر دیکھا گیا ہے۔ ہم لوگ ماضی سے چمٹے ہوئے لوگ ہیں جو کچھ ماضی میں ہو چکا ہے وہی کچھ کرنے کے آج بھی متمنی ہیں۔ جب کہ آج کے تقاضے کل سے بہت مختلف ہیں پہلے لوگ ہم سے زیادہ پختہ کردار کے مالک تھے، امانت میں بڑھے ہوئے تھے، اپنے فرائض سے بخوبی نباہ کرتے تھے۔ اس لئے کہ ان لوگوں میں حوصلہ زیادہ تھا خیر وشر کی تمیز پائی جاتی تھی جب کہ آج صرف ضرورت اور مطلب کی دنیا ہے، متعلقہ فن سے زرا سا بھی مس نہیں ہوتا ایسے میں کوئی طاقت کا دینا یا پہنچانا بہت بڑے فساد کی علامت ہے۔

وظائف کی طاقت

رہی بات خودف کا وظائف کرنا یہ احسن انداز ہے کیونکہ دنیا میں ہر چیز کی تھرتھراہٹ و کپکپاہٹ (Vibrate) کررہی ہے سوچ کی بھی اپنی وائبریشن ہوتی ہے سوچ کی وائبریشن جتنی زیادہ ہوگی خیال کی طاقت اتنی ہی زیادہ ہوگی، سوچ کی زیادہ طاقت ہی روحانی طاقت میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔ورد کرنے سے یہ تھرتھراہٹ بہت اونچی Hight اور طاقتور ہوتی چلی جاتی ہے ، یہ ورد ہمیں اندرونی طاقت Inner Strenght بھی دیتے ہیں جو ہمارے یقین کامل Faith کی بنیاد بنتی ہے۔ورد یا لفظوں کو دہرانے کی کیا اہمیت ہے؟ لفظوں کی طاقت اور الفاظ کیا ہیں؟ ان کو سمجھانے کے لئے ہندوؤں کی مقدس کتاب میں لکھا ہے ''ویدانتے سوترا میں بھی یہ بیان کیا گیا ہے کہ آواز ہی تمام مادے کی بنیاد ہے اور یہ کہ آواز سے اس مادے کو بھی ختم کیا جاسکتا ہے اور تمام مادہ آواز سے بنا ہے آواز سے اس مادی تعلق کو ختم بھی کیا جاسکتا ہے، اگر آواز میں ایک خاص قوت ہو'' اسی طرح منتر کے بارہ میں ایک دستاویزی فلم میں دکھایا گیا تھا کہ جوں جوں انسان ورد کرتا ہے، منتر کے الفاظ چمکتے جاتے ہیں، منتر کے دھرانے سے من کا میلا پن ختم ہوجاتا ہے، لوگوں کا خیال ہے کہ منتر کی طاقت کو چھپائے رکھو تو طاقت برقرار رہتی ہے اگر عام ہوجائے تو ختم ہوجاتی ہے۔وہ کہتے ہیں منتر ہی تخلیق کی چابی ہے خدا لفظ یا آواز ہے۔ اس کے علاوہ یہود کا فرقہ قبالہ کے بارہ میں لکھا ہے کہ یہودیوں کی میں Hebro کے بائیس الفاظ یا حروف تہجی ہیں اور ہر لفظ کا اپنا اثر وطاقت ہے نمبروں کے روحانی علم یعنی نمبرالوجی کی ایک قسم بھی انہی بائیس نمبروں کے حساب سے بنائی گئی ہے اور انہی بائیس الفاظ سے تاش کے پتے (جن سے قسمت کا حال دیکھا جاتا ہے) Tarot Card کے اہم کارڈز Major Arnan بنے ہیں [روحانیت۔دانش اور حقیقتیں باب 6]

ماخذو مصادر باب ۷۔القران الکریم۔مقدمہ ابن خلدون۔قصۃ الحضارہ۔۔بخاری۔مسلم۔ ۔

[روحانیت۔دانش اور حقیقتیں باب 6]

9

ماضی کی غلطیاں

ہمارے معاشرہ میں ایسے لوگ لاتعداد ہیں جو ہمیشہ ماضی کی غلطیوں پر نادم رہتے ہیں اور انجانے میں کی گئی غلطیاں زندگی کے ہر راستے پر رکاوٹیں کھڑی کئے رکھتی ہے۔یا کئے گئے ناکام تجربات انسان کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بن جاتے ہیں ، جب بھی انہیں بھلانے کی کوشش کی جاتی ہے یہ طاقتور انداز میں پھر ہجوم کرتے ہیں اور انسانی دماغ کا سکون غارت کردیتے ہیں۔ایسے لوگوں کو ہروقت کوئی نہ کوئی ماضی کی غلطی جھکائے رکھتی ہے۔یہ واقعات ذہن اور لاشعور پر بوجھ ہوتے ہیں، جولوگ ایسے دباؤ میں رہنے لگیں وہ کبھی کامیاب روحانی شخصیت نہیں بن سکتے کیونکہ روحانیت میں وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو نڈر ہوں۔مادی دنیا میں بھی یہی اصول چلتا ہے کہ بزدل کا کوئی ساتھی نہیں ہوتا۔ ایسے لوگ اپنے حال کو خراب کرتے ہی ہیں لیکن ان کا مستقبل بھی اندیشوں سے گھرا ہوتا ہے اگر آپ روحانی بننا چاہتے ہیں تو آپ کو اپنی سوچ کو بدلنا ہوگا زندگی میں بہت سے واقعات ایسے رونما ہوتے ہیں جن میں انسان کا اپنا کردار بہت کم ہوتا ہے لیکن حساس لوگ اسے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں، اس پر ہمیشہ پشیمان ہوتے ہیں۔ایک بات ذہن میں رکھیں غلطیاں ہوتی ہیں ہونے کے لئے ہیں اگر انسان غلطیاں نہ کریں گے تو کون کریگا؟ اور گناہ نہ ہونگے تو استغفار کا کیا فائدہ؟ لیکن اس انداز میں کم لوگ سوچتے ہیں۔آئے ہم آپ کو ذہنی تلخیوں سے نجات دلانے کے گُر بتاتے ہیں تاکہ آپ کو ذہنی اطمنان نصیب ہوسکے۔ روحانی بنیں یا نہ بنیں لیکن سکون کی زندگی تو گزاریں گے یہ مشقیں ہم نے خود کی ہیں اور

اپنے تجربات آپ کے سامنے حاضر ہیں۔

پہلا طریقہ

قلم کاغذ پکڑیں یا پھر ویسے ہی اپنے ماضی کی غلطیوں کو لکھ یں اور ایسے اہم واقعات لکھیں آپ کو زیادہ پریشان کرتے ہیں مثلاً ماضی میں کسی رشتہ دار۔قریبی دوست یا تعلق دار سے تعلقات ختم ہو گئے مگر ان کا اثر آپ کے ذہن پر ہے اور آپ اسے ختم کرنا چاہتے ہیں یا کہیں ایسی بات ہوئی جہاں آپ نے بے عزتی محسوس کی یا کبھی آپ کی وجہ سے کسی کا کوئی نقصان ہوا ہو اور آپ کے ذہن میں اس کا بوجھ ابھی تک باقی ہے، کوئی بھی واقعہ ہو سکتا ہے ۔بچپن سے لیکر آج تک ہونے پانچ واقعات شمار کرلیں ۔تفصیلات لکھنے کی ضرورت نہیں صرف شخصیت اور واقعہ لکھیں اسے لکھ کر آپ نے گھر کی سیڑھیوں پر کھڑے ہونا ہے، پہلے ہونے والے واقعہ کو پہلے دوسرے کو دوسرے ایسے نمبر وار لکھنے ہیں اور گھر میں سیڑھیوں کے نیچے کی طرف کھڑے ہو جائیں ۔اب آپ نے پہلی سیڑھی پر کھڑے ہونا ہے وہاں پر آنکھیں بند کر کے ماضی قریب میں ہونے والے واقعہ کو یاد کریں جہاں سے شروع ہوا اور جہاں ختم ہوا سب کی فلم ذہن میں چلائیں (چاہے آپ دقت محسوس کریں لیکن ایسا ضرور کریں) تصورات واضح ہونے چاہیئں، دوسری سیڑھی پر دوسرا واقعہ یاد کریں بہتر ہے کہ آپ کی آنکھیں بند یا نیم وا ہوں۔جب آپ پانچوں سیڑھیاں پار کرلیں اور چھٹی پر پہنچ جائیں تو کوئی ایک منٹ کے بعد وہاں سے پانچویں سیڑھی پر آجائیں اور واقعہ کو دھرائیں (اگر کوئی شخصیت ہے تو) اس کا تصور کریں اور کہیں میں نے تمہیں معاف کیا اور تم مجھے معاف کرو ’’آج کے بعد تمہارا مجھ پر کوئی اثر اور طاقت نہ ہو گی اور میرا تم پر بھی کوئی اثر نہ ہو گا۔ تمہارے لئے تمہاری راہ۔میرے لئے میری راہ اور اسے خدا حافظ کہیں ہاتھ ہلائیں‘‘ اس کے بعد ایک منٹ ٹھہر کر چوتھی سیڑھی پر بھی ایسا ہی کریں۔گھبرانا نہیں یہ سب کچھ مکمل اعتماد

اور یکسوئی سے کرنا ہے، جب آپ فارغ ہو کر نیچے آجائیں تو کاغذ کو پھاڑ کر جلا دیں پھر اللہ سے معافی مانگیں کہ آئیندہ ایسا نہ کریں گے۔ایسا کرنے کے بعد آپ کے ذہن سے بہت سا بوجھ اتر جائیگا اگر کوئی زیادہ تکلیف دہ واقعہ ہو تو ایک دو ماہ بعد پھر یہ مشق کرلیں ایسا کرنے سے بہت سے معاملات حل ہو جاتے ہیں اور انسان کو ذہنی سکون مل جاتا ہے۔

دوسرا طریقہ:

ایک اور طریقہ بھی ہے جو بدھ یوگا میں کچھ Zen سکول والے استعمال کرتے ہیں یہ کام زیادہ تر کسی سے تعلقات کی بہتری کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔اس کام کے لئے آپ نے ایسے لوگوں کی فہرست تیار کرنی ہے جن سے آپ کے تعلقات خوشگوار نہیں ہیں۔اب آپ سکون سے کرسی پر بیٹھ جائیں اور تین بار پیٹ تک گہرے سانس لیں اور سانس کو کچھ دیر اندر روکیں، پھر منہ کے راستے آہستہ آہستہ باہر نکالیں، اب آپ اپنی آنکھیں بند کرلیں ۔پھر آپ نے اس شخصیت کا تصور کرنا ہے جس سے آپ کے تعلقات خوشگوار نہیں اس شخص سے اپنے مسائل کے سب پہلو دیکھیں، اچھے برے پہلو کسی بھی چیز کو سوچنے سے مت گھبرائیں۔سب کو ذہن میں لائیں پھر آپ نے سانس کو اندر لیتے وقت یہ تصور کرنا ہے کہ وہ شخصیت آپ نے سانس کے ساتھ اندر کھینچ لی ہے، وہ آپ کے سینے میں پہنچ گئی ہے، پھر آپ نے اس پر پھونک مارنی ہے، تصور کرنا ہے کہ وہ شخصیت نور میں نہا گئی، صاف ہو گئی ہے کچھ دیر بعد اسے واپس نکال دینا ہے۔تقریباً 2 یا 3 منٹ ایسا کریں کچھ عرصہ بعد آپ محسوس کریں گے اس شخصیت سے آپ کے تعلقات بہتر ہوتے جا رہے ہیں ایسی مشق کے ذریعہ آپ ہر کسی سے اپنے تعلقات بہتر بنا سکتے ہیں۔

تیسرا طریقہ:

جادو میں بھی ایسی ہی ترکیبیں استعمال کی جاتی ہے بنیادی طور پر جادو بھی سوچ کے سوا کچھ

نہیں لیکن جہاں تک ہو سکے آپ جادو سے بچنے کی کوشش کریں (یعنی اگر آپ کی طاقتیں بیدار ہوجائیں تو انہیں منفی انداز میں استعمال نہ کریں) کیونکہ ایسا ہونا بالکل ممکن ہے۔اسی طرح ایک اور بھی ترکیب ہے اگر ماضی کے چھوٹے موٹے واقعات آپ کو پریشان کریں تو جب بھی یہ واقعات ذہن میں آئیں پریشان ہونے کے بجائے الٹی خوشی محوس کریں، جب آپ ایسا کریں گے تو واقعہ کی اہمیت ناکارہ ہوجائیگی جس سوچ کو آپ روکنا چاہتے ہیں وہ کئی گنا طاقتور ہوکر پلٹتی ہے، پہلے سے زیادہ تخریب یا تعمیر پیدا کرتی ہے، انسان کے لئے بہتر یہ ہے کہ کسی سوچ کو روکنے کی کوشش نہ کریں بلکہ دن رات میں سے کچھ وقت ایسا بھی نکالیں جب آپ اپنی سوچوں کو دیکھ سکیں۔جب وقت ملے تو بیٹھ جائیں اور تصور کریں جو سوچیں امنڈ رہی ہیں اُن سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے صرف دیکھنا ہے کہ کیسے آتی ہیں اور کیسے جاتی ہیں، اگر یہ نکتہ آپ سمجھ گئے تو سمجھو آپ نے روحانیت کی ایک بہت بڑئی منزل طے کرلی۔روحانیت اور سوچوں کا بلی چوہے والا کھیل ہے۔جس سوچ نے آپ کو اتنے دن پریشان کئے رکھا ضرور اس میں کوئی نہ کوئی تو ایسی طاقت ہے جو آپ کے پورے وجود و ذہن کو مضطرب کئے ہوئے ہے۔جو اضطرابی کیفیت پیدا کرنے کی طاقت رکھتی ہے اس میں اطمنانی کیفیت پیدا کرنے کی بھی طاقت موجود ہے۔

کچھ مستقبل کے جھروکوں سے

پیش گوئی اور مستقبل بینی کی خواہش انسانی ذہن موجزن رہی اور ہمیشہ یہ بات اولیت کی حامل رہی کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے اس کے بارہ میں سوجھ بوجھ پیدا کی جائے۔انسانی دماغ نے بہت ساری ترکیبیں ایجاد کیں، بہت سے علوم وفنون وضع کئے اور بے شمار کتابیں لکھیں اور لاتعداد مشقیں بروئے کار لایا، اس میں کس قدر کامیاب ہوا سب کے سامنے ہے کسی وضاحت کی ضرورت نہیں۔انسان کا کوئی بھی مذہب ہو یا لامذہبی اس کی

روشن ہو لیکن مستقل بینی اس کی بھی تمنا ہوتی ہے۔اس کے لئے جیوتش۔رمل۔فال۔زائچہ سازی۔کشف والہام۔شگون۔استخارہ جات۔دست شناسی اس کے علاوہ مراقبہ جات اور طویل فہرست ہے ان سب کا ایک ہی مقصد تھا کہ کسی نہ کسی طرح مستقبل کے جھروکے سے کچھ جھلکیاں دیکھ لے۔یہودی لوگ تجارتی ذہن رکھتے ہیں اور کاروبار میں ساری قوموں پر فائق ہیں، یہ بھی مستقل بینی پر دھیان دیتے ہیں۔بلکہ یہودیوں کے ایسے ادارے ہوا کرتے تھے جو کشف وغیب بینی کی تربیت دیا کرتے تھے۔

مشرق ہو کہ مغرب شمال ہو کہ جناب کہیں کے بھی باشندے ہوں مستقبل کی کھوج میں ساری ہی سرگرداں رہتے ہیں۔انبیاء علیہم السلام نے بھی پیشن گوئیاں کیں اور دیگر مذاہب کے آئمہ و پیشوا حضرات نے بھی مستقبل کے بارہ کلام کیا۔عجیب سی بات ہے کہ اناڑی سے اناڑی انسان بھی اس کوشش میں رہتا ہے کہ اسے مستقبل کے بارہ میں سوکھ بوجھ پیدا ہوجائے، اسکے علاوہ پیش بندی اور مستقبل بینی ہر انسان کرتا ہے لیکن اس کی حدود اس کے دائرہ کار اور پیشہ سے متعلق ہوتی ہیں۔کوئی کاروباری انداز میں پیش گوئی کرتا ہے تو کوئی نجومی حساب سے اندازہ لگاتا ہے، لیکن ایک حد سے آگے کوئی بھی نہیں گیا۔جہاں انسانی حدود ختم ہوتی ہیں وہاں پر قدرت کی شروعات ہوتی ہیں۔

مذاہب کے پیروں کاروں کے لئے ہدایات

تمام مذاہب اپنے پیروکاروں کو ایسے ڈھنگ بتاتے رہے جن میں اس کے ماننے والوں کے لئے تسکین کا سبب ہو سکے۔اس مقصد کے لئے آیات منتر استخارہ جات تلقین کئے ہیں، مشرقی مذاہب والے اس مقصد کے لئے مراقبہ کرتے ہیں۔ساحر و جادوگر جوگی حضرات لمبا چوڑا دھیان باندھتے ہیں مگر تجربات بتاتے ہیں کہ مرنے کے بعد ایسے لوگ مشہور ہوتے کہ یہ آدمی پیشن گو تھا، اسکی کہی ہوئی باتیں اس کی تحریریں اور اشعار سے اپنی عقیدت اور سوچ

کے مطابق ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسی باتیں سامنے لاتے ہیں جن میں پیشن گوئیاں ہوں، اصل میں یہ کام مرنے والا نہیں کرتا، بلکہ وہ لوگ کرتے ہیں جو تاجرانہ انداز میں اس سے مستفید ہونا چاہتے ہیں۔ سننے میں ایسے آتا ہے دیکھئے کہ اس بزرگ نے فلاں بات کا انکشاف پہلے ہی کر دیا تھا۔فلاں معاملہ ہونے سے پہلے ہی انہوں نے بتا دیا تھا۔ایسا ہونے پہلے ہی اسے پتہ چل گیا تھا وغیرہ وغیرہ۔

کشف والہام

الھامی صلاحیت(Intutoin) کو ساری دنیا کی روحانیت کے سکولوں میں بڑی اہمیت حاصل ہے بلکہ ہمارے ہاں تو عام لوگوں نے روحانیت کی پیائش(Yard Stick) ہی یہ رکھی ہے کہ جو کوئی دوسروں سے زیادہ مخفی حالات اور ہونے والی باتیں بتا سکتا ہے وہ اتنا ہی بڑا پیر فقیر ہے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے گو کشف وغیرہ کا روحانیت سے تعلق تو ہے اور ہر روحانی شخص اگر کچھ ترقی کر لیتا ہے تو اس میں کچھ نہ کچھ کشف و روحانی صلاحتیں خاصی زیادہ دیکھی جن کو اسلام یا کسی دوسری روحانیت کا کوئی پتہ نہیں لیکن ان کے اندر خداداد صلاحیت تھی انہوں نے مشق و مہارت کی بنیاد پر اس صلاحیت کو پختہ کیا۔

مسلمانوں میں بہت سے لوگ ایسی صلاحیت کے مالک ہوتے ہیں، لیکن اس کام کو حرام یا فضول سمجھتے ہیں اس لئے ان کی کشفی صلاحیت دب کر رہ جاتی ہے۔مگر جو لوگ روحانیت کی طرف آتے ہیں ان میں یہ صلاحیت ابھرنا شروع ہو جاتی ہے اور ان کی حس کام کرنے لگتی ہے جانوروں میں بھی ایسی صلاحیتیں پائی جاتی ہیں جو خطرات کا پہلے سے ادراک کر لیتے ہیں۔جیسے چیونٹی کو برسات اور بلیوں کے زلزلے کی لہر پہلے سے محسوس ہونے لگ جاتی ہیں۔کشف کوئی اتنی بڑی بات نہیں بلکہ یہ تو روح کی معمولی صفت ہے۔ بہت سوں کو کشف ہوتا ہے لیکن وہ لوگ اسے اہمیت نہیں دیتے جو لوگ ان باتوں کو اہمیت دیتے ہیں ان میں

اس صلاحیت کا ابھار شروع ہو جاتا ہے۔

الہام و دلیل

الہام و کشف اور دلیل(Logic) میں ہمیشہ سے رقابت چلی آ رہی ہے، جب کشف ہوتا ہے تو معاً دلیل بھی در آتی ہے، باریک بین ہی ان میں تمیز کر سکتا ہے۔دماغ میں آنے والی پہلی سوچ کشف جب کہ اس کے ساتھ آنے والی دوسری بات لاجک ہوا کرتی ہے۔الٹی سیدھی سوچوں کی وجہ سے یہ باتیں کمزور پڑ جاتی ہیں۔طبعی لحاظ سے لوگ اپنی اپنی جداگانہ تربیت اور اصول کے لحاظ سے کئی طریقوں سے غیب دانی کرتے ہیں۔کچھ لوگ غیبی طور پر کوئی آواز سنتے ہیں کسی کو متعلقہ بات کی تصویری جھلک دکھائی دیتی ہے۔کچھ لوگ شیشے یا پانی میں دیکھ کر حالات بتاتے ہیں۔

مشہور پاکستانی عمل

پاکستان میں ایک عمل بہت زیادہ مشہور ہے کہ نابالغ بچے کو معمول بنا کر اس سے حالات دریافت کئے جاتے ہیں چوری چکاری کے بارہ میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔کبھی تو یوں ہوتا ہے کہ بچے کے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن پر سیاہی لگا دیتے ہیں اور خوشبو کا استعمال کرتے پھر کلام پڑھتے ہیں۔جب حاضری ہو جائے تو بادشاہ جنات سے سوال کئے جاتے ہیں۔اس کے مناظر کچھ ایسے انداز کے ہوتے ہیں۔ پہلے ماشقی پانی چھڑکتا ہے۔پھر بھنگی جھاڑو دیتا ہے۔پھر درباری تخت بچھاتے ہیں، اس کے بعد دربار لگتا اور شاہ جنات کی آمد کا اعلان کیا جاتا ہے۔بچہ بیان کئے مناظر دیکھتا ہے پھر شاہ جنات سے اجازت لیکر مطلوبہ سوال پوچھے جاتے ہیں۔کچھ لوگ اس عمل میں تعویذات کا بھی استعمال کرتے ہیں کچھ لوگوں کا عمل میں خوشبویات کا استعمال بھی دیکھا گیا ہے۔

بہت پرانی بات ہے جب مجھے اس میدان میں آئے کم عرصہ ہوا تھا میدان عمل کا نووارد

مسافر تھا۔ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ ایک بچہ خوبصورت وخوب سیرت ہودس بارہ سال کی عمر کا ہواس کے ہاتھ کے ناخن پر سیاہی لگا کر یہ الفاظ پڑھے جاتے تھے ”ھوالاسامة سرناہ یا کریم۔یاکریم۔یا کریم۔یاکریم۔یاکریم۔یاکریم۔یا کریم۔ تو بچے پر حاضرات کا نزول شروع ہوجاتا تھا، اس سے بہت کام لئے۔اب ایسے کام چھوڑ چکا ہوں اگر کوئی کرنا چاہے تو کرسکتا ہے۔دراصل ایسے اعمال عامل کی قوت ارادی اور ہمت قلبی پر منحصر ہوتے ہیں۔بچہ عقل کا کمزور ہوتا اس کے آگے جو کہتے جاؤ گے وہی مناظر دیکھنے لگے گا۔کیونکہ عامل اسے پوری طرح قابو کرلیتا ہے۔

کچھ عرصہ پہلے ایک طالب علم میرے پاس B.A کی تیاری کیا کرتا تھا، آجکل وہ ٹریفک پولیس میں ہے۔ایک آکر کہنے لگا کہ میرا ایک رشتہ دار ہے وہ بچے کو بٹھا کر چوری وغیرہ کا سراغ لگاتا ہے، بچہ سب کچھ دیکھ لیتا ہے۔بہت کرنی والا ہے، اس عمل بہت کارآمد ہے۔ میں نے اسے سمجھا کہ یہ سب عامل کے تخلیق کردہ کردار ہوتے ہیں۔حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔وہ کہنے لگا میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے اس سے کہا اب کسی وقت حاضری ہو اور یہ مناظر سامنے آئیں تو بچے سے کہنا کہ دیکھو اس تخت پر دشمنوں نے حملہ کردیا ہے۔حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔لیکن بچہ آپ کے زبان سے ادا ہونے والے الفاظ بھی اس میں کرداری طور پر شامل کردیگا۔وہ چلا گیا اگلے دن آیا اور بڑا خوش تھا، کہنے لگا جناب میں نے آپ کے بتائے ہوئے طریقہ پر بات کی تو میرے تخلیق کردہ کردار بھی بچے نے دیکھے۔جو بات کل میں نہ سمجھ سکا تھا اور پوری طرح شرح صدر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں آپ کا تجربہ بہت زیادہ صحیح تھا۔بچے پر ہی نہیں بلکہ عاملین حاملہ عورت کا بھی استعمال کرتے ہیں۔اس عمل کی حقیقت اتنی سی ہے کہ عامل معمول کو مکمل طور پر اپنے قابو میں کرکے ٹرانس میں لے آتا ہے۔پھر اس سے جو چاہے کام لے وہ عامل کو کام

دیگا۔بڑا اور بالغ آدمی زیادہ سمجھ داری برتتا ہے اس لئے وہ معمول بننے کے قابل نہیں ہوتا۔یہ عامل کی لیاقت پر منحصر ہوتا ہے جتنی زیادہ قوت ارادی سے کام لیگا اتنے ہی بڑے آدمی کے سامنے اپنے تخلیق کردہ مناظر پیش کرسکے گا۔کچھ عاملین ایسی مشقیں بہم پہنچاتے ہیں جن کا خاصہ ہوتا ہے کہ آنے والے کی سوچیں پڑھ لیتا ہے اور جو بات بھی آنے والے کے ذہن میں ہو اپنے الفاظ میں بیان کردیتا ہے۔کیا آپ دیکھتے نہیں عامل کسی ایسی شخص کو متھم کرتے ہیں جن پر وارث شک کرتے ہیں۔چونکہ غرض منداپنے چور خود ہی تلاش کرچکے ہوتے ہیں اور عامل ان کی کسی ایک بات کی تصدیق یا تکذیب کردیتا ہے بس یہی کچھ ہوتا ہے جو بیان کردیا گیا۔

تجربہ

ایک تجربہ کار کا بیان ہے کہ اگر کسی جگہ کو دیکھنا چاہیں تو یکسوئی کے ساتھ بیٹھ جائیں اور دماغ کو ہر طرح کے خیالات سے یکسو کرلیں، اس کے بعد دیکھیں کی ایک روشنی آپ کی پیشانی سے نکل کر آسمان کی طرف بلند ہوئی ہے، جہاں جانا ہے وہ اس راستہ کے اوپر اوپر چلی جارہی ہے، آپ اس روشنی کے پیچھے پیچھے چلے جائیں کچھ دیر میں جس جگہ جانا چاہتے ہیں وہ روشنی آپ کو وہاں لیکر چھوڑ دیگی، آپ محسوس کریں کہ وہاں چلے گئے ہیں وہاں پر موجود لوگ دکھائی دے رہے ہیں، اگر ذہن میں پختگی ہو تو آپ وہاں پر موجود ہر چیز کو اپنے آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔کوشش کریں کوئی چیز اس دنیا میں ناممکن نہیں ہے۔

کچھ لوگ ایسی باتوں کو کرامت یا جادو کا نام دیتے ہیں اور جس معاشرہ ہم لوگ سانس لے رہے ہیں اس میں بزرگی یا بڑائی کی سب سے بڑی علامت ونشانی یہ ہے کہ لوگوں کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں اور آناپ شناپ خواہشیں پوری کرسکتا ہو، نظروں سے اوجھل باتیں، حالات بتاسکتا ہو جو یہ کرتا ہے وہ چاہے عملی لحاظ اور علمی طور پر کتنا ہی قلاش کیوں نہ ان کی نگاہ

میں کامل ہے،اس سے بڑا پیراور بزرگ کوئی نہیں۔ کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے وہ کام و بے کام سیانوں اور عاملین کے پاس چلے رہتے ہیں اورلوگوں کے لئے نئی نئی دریافتیں کرتے رہتے ہیں ایسے کاموں میں انہیں قلبی تسکین ہوتی ہے کسی جگہ کوئی عامل وسیانا ہوانہیں اس کے بارہ میں معلومات ہوتی ہیں یہ لوگ کسی نہ کسی سے تھوڑا بہت کام نکلواتے ہیں اور تجربہ کرتے ہیں پھراس کی مشہوری کرتے ہیں۔

چھپی ہوئی باتیں معلوم کرنا

ساحروجادووں سے ہٹ کربھی بہت سے لوگ اس چیز کی خواہش کرتے ہیں کہ انہیں غیبی باتوں کا پتہ چلے،لوگ بھی غیبی اورامور اور چھپے بھیدوں کے بارہ میں معلوم کرنے کے لئے ہمیشہ سے سرگراں رہے ہیں،آج بھی ان کے ذوق میں کوئی کمی نہیں آئی۔اہل ریاضت ان باتوں میں بہت دل چسپی لیتے رہے ہیں جواُن معاملات میں ان کی راہنمائی کرے آج بھی عملیاتی کتب میں مختلف قسم کے اعمال بھرے پڑے ہیں جوانسان کو چھپے بھیدوں کی طرف لے جائیں۔عجیب وغریب قسم کی ریاضتیں کی جاتی ہیں۔عوام الناس سے لیکرایک بادشاہ تک ہرکوئی متمنی دکھائی دیتا ہے کہ اسے غیبی امور کے بارہ میں قبل از وقت معلومات مل جائیں۔غیبی امور سے متعلقہ لوگ کا کرتے ہیں؟انہیں کیسے غیبی باتوں کاادراک ہوتا ہے۔

غیبی باتیں کب معلوم ہوتی ہیں؟

بنیادی طور پر انسانی حواس جب تک کام کرتے رہیں اورامور دنیا میں مشغول رہیں اس وقت تک غیبی دنیا سے رابطہ ناممکن ہوتا ہے۔جولوگ یہ کام کرتے ہیں انہیں حواس ظاہری سے بیگانہ ہونا پڑتا ہے،تب کہیں جاکراس دنیا سے رابطہ ہو پاتا ہے۔کچھ لوگ استخارہ کے لئے نیند کا طریقہ اختیار کرتے ہیں تو کچھ اپنے اوپر غنودگی طاری کرتے ہیں۔ کچھ لوگ کسی چیز میں انہماک برتتے ہیں کہ یکسوئی سے توجہ کرتے ہیں،گردوپیش کے ماحول سے

بیگانے ہوجاتے ہیں جب کہیں غیبی باتیں اخذ کرتے ہیں۔انسانی طبیعت میں اللہ تعالیٰ نے وہ صفات رکھی ہیں جواَن دیکھی دنیا سے رابطہ میں رہتی ہیں۔اس کی ضرورت پر ہرزمانے کےلوگوں نے زوردیا ہے۔

ابن خلدون لکھتے ہیں’’انسان میں ایک ایسی اہلیت واستعداد ہونی چاہئے کہ جب وہ اپنی روحانیت کو درجہ کمال تک پہنچادے تو وہ درجہ بشریت سے ترقی کرکے درجہ ملکیت تک پہنچ سکے اور جنس ملائکہ میں اس کا شمار ہو کیونکہ اس کا عالم،عالم ملکوت سے ملتا ہے اور موجودات مرتبہ کا یہی حال ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ ہر موجود ترقی کرکے عالم بالا سے جاملتا ہے۔

بدیں صورت انسان کے دورخ ہوئے،اعلی۔اسفل۔ نیچے کے رخ سے وہ جسم سے ملتا ہے اورجس کے ذریعہ سے وہ مدارک حسیہ حاصل کرتا ہے،جن سے آگے بڑھ کراس میں بالفعل تعقل کی قابلیت پیدا ہوتی ہے،اوپر کے رخ سے یہ عالم بالا سے ملتا ہے،جہاں سے یہ مدارک عملیہ غیبیہ کا اکتساب کرتا ہے،کیونکہ گذشتہ اورآنے والے حوادث سب کے سب ملائکہ کےعلم وتعقل میں بدوں قیدوزمان موجود ہیں،نفس انسانی گونظروں سے اوجھل ہے مگر اس کے آثار بدن پرعیاں ہیں‘‘[مقدمہ]اس کے علاوہ لوگ اس سلسلہ میں بہت سے ریاضتیں کرتے ہیں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جواس بات کی مشق کرتے ہیں کہ موت امورموت کے بعدظاہرہوں گے انہیں حال کرنے کے لئے اوران اسرار پر مطلع ہونے کے لئے مصنوعی موت طاری کرلیتے ہیں تاکہ ان اسرار ورموز سے آگاہی ہوسکے جوموت کے بعد یا پھر جسمانی کثافت کے دور ہونے کے بعد ظاہر ہونگے۔

اٹکل پچو لگانے والوں کے لئے حکم

عمومی طور پر پیش گوئی کرنے والے لوگ تخمینوں سے کام لیتے ہیں کچھ زائچے بناتے ہیں کچھ

پرندوں سے سے شگون لیتے ہیں قصہ کوتاہ ساحرین و عاملین پیش گوئیوں کے لئے مختلف
طریقے استعمال کرتے ہیں دورنبوی کی جوطریقے رائج تھےان کے بارہ میں کچھ ارشادات
نبوی ﷺ ملاحظہ ہوں۔نجومیوں کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا’’جوعراف
کے پاس آیا اس کی تصدیق کی اس کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں
ہونگے(مسلم)دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کاہن کی تصدیق کرنے والے نے اس
چیز کاانکار کیا جو نبی ﷺ پر نازل ہوئی(ابوداؤد 308/4 ترمذی،ابن ماجہ،حاکم 8/1 بیہقی 198.8 بزار باسناد
جید)علمائے عرب نے عراف کی تشریح میں لکھا ہے’’اراد بالعراف المنجم الذی یدعی
علم الغیب‘‘عراف سے مرادایسا نجومی ہے جوغیب دانی کا مدعی ہو(الموسوعۃ الفقہیۃ المیسرۃ فی
فقہ کتاب والسنۃ المطہرۃ 111/6)

نفس قابو میں تو ہر چیز قابو میں

کچھ لوگوں میں اپنےنفس پر قابو پانے کا ملکہ ہوتا ہے گوکہ ان کی حالت عام انسانوں جیسی
ہوتی ہے لیکن حواس میں وہ دوسری دنیا سے رابطہ رکھتے ہیں۔اہل ریاضت کے بہت سے
ایسے طریقے ہیں جن سے وہ اپنے مطالب ومقاصد کو پورا کرتے ہیں مثلاً وہ لوگ ایک آئینہ
پر دھیان دیکر نظریں جمادیتے ہیں،عام لوگ تو یہی سمجھتے ہیں کہ آئینہ دیکھ کر حالات بتارہا
ہےلیکن حقیقت حال کچھ اور ہوتی ہے۔جب وہ آئینہ پر نگاہیں مرکوز کرتے ہیں،تھوڑی دیر
بعدآئینہ نظروں سے اوجھل ہوجاتا ہے،آنکھوں اورآئینہ کے بیچ میں ایک غبار سا آجاتا ہے
جس میں اس کی مطلوب العلم اشیاء کی تصویریں دکھائی دیتی ہیں جونفی واثبات میں اسے
جواب سے آگاہ کرتی ہیں،عامل حضرات ان کنایوں کواپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔
ایسی صورت میں لوگوں کو نہ تو آئینہ کا علم ہوتا ہے نہ اس میں نمودار ہونے والی صورتوں کا
ادراک وہ تواپنے نفسانی ادراک میں ڈوبے ہوتے ہیں جوادراک بصری سے بالکل جدا ہے

بلکہ مدارک نفسانیہ متشکل ہوکرحس مشترک کے سامنے آجاتے ہیں۔

کیا سب کچھ جادو سے ہورہا ہے؟

آج کے پرفتن دور میں ہرکوئی پریشان ہے اصل اسباب سے صرف نظر کرکے صرف
الزامات پر بسراوقات کی جارہی ہے تمام ترناکامیوں ونامرادیوں کوجادو کے سرتھوپا جارہا
ہے،ہرکوئی دوسرے پرانگلی اٹھائے ہوئے ہے کہ فلاں نے میرا کچھ کردیا ہے فلاں نے
جادو کے سہارے بیڑا غرق کردیا ہے،فلاں توجادو کے سوا کچھ کرتا ہی نہیں ہے،کیا ہمارے
پاس کوئی ایسی کسوٹی ہے جسے اس قضئے میں فیصلہ کن اقدام کہا جاسکے،کیا جادو کرنا اتنا ہی
آسان ہے جتنا لوگ سمجھ رہے ہیں؟ساس بہو کی لڑائی ختم ہونے میں نہیں آتی،شریکہ
برادری میں ہر دوسرا جادو کرانے والا اور حاسد تصور کرلیا گیا ہے،شاید جادو اسقدر بھیانک
نہ تھا جس قدراسے بنادیا گیا ہے ہرانسان اپنے کئیے دھرے کا ذمہ دار جادو کو قرار دے رہا
ہے۔

جادو کیا ہے کیوں ہوتا ہے کیا کچھ جادو سے کیا جاسکتا ہے؟جب تک اس کی حدود وقیود مقرر
نہیں کی جاتیں اس وقت تک کسی حتمی نتیجہ تک پہنچنا ممکن نہیں ہے،اس بات میں شک نہیں
ہے کہ جادوایک مؤثر چیز ہے،لیکن کس حد تک؟کیا سب کچھ جولوگ کہتے ہیں یا جواُن کے
ذہنوں میں خیالات پنپتے ہیں جادو سے ممکن ہیں؟ہرگز نہیں۔اگرایسا کچھ ہوسکتا توزمین و
آسمان کا نظام درھم برہم ہوکررہ جاتا،زندگی کی سرگرمیاں بجھ کررہ جاتیں،زمین میں جو
کچھ دیکھنے کومل رہا ہے نظر نہ آتا۔لوگوں کے منہ کے لقمے چھین لئے جاتے کوئی ذی روح
باقی نہ بچتا کیونکہ ہرکوئی جادو سیکھ کراپنے مخالف کونیست ونابود کردیتا،اس بات کا امکان
موجودنہیں ہے کہ کوئی انسان ایسا بھی دنیا میں موجود ہوجس کا کوئی نہ کوئی مخالف یا دشمن نہ
ہو؟انبیاء علیھم السلام کی ہستیاں اس قابل ہیں کہ انہیں ہرطرح کےنقص عیوب سے مبرا

قرار دیا جاسکے ان کے بارہ میں بھی قران کریم کا فیصلہ ہے'' وکذالک جعلنا لکل نبی عدا من المجرمین وکفی بربک ھادیا ونصیرا [الفرقان 31] لیکن اس مطلب یہ تو نہیں کہ ہر دشمن جادو کرانے والا ہوتا ہے؟ جادوگر لوگ جادو کرتے بھی ہیں لوگ شوق سے کرواتے بھی ہیں کیا وہ سب کچھ حاصل کر پاتے ہیں۔ ہرگز نہیں جو کام اپنی بدتدبیری کے سبب خود بگاڑتے ہیں وسائل کی کمی آڑے آتی ہے یا کوئی تکنیکی مسئلہ سامنے آتا ہے، اسے بلاسوچے جادو کے سر تھونپ دیا جاتا ہے۔ آخر یہ افراط وتفریط اس علمی دور میں بھی کب تک پیچھا کریگی؟ کیا اس ابلاغی دور میں بھی وہی تاریکی مسلط رہے گی جو صدیوں سے انسانی دماغ پر مسلط ہے، ہم نے صراحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ جادو انسانی صلاحیتوں کی ہی ایک قسم ہے ہر انسان میں ایک نرالی جداگانہ صلاحیت ایسی پائی جاتی ہے جس میں کوئی دوسرا شریک وسہیم نہیں ہوسکتا ہے۔ جو لوگ اپنی شخصیت کو سمجھتے ہیں انہیں اپنے مقام ومرتبہ کا ادراک ہے وہ لوگ کبھی جادو کا شکار نہیں ہوتے۔ وہ تو خود جادوئی صفات کے حامل ہوتے ہیں البتہ بیکار اور غیر اہم قسم کے لوگ ہر بات کو جادو قرار دیتے ہیں فارغ ونکمے لوگ جادو کا واویلا کرتے ہیں۔ اصل جادو تو انہوں نے اپنے اوپر خود کیا ہوا ہے۔

10

قوت آتی کہاں سے ہے؟

محض اتفاق کسی ایجاد کو وجود میں لانے کے لئے کافی نہیں ہے موجد میں اس کی اہلیت ہونی چاہئے کہ وہ نئے پہلو کو تمیز کر سکے اپنے ذہن میں اسے محفوظ رکھ سکے پھر اپنے دیگر مفکرات سے پیوستہ کر سکے، مختصر یہ کہ تجربہ سے نفع اٹھانے کی اسمیں صلاحیت ہونی چاہئے (ماخ کا مقالہ ایجادات وانکشافات میں اتفاقات کا حصہ بحوالہ طبعیات کی داستان 109) انسان کے اندر بے پناہ طاقتیں پوشیدہ ہیں مگر اسے استعمال کرنے کا ڈھنگ نہیں آتا قدیم زمانے سے جادو کے نام پر بہت سے مواد تیار کیا گیا، مختلف مشقیں وضع کی گئیں، نت نئے حربے دریافت کئے گئے کسی بھی قوم وتہذیب کو دیکھ لیں ان کی تاریخ اٹھا کر پڑھ لیں آپ کو وظائف وریاضتوں کا طولانی سلسلہ اور لگی بندھی زنجیر ملے گی، اس صلاحیت کو ابھارنے کے لئے مختلف منتر ترتیب دئے گئے مختلف عبارتیں تراشی گئیں۔ بہت سے دیوتاؤں کی دہائیاں دی گئیں۔ گذشتہ قوموں نے اس مقصد کے لئے اپنے اپنے دیوتاؤں کو پکارا۔ پہلے لوگوں نے دیوتاؤں اختیارات بانٹے ہوئے تھے۔ ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جن سے منسوب مخفی طاقتیں تھیں۔ سومیری اساطیر میں اس دیوتا کو اَن لل کہا جاتا تھا۔ جب سومیری زمین بوس ہوئے تو ان کی جگہ اکدیوں نے لی، یہ اختیار ان کے ایک دیوتا کو تفویض کر دئے گئے۔ اس کے بعد بابلی پھر آشوری ان کے بعد کسدی آئے کلدانیوں نے بھی انہیں راہوں پر سفر کیا، حری اور آرامی ان خالی جگہوں کو پر کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ جب یہ بھی نہ رہے تو ایرانیوں ہندیوں نے اپنے معبود تخلیق کئے۔ مشرق وسطی میں عبرانیوں اور اسماعیلیوں نے اپنے

طویل ترین قیام کیا، آج بھی ان کی نسلیں کروفر کے ساتھ آباد ہیں۔ چینی جاپانی بھی انہی
راہوں پر ایام زندگی کو کھپا گئے، جو موجود ہیں انہوں نے یونانی ورومی نبطی وحبشی سب ہی نے
تو یہ کام کیا، سب ہی نے تو اس طاقت کے حصول کے لئے ہاتھ پاؤں مارے۔ مصری ایسے
آگے بڑھے کہ مضبوط نشان زمیں پر چھوڑ گئے، ابوالہول اور اہرام مصر کی ہیبت آج بھی ان
کی عظمت کے منہ بولتے ثبوت موجود ہیں۔ دیوتا بدلتے رہے، تہذیبیں مٹتی رہیں۔ عروج
وزوال کی داستانیں یکے بعد دیگرے رقم ہوتی رہیں لیکن جادو سب سے سروں پر یوں ہی
منڈلاتا رہا۔ اگر جادوئی قوت یا کہہ لیں انسانی کی مخفی صلاحتیں منتروں یا دیوتاؤں کی مرہون
منت ہوتیں تو منتر یا دیوتا کے بدلنے سے یہ بھی بدل جاتی۔ منتر بدلے۔ دیوتا بدلے، انسانی
تہذیبیں بدلیں لیکن جادو نہ بدلا آخر اس میں کونسی ایسی بات تھی جس نے جادوئی قوت کو امر
کر دیا۔ اسلام آیا تو اس نے بھی اس کے خلاف احکامات صادر کئے لیکن جادوئی قوتیں
مہیب انداز میں اپنے پنجے گاڑے رہیں۔

قوت کے لئے سرگرداں قومیں

آئے سب مل کے اس کا کھوج لگاتے ہیں یہ کونسی قوت ہے جو ہبوط آدم سے لیکر ابھی تک
انسان کے پلو تھامے ہوئے ہے؟ اصل بات یہ کہ جس بات کو سابقہ قومیں دیوتاؤں کی رہین
منت قرار دیا کرتی تھیں یا انہیں کسی منتر جنتر کا کرشمہ قرار دیا جاتا تھا، وہ سب کچھ انسان کی
ذاتی صلاحتیں تھیں۔ جن کے ابھار اور جن کی جلا کے لئے سو طرح کے نام دئے گئے
سو طرح کے راستے اختیار دئے گئے۔ انسان کے اندر لازوال و بے انتہا صلاحیتیں اور مخفی
طاقتیں ہیں جو ان سے کام لینا جانتا ہے کائینات میں کچھ بھی کرنا اس کے لئے پر کاہ کی
حیثیت بھی نہیں رکھتا، یہ وہ کچھ کرسکتا ہے جس کا تصور کرنا بھی محال ہے، یہ خدا کا نائب ہے
اور نائب وہی کچھ کرسکتا ہے جو اصل کرتا ہے لیکن یہ تیل نمک کی فکر میں اتنا مگن ہوا کہ اسے

اپنی صلاحیتوں کی طرف دیکھنے کا موقعہ ہی نہ ملا، یوں بھی کہہ سکتے ہیں اس طرف اس کا
دھیان ہی نہیں گیا۔ مروجہ مذاہب وادیان میں مراقبہ کو بہت اہمیت دی جاتی ہے جیسا کہ ہم
نے اسی کتاب میں لکھا ہے توجہ اور یکسوئی وہ راستہ ہے جس سے ان قوتوں کو بروئے کار لایا
جاسکتا ہے۔ اس کے اظہار کی شاید کوئی دوسری صورت سامنے نہیں اسکی ہے۔

سب کچھ انسان کے پاس تو ہے

طاقت اگر کہیں باہر سے دستیاب ہوتی تو منبع ومخزن بدلنے سے اس کی ہیئت بھی بدل جاتی،
مذاہب کے بدلنے سے اس کے اظہار میں قدغن لگ جاتی۔ دنیا میں کوئی بھی مذہب
ایسا موجود نہیں جس کے پیروکار اسے حق نہ سمجھتے ہوں اگر اسے حق نہ سمجھیں تو کبھی اس کا دامن
تھامیں نہ رکھیں، ہر کسی کا یقین ہے کہ جس مذہب کا وہ پیروکار ہے، یہی دنیا کی واحد سچائی ہے
اس سے اعلی و برتر ضابطے دنیا میں موجود نہیں ہیں، اسکی بتائی گئی باتیں برحق ہیں، زرا بھی
شائبہ اگر کسی کے دل میں آجائے تو اس مذہب وعقیدے سے وہ بیزار ہو کر ترک کر دیتا
ہے، اپنے سوا سب کو باطل سمجھتا ہے۔ اپنے معتقدات کے خلاف ایک لفظ بھی سننا گوارا
نہیں کرتا آج ہی نہیں بلکہ نامعلوم صدیوں سے یہی روش چلی آرہی ہے اگر کسی کو اس کی جگہ
وعقیدے سے ہٹانا چاہتے تو اس کے اندر شک کی رمق پیدا کردو اس کے بعد وہ خود بخود
اسے ترک کردیگا۔

حق وباطل میں تمیز کریں

جب ہر کوئی اس کے ذہن وعقیدے کے مطابق حق پر ہے تو باطل کہاں گیا؟ اگر باطل کا
کہیں سراغ مل بھی جاتا ہے تو سوچنے والی بات یہ ہے جو کام حق والے کررہے ہیں وہی کام
باطل والے کررہے ہیں؟ ان طاقتوں کا اظہار حق وباطل کی علامت ٹھہرے تو فیصلہ کرنا مشکل
ہوجائیگا۔ ہمیں مذاہب کی بات اس لئے کرنا پڑی کہ جادو کو کچھ مذاہب نے تو تسلیم کیا اور

اسے اپنے مذہب کا حصہ بنایا وہ اگر جادو والے کام کرتے ہیں تو اپنے مذہبی فریضے کو سرانجام دینا سمجھیں گے۔لیکن جس کے مذہب نے جادو کو ممنوع قرار دیا ہے وہ یہ کام کرے تو اسے کیا کہا جائیگا؟ دنیا میں تین مذاہب ایسے جو آسمانی کتب کے وارث کہلاتے ہیں تینوں کے مذہبی لٹریچر کی رو سے جادو حرام ہے، کرنے والا کافر دائرہ مذہب سے خارج اور اس کی سزا قتل مقرر کی گئی ہے، لیکن دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ جادو کے متوالے یہی تینوں مذاہب کے نام لیوا ہیں۔اگر جادوئی قوتوں کے حامل کو حق کا پاسبان سمجھا جائے اور ان سے سرزد ہونے والی باتوں کو مبنی برحق قرار دیا جائے تو دنیا سے باطل کا نشان مٹ کر رہ جائے۔

ایک عجیب عمل

ہمارے ایک دوست نے ایک عمل بتایا تھا بے تکلفی کی محفل تھی ہر کوئی اپنے اپنے فن کے بارے میں تعریفوں میں مصروف تھا اور بتا رہا تھا کہ میں یہ کرتا ہوں میں یہ کرتا ہوں، جب انسان کسی چیز کے بارہ میں سوجھ بوجھ اختیار کرلیتا ہے تو قدرتی طور پر اس میں ''انا'' کا عفریت سر اٹھانے لگتا ہے، یہاں بھی یہی کچھ تھا۔بات چل نکلی تھی کہ مخالف اور دشمن سے کیسے نمٹا جائے ہر ایک نے اپنے فن اور اپنی معلومات کے مطابق بتانا شروع کر دیا تو وہ صاحب کہنے لگے، میرے پاس ایک ایسا عمل ہے کہ دشمن ومخالف خود آ کر معافی مانگتا ہے۔ اور اپنے کئے پر معذرت کرتا ہے۔اس دور میں ہر کوئی اپنے مخالف اور دشمن کو جھکانے میں لگا ہوا ہے۔روزمرہ کے جھگڑوں میں ہر ایک خواہش ہوتی ہے کہ دوسرا ہی آ کر معافی مانگے اور ہماری ٹانگ اوپر رہے، خیر وہ کہنے لگے کہ اگر کوئی موقعہ ایسا آ جائے کہ خواہش کہ مخالف معافی مانگنے میں پہل کرے یا کوئی قضیہ ایسا آن پڑے کہ اگر فریق مخالف چل کر آ جائے تو معاملہ سلجھایا جاسکے۔اس کے لئے عمل یوں ہے: عشاء/فجر کے بعد۔یا جب بھی وقت ملے اپنے بدن کو ڈھیلا کر کے بیٹھ جایئں کہ کسی قسم کا تناؤ موجود نہ رہے۔اس کے بعد یکسوئی سے

اپنے مخالفین کا تصور کریں کہ وہ اُلٹے لٹک کر معافی مانگ رہے ہیں۔زبان سے پڑھتا جائے''انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم''ایک بار پڑھ کر زمین پر مکہ (انگلیاں بند کر کے ہاتھ) مارنا ہے اور تصور کرنا ہے کہ یہ گھسن میں مخالف کے دماغ پر مار رہا ہوں اور دشمن اپنی ضد وانا چھوڑ کر مجھ سے مانگ رہا ہے۔چالیس (40) بار پڑھنا ہے اور چالیس بار ہی زمین پر مکہ مارنا ہے، جب عمل پورا ہو جائے تو اٹھ کھڑے ہوں اور اپنے مقصد کے بارے میں دعا بھی کریں، بہت بہتر ورنہ عمل پورا ہوا۔جتنا کامل تصور ہوگا اتنا ہی جلد اثر ہوگا اس کے تین دن میں اثرات آنکھوں دیکھ سکتے ہیں۔راقم نے بھی اس عمل کو بار بار کیا اور ان کے کہنے سے کہیں بڑھ کر مؤثر پایا، میں اس عمل کو گھریلو ناچاقی رشتہ داروں میں چپقلش دوست احباب میں غلط فہمی۔ملنے والوں میں میل ملاپ کے لئے کیا کرتا ہوں مختصر عمل ہے لیکن فوائد میں گہرا سمندر رہے۔

روحانیت پر یقین رکھنے والے سائنسدان:

سر ولیم کروکس 1832 لندن میں پیدا ہوا باپ درزی تھا مدرسہ کی تعلیم بہت کم پائی، بچپنے سے سائنسی کتب کا مطالعہ گھر پر ہی کیا کرتا تھا، اس نے کیمیا وطبیعات دونوں میں شہرت پائی 1897 فیلو رائل سوسائٹی منتخب ہوا سر کا خطاب ملا 1870ء۔روحانیات پر مسلسل چار برس کام کیا 4 اپریل 1919 کو انتقال کیا (طبیعات کی داستان 509) اولیور لاج: پیدائش 1851 زندگی میں مختلف عہدوں پر کام کیا 1902 میں سر کا خطاب ملا، طبیعات میں اپنی تحقیقات کی بنیاد پر شہرت حاصل کی، پھر روحانیت کی طرف توجہ کی اس میں بھی کمال حاصل کیا، متعدد تصانیف یادگار چھوڑیں 1940 میں انتقال کیا (طبیعات کی داستان 486) ایڈیسن: اس کی طرف ہزار سے زیادہ ایجادات منسوب ہیں، بلب کی موجود صورت اسی کی تشکیل کردہ ہے گیارہ فروری 1847 کو امریکہ میں پیدا ہوا، مرنے سے پہلے ایک ایسے آلہ کی ایجاد میں مصروف

تھاجس کے توسط سے روحوں سے نامہ و پیام کر سکے 18 اکتوبر کو انتقال کیا (ایضاً حوالہ بالا 475)

11

ساعات میں ابھرنے والی عملیاتی قوتیں

پہلے عاملین نے جو ساعات اور گھڑیاں متعین کی تھیں ان کے دوررس ذہن کی کاوش کا نتیجہ تھیں، اس وقت میں یہ باتیں جدید اور اچھوتی ہوا کرتی تھیں مگر آج تجربات نے انسانی نگاہوں سے بہت سے پردے سرکا دئے ہیں، سوچنے کے لئے نئی جہت فراہم کردی ہے ہمیں چاہئے کہ ان نظریات کو یکسر فراموش کردیں جو پہلے لوگوں نے ستاروں کے متعلق قائم کئے تھے، صرف اس بات کو سامنے رکھیں کہ دریافت شدہ طاقتوں سے کس انداز میں مستفید ہوجاسکتا ہے۔ اسکی مثال برقی رو سے لے سکتے ہیں برقی رو کے بارہ میں ماہرین جو کچھ بھی کہیں یا اس کے بارہ میں اصول قواعد وضوابط کچھ بھی ہوں لیکن استفادہ اس سے ہروہ انسان اٹھا سکتا ہے جو ان آلات جو بروئے کار لائے جن سے اس کی محفوظ طاقت فائدہ میں صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ ایک دیہاتی اجڈ جسے برقی رو کی ابجد بھی نہ آتی ہے اور نہ وہ یہ شعور رکھتا ہو کہ اس کی پیدائش وترسیل میں کیا کچھ کرنا پڑتا ہے، وہ تو اپنی ضرورت بٹن دبا کر پوری کرلیتا ہے۔ اس کی کوئی سردردی نہیں کہ وہ معلوم کرتا پھرے کہ اس کی پیدائش وترسیل اور اس میں جلنے والا ایندھن کیا ہے؟ بس یہی کچھ ہمیں کرنا چاہئے کہ ستاروں اور سیاروں سے ابھرنے والی شعاعوں کو بہتر انداز میں استعمال میں لایا جاسکتا ہے جیسے ہزاروں سال پہلے کا انسان آسمانی کوندتی بجلی کو دیکھ کر سہم جایا کرتا تھا لیکن آج انسان کی اتنی ہمت ہوچکی ہے کہ اسے قابو میں لاکر اپنی ضرورتوں کے مطابق استعمال میں لایا جاسکے۔ سولر انرجی سے ایک جہان مستفید ہورہا ہے وہ بھی تو ستارے میں قوت ہے اسے کیا کہیں گے اگر آفتاب و

مہتاب کی قوت سے مستفید ہونا شرک نہیں ہے تو کیا دور سے ستاروں میں خدا کے شریک بیٹھے ہوئے ہیں؟

دھات اور ستارے:

پہلے لوگوں نے مختلف ستاروں سے مختلف دھاتوں کو منسوب کردیا تھا اس نسبت کو وہ لوگ اس طرح قائم رکھتے تھے کہ ان کی سعد ساعتوں میں ان کی انگشتری اور الواح تیار کی جاتی تھیں آج بھی ایسا ہورہا ہے ان کا خیال تھا کہ قائم ہونے والے مخصوص نظرات مخصوص اثرات کی حامل ہوتی ہیں اور ان سے زندگی میں مطلوبہ نتائج پیدا کئے جاسکتے ہیں اور ان اعمال کے ذریعہ مختلف کام لیا کرتے تھے، جہاں بہت سی باتوں پر تحقیق ہورہی ہے وہیں پر اس بات پر بھی چھان پھٹک ہونی چاہئے کہ آخر ان لوگوں ان دھاتوں کو ستاروں سے کیوں منسوب کیا تھا؟ مخصوص ساعات اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اثرات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ کل تک کی ناممکن باتیں آج ممکن ہوچکی ہیں اور آج کے لاینحل مسائل آنے والے کل میں روزمرہ کے معمولات میں شامل ہوجایئں گے۔ دھاتوں کی ستاروں کے ساتھ نسبت اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اثرات دراصل ایک مثلثی زاویہ ہے جس میں انسانی دماغ کی قوتوں ستاروں اسے نکلنے والی روشنی/شعاعوں اور دھاتوں کے اثرات کو ممتزج کیا گیا ہے، ان تینوں کے امتزاج سے پیدا ہونے والے اثرات کو سمیٹا گیا ہے، یہ کوئی نئی بات نہیں روزمرہ کے مشاہدات ہیں کہ انسان مختلف اشیاء کو ملا کر اپنی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ طبعیات والے اس سے اعلی ترین استفادہ کررہے ہیں، اب تو ایسی روش چل نکلی ہے کہ بغیر امتزاج کے زندگی ممکن دکھائی نہیں دیتی، اس رخ سے بھی ہمیں تحقیق کرنا چاہئے ہوسکتا ہے کچھ مفید پہلو ایسے سامنے آجائیں جن سے زندگی کے لئے کچھ سہولتیں میسر آسکیں۔ میں طبعیات کے ماہر اطالوی نوبل انعام یافتہ ماہر

سائنسدان (جس نے سب سے پہلے امریکہ میں ایٹمی تجربہ کیا تھا) فرمی نے آفاقی شعاعوں (Cosmic Rays) پر دلچسپی سے کام کیا اس صدی کے آغاز میں حساس آلات کے استعمال سے معلوم ہوا کہ زمین ہر لحظہ چاروں طرف سے پر اسرار شعاعوں کی زد میں ہے۔ان شعاعوں کو آفاقی شعاعیں کہا گیا کیونکہ یہ زمین کے باہر کائنات سے ہی سے زمین کی طرف آتی ہیں [جدید طبیعیات کے بانی، از ڈاکٹر مجاہد حسین صفحہ 279] ممکن ہے پہلے لوگوں نے اس بات کو کسی اور انداز میں معلوم کر لیا ہو، تابکاری انشقاق گزرنے والی صدی اور موجود صدی کی ہنگامہ خیز دریافت اور اس کے پیدا ہونے والے عمل سے پوری دنیا خوف زدہ ہے یہ سب کچھ دھات اور شعاعوں کا ہی تو سب کھیل ہے۔

مادے کی قسمیں:

مادے کی تین حالتیں ہوتی ہیں۔ٹھوس، مائع، گیس قدرت نے ترکیب عناصر کا بھی عجیب سلسلہ رکھا ہے جہاں اس کی نیرنگی دیکھنے کو ملتی ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دو گیسوں کے میلاپ سے ایک مائع حاصل ہوتا ہے جیسے پانی۔کبھی ایک مائع اور ایک گیس کے کیمیاوی عمل سے ایک ٹھوس مادہ تیار ہوتا ہے جیسے مرکیورک آکسائیڈ۔کبھی دو بے بو گیسوں سے مل کر ایک بودار گیس تیار ہوتی ہے جیسے ایمونیا جو ہائیڈروجن اور نائٹروجن سے مل کر تیار ہوتی ہے۔ کچھ مواقع ایسے ایسے بھی ہوتے ہیں جب فطرت کا کھیل نا قابل فہم حد تک عجیب وغریب ہوتا ہے جیسے دو زہریلے عناصر سوڈیم اور کلورائیڈ گیس سے کھانے کا نمک (سوڈیم کلورائیڈ) حاصل ہوتا ہے اس کے برعکس دو اہم ترین اجزائے حیات عناصر کاربن اور نائیٹروجن کی باہمی ترکیب سے مہلک ترین زہر تیار ہوتا ہے جسے سیانائیڈ گروپ کے نمکیات (طبیعات کیا ہے؟ صفحہ 62)

ستارے اور عملیات

عملیات/سحر جادو میں ستاروں اور ان کی ساعات کو بہت اہمیت دی جاتی ہے جب کہ اسلامی نکتہ نگاہ سے اسے ناجائز قرار دیا گیا ہے۔اہل نجوم نے اس پر بہت کام کیا یہی نہیں بلکہ ہزاروں سال سے جاری تجربات کو آگے بڑھایا اور اس علم میں اس قدر گہرائی سے کام لیا گیا کہ یہ شاخ در شاخ تقسیم در تقسیم ہوتا گیا، اس کی بہت سے اقسام معارض وجود میں آتی گیئں یہ سلسلہ قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے، سومیری ادب جسکی عمر ساڑھے چار سے پونے پانچ ہزار برس بتائی جاتی ہے میں اختر شناشی کا ثبوت ملتا ہے، آثار قدیمہ کی کھدائی کے دوران ایک دیوی کی تصویر ملی جس میں وہ آسمان کو بغور دیکھ رہی تھی، ستارے واضح دکھائی دے رہے تھے۔اس کے بعد والی قوموں اور تہذیبوں نے اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اضافے کئے (ابن حنیف)

اسلامی دور میں اسے بلندی تک پہنچا دیا گیا لیکن جدید الیکٹرونی دور میں بہت سے سربستہ رازوں سے پردہ سرکایا گیا ہے استسقی کے مریض کی طرح جتنا پانی پی رہے ہیں اتنا ہی ہل من مزید کا شور بلند ہوتا ہے۔جدید سائنس نے جتنی بھی کھوج پرکھ کی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نئے نئے جہان دریافت ہوتے رہیں گے جس ستارے یا سیارے کو یہ سمجھ کر چھیڑا جاتا ہے کہ یہاں نظام شمسی کی حد ہے اس پر پہنچ کر معلوم ہے کہ جہاں سے ابتداء کی تھی اب بھی وہی ہیں۔حیرانگی کے عالم میں ماہرین کے منہ کھلے رہ جاتے ہیں۔بہت سے بھید کھلے لیکن ہر آنے والا پل جو کہانی سنا رہا ہے وہ پہلے سے جدا ہے۔

بروجی تقسیم

یہ موضوع تو فلکیات والوں کا ہے ہم تو صرف اس شاخ پر بحث کر رہے ہیں جو جسے انسانی نفسیات اور عملیات و جادو والے استعمال کرتے ہیں، اس قسم کو نجوم۔ساعات وغیرہ کیا جاتا ہے جو لوگ عملیات کرتے ہیں اس بات کے قائل ہیں کہ ساعات اور گھڑیاں انسانی زندگی

پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہیں، ماہرین نے انہیں دن رات میں بارہ بارہ ساعتوں میں تقسیم کیا ہے۔لیکن انہیں سات ستاروں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ تقسیم صدیوں پہلے ہوئی تھی اس وقت تک یہی سات ستارے دریافت ہوئے انسانی معلوم ان ہی سات ستاروں تک محدود تھا۔انسانی ذہن نے معمول ستاروں سے انسانی معاملات ان دیکھی قسمت اور باہمی تعلقات کو بانٹ دیا۔قسمت بینی کے لئے زائچہ کو بارہ خانوں تقسیم کیا، ستاروں کی چال بروجی تقسیم اور ساعات کے کھیل کو انسانی زندگی پر پھیلا دیا گیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ابھی تک دریافت ہونے والے نو ستاروں پر معاملات کو تقسیم کیا جاتا، لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ ممکن ہے قوت اخذ اور کمی استنباط کی وجہ سے یہ کام نہ ہوسکا۔ان نئے دریافت شدہ ستاروں کو پہلے سے ہونے والی تقسیم تحت بانٹ دیا گیا، ان کے اثرات واختیارات میں اختلاف پیدا ہو گیا۔اگر یہ علمی تقسیم اور زائچہ سازی درست ہے تو پہلے ہونے والے حساب اور زائچوں کی بنیاد پر کی جانے والی پیش گوئیاں ادھوری تھیں یا پھر ہمارے زائچے اور کی جانے والی پیش گوئیاں اور حالات بینی جدید ستاروں کی دریافت کے بعد تشنہ لبی کا شکار ہونگے ۔مگر ہزاروں سال سے وابسطہ لوگ اس فن میں زندگیاں کھپانے والے لوگ نہ تو اتنے غبی تھے کہ اس مہمل کام میں زندگیاں گھلا دیتے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ انسانی جستجو بڑھتی جارہی ہے، دنیا کے تمام ممالک میں اس فن سے وابسطہ لوگ موجود ہیں بلکہ حیران کن حد تک ان کی کئی باتیں درست ثابت ہوچکی ہیں، دن رات لوگ زائچہ سازی میں مصروف ہیں، ہزاروں لاکھوں لوگ اپنی زندگی کا زائچہ بنوار ہے ہیں، ہندو لوگ تو اس علم وفن پر بے تحاشہ اعتماد کرتے ہیں بلکہ زندگی کے اساسی کام ہی ستاروں کی چال کی مناسبت سے ترتیب دیتے ہیں۔

ستاروں کی نظرات کا حساب:

اگر یہ سب کچھ درست ہے تو پھر نئے دریافت ہونے والے ستاروں کو یا بعد میں کھوجنے

والے ستاروں کے بارہ میں اگر اسی قسم کے بارہ میں بہرحال ایک خلا تو موجود رہیگا جسے پر کرنا اہل علم کی زمہ داری ہے۔رہی یہ بات کہ عملیات میں اسے اتنی اہمیت کیوں دی گئی ہے؟ اگر دیکھا جائے تو جو تقسیم زائچہ سازی میں برتی گئی ہے، وہی عملیات میں رکھی گئی ہے مثلاً کسی کے زائچہ میں شرف وتثلیث کو اچھا گنا جاتا ہے تو عملیات میں ان اوقات میں ایسے ہی کام لئے جاتے ہیں۔شرف کو سب سے بہتر اور ہبوط کو سب سے نحس مانا گیا ہے۔ یہ تقسیم درجہ بدرجہ سعد ونحس کیوں تسلیم کئے گئے ہیں؟ زندگی کے تجربات کہتے ہیں کہ جو ان باتوں کو مانتے ہیں ان کی زندگی میں ان ستاروں کا کردار بھی اہم ہوتا ہے جو لوگ ستاروں کے نام تک نہیں جانتے ان کی زندگی ان کے اختیار کردہ راستوں پر گامزن ہوتی ہے البتہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ جو نجوم سے تعلق رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں ان کے تجربات اور ان کی ستارتی تقسیم ان کے لئے ایسا راستہ بتادیتی ہے جس کے ملغوبہ سے وہ پیشگوئیاں کرنے لگتے ہیں۔کچھ بتانے والے کا تجربہ اور کچھ پوچھنے والے کا یقین ایسی راہوں متعین کرتے ہیں کہ انہیں قسمت کے بجائے خیالات کا بہاؤ کہنا زیادہ بہتر ہوگا۔

بروج کے بارہ میں تحقیق

اگلے دور میں مصری فلاسفر پولٹمی (Poltmey) نے اپنے وسیع مطالعہ ومشاہدہ کی بنیاد پر 48 بروج کی ایک مکمل لسٹ AD,150 میں کتابی شکل میں سامنے لائے پھر سولھویں سترھویں صدی کے دوران یورپی اہل علم نے دور دراز علاقوں کا سفر کرکے آسمان کا تفصیلی مشاہدہ کیا ساتھ میں اہل عرب کی تحقیقات بھی سامنے رکھ کر 12 نئے بروج کا اضافہ کیا جس سے بروج کی تعداد 60 ہوگئی لیکن یہ تعداد بھی مکمل ثابت نہ ہوئی 168 ویں صدی کے وسط میں فرانسسی ماہر فلکیات چارلس میسرز نے مزید 14 بروج کا اضافہ کرکے 78 تک پہنچادیا لیکن یہ بروجی تقسیم پوری دنیا میں تسلیم نہ ہوسکی بالآخر 1922ء میں انٹرنیشنل آسٹرومیکل

یونین (IAU) نے مزید چھان بین، مشاہدات اور عالمی بحث ومباحثہ کے بعد متفقہ طور پر ایک جامع لسٹ مرتب کی جس میں بروج کی تعداد 88 ہوگئی، آجکل یہی بروج ساری دنیا میں استعمال ہوتے ہیں۔

فرضی بروج، اہم نکتہ:

آسمانی فرضی گنبد کے ان 88 حصوں یا بروج کی کوئی اصلیت نہیں بلکہ ہم نے اپنی سہولت کے لئے یہ چند عارضی نام رکھ لئے ہیں، ہر حصے یا بروج میں چند ستارے نہایت چمکدار ہوتے ہیں صاف نظر آنے والے ستاروں کو ذہن میں خیالی لکیروں کو جوڑ کر ایک تصویر یا شبہ فرض کر لیتے ہیں جیسے دب اکبر۔قوس۔اسد وغیرہ۔دنیا بھر میں راستوں کی تلاش اور رابطے کا کام دیتی ہیں۔

88 بروج کی درجہ بندی

کسی بھی دائرے کے حصے کو ڈگری'' کے پیمانے پر ماپا جاتا ہے۔مکمل دائرہ 360 ڈگری یا حصوں میں تقسیم ہوتا ہے اس حساب سے دائرہ کا رقبہ مربع ڈگری کہلاتا ہے جیسے زمین کے ایک ٹکڑے کی لمبائی چوڑائی مربع فٹ یا مربع گز میں پیمائش کرتے ہیں اسی بنیاد پر ہمارا گنبد نما دائرہ اکتالیس ہزار دوترپن (41253) مربع ڈگری بنتا ہے لیکن ہمارے مقرر کردہ 88 حصے یا بروج برابر مربع ڈگری میں تقسیم نہیں ہوتے۔اگر ہم اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو پھیلائیں تو ان کا درمیانی فاصلہ اوسطا 22 ڈگری بنتا ہے۔کیونکہ ہماری آنکھیں عموما اسی زاوئے کو دیکھ پاتی ہیں۔زمانہ قدیم میں انسان کے پاس یہی بنیادی آلات تھے جن کی مدد سے علم آسٹرونومی کی ابتداء کی اگر ہم کل مربع ڈگری (41253) کو 88 حصوں پر تقسیم کریں تو ہر حصہ یا برج 468 ڈگری کا بنتا ہے۔یہ ہندسہ 22 ضرب 22 کے قریب ترین نمبر بنتا ہے (انسان اور خلائی مخلوقات۔از محمد صدیق اکبر صفحہ 94)

انسانی جسم پر شعاعوں کے اثرات

البتہ جدید سائنسدانوں نے جو تجربات کئے ہیں ان کی بنیاد پر کہہ سکتے ہیں کہ ستاروں سے پھوٹنے والی شعاعیں انسانی وجود اور انسانی شعور پر اثرات مرتب کرتی ہیں کئی ستاروں سے آنے والی شعاعیں انسانی وجود میں انبساط پیدا کرتی ہیں کچھ میں آنے والی شعاعیں انقباض پیدا کرتی ہیں انہی اثرات کی بنا پر اگر انہیں سعد ونحس کہا جائے تو کسی قسم کی قباحت پیش نہیں آسکتی نہ ہی کوئی شرعی قدغن لگ سکتی ہے۔علوم جدیدہ کی رو سے کہا جا سکتا ہے کہ انسان رنگ ونور کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اِسے خوراک کی طرح مختلف شعاعوں کی بھی ضرورت ہوتی ہے، جدید میڈیکل میں مختلف امراض کا شعاعوں سے علاج کیا جاتا ہے آلات جدیدہ سے معلوم کیا جا سکتا ہے کائینات میں کونسی شعاع کتنی مقدار میں کیا کام کرتی ہے۔ان شعاعوں سے کس طرح استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

سعد نحس

رہی یہ بات کہ پہلے لوگوں سعد ونحس کا تصور کس بنیاد پر دیا تھا اور اپنے اعمال اس نہج پر کیوں ترتیب دیا تھا، ہوسکتا ہے انہیں کسی حد تک ان شعاعوں کا ادراک ہو گیا تھا لیکن وہ سعد ونحس کے علاوہ انہیں کوئی دوسرا نام نہ دے سکے ہوں مگر انہیں ان سے ہونے والے نفع ونقصان کی حد تک احساس ضرور تھا معلومہ حدود میں رہتے ہوئے ان سے مستفید ہونا ان کی ضرورت تھی انہوں اس ضرورت کو احسن انداز میں پورا کیا۔جب انہوں نے یہ احکامات نجومیہ مرتب کئے تھے ان کے پاس ایسے آلات موجود نہ تھے نہ یہ آج جیسی سہولیات انہیں میسر تھیں انہوں نے جو کچھ کیا ان کی ذہانت پر دال ہے۔اب اگر کسی بات کی ضرورت ہے تو صرف اس قدر کہ جو احکامات نجومیہ ہم تک پہنچے ہیں انہیں جدید انداز میں پرکھا جائے کہ کس

قدر انسانی زندگی پر یہ اثرات مرتب ہوتے ہیں فلکیات والے اور مذہبی لوگ تو اس سلسلہ کو لغو ولایعنی قرار دیتے ہیں۔ایسی باتیں تو اور بھی بہت سے معاملات میں دیکھنے کو ملتی ہیں کسی معاملہ ہر کسی کی رائے معتبر تو نہیں ہوسکتی فلکیات و مذہب کا جب اس میں عمل دخل ہی نہیں ہے تو چاہئے کہ ان کی بھی سن لی جائے جو اس سے دلچسپی رکھتے ہیں ہوسکتا ہے مذہبی نکتہ نظر سے اس لئے حرام قرار دیا گیا تھا لوگ خدائی اختیارات کو خلط کردیتے تھے جو کام خدا کے ساتھ مخصوص ہیں انہیں ستاروں کی طرف نسبت دی جاتی تھی اگر یہ نقص دور کردیا جائے اور کوئی قابل قبول صورت سامنے آجائے تو پرانے لوگوں کے تجربات سے مستفید ہوا جاسکتا ہے اور درمیانی راہ تلاش کی جاسکتی ہے۔صرف حرام کہنے اور اس کے خلاف محاذ آرائی سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

رنگ ونور سے علاج

علاجوں میں ایک طریقہ رنگوں سے علاج کا بھی ہے اس کے ماہرین پانی تیار کرکے دیتے ہیں جس سے امراض میں حیرت انگیز طور پر تبدیلی آتی ہے،رنگوں کے ماہرین نے رنگوں کی تقسیم کی ہوئی اور علاج الامراض میں مختلف نگوں میں تیار کیا گیا پانی استعمال کرایا جاتا ہے۔جب کہ روحانی معالجین بھی اپنے اعمال اور تیار کردہ طلسموں کو تجسیم کرتے ہیں جسے بہت سے علماء نے ناجائز قرار دیا ہے لیکن تجسیم کرنا اور مختلف قسم کے ستاروں کی شعاعوں سے پانی تیار کرکے امراض اور روحانیات میں معروف چیز ہے کچھ اشیاء واقعی اتنی حساس ہوتی ہیں ان پر رنگوں اور شعاعوں کا بہت زیادہ اثر ہوتا ہے اسی طرح کچھ طبائع میں بھی یہی کچھ تاثیر پائی جاتی ہے ان پر رنگ ونور بہت گہرا اثر ڈالتے ہیں اور کائناتی شعاعوں سے بہت گہرا تاثر لیتے ہیں،رہی یہ بات کہ شرعی انداز میں اسے کیا کہا جائے تو یہ متعلقہ لوگ ہی بہتر انداز میں بتاسکتے ہیں جو عقائد ونظریات ستاروں میں نفع ونقصان پہنچانے کے بارہ میں ان نظریات

کی اس دور میں خاص اہمیت باقی نہیں رہ گئی ہے، جب تک انسانی دماغ ان کی گہرائیوں سے ناآشنا تھا اسوقت تک کچھ بھی کہا جاسکتا تھا لیکن آج تحقیق نے الگ انداز اختیار کرکے بہت سی باتوں کو صاف کردیا ہے عقائد کے اوپر پڑی ہوئی دھول کو اڑا کر رکھ دیا ہے۔

انسانی وجود پر پڑنے والی شعاعوں کی مثال

اگر اثرات کا ہی تعلق ہے تو اس سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ ان ستاروں سے پھوٹنے والی روشنی اور ہم تک آنے والی شعاعیں انسانی وجود پر لامحالہ اثر انداز ہوتی ہیں، اس کی مثال ہم یوں دے سکتے ہیں کہ ایک شیشے کا بہت بڑا مرتبان ہو جو معمولی سے معمولی آنے والی روشنی اور شعاع کو جذب کرلیتا ہو،اس سے مرتب ہونے والے اثرات کو محفوظ بھی رکھتا ہو اس پر بہت سی آنے والی شعاعیں پڑ رہی ہیں،بس ہی بات ہم انسانی وجود کے بارہ میں کہہ سکتے ہیں جو ستاروں سے ابھرنے والی روشنی اور کائناتی شعاعوں سے ہر لحہ متاثر ہوتا رہتا ہے۔جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ انسان ستاروں سے آنے والی شعاعوں سے متاثر ہوتا ہے کوئی اس کے اندر انبساط پیدا کرتی ہے تو کوئی انقباض اور انسان اپنے تجربے یا ماہرین کی خدمات حاصل کرکے اس بات کا پتہ چلا لیتا ہے کہ فلاں قسم کی روشنی اس کے لئے نقصان دہ ہے کیونکہ ہر ستارے سے الگ اور جداگانہ روشنی نکلتی ہے، جب اسے اپنے اندر ہونے والی تبدیلی کا پتہ چل جاتا ہے تو ایک تجربہ کار اسے کوئی چیز دیتا ہے جس سے اس روشنی سے پیدا ہونے والے اثرات نقصانی سمت سے رخ پھیر لیتے ہیں، تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے یا یوں کہ لیں کی ایک آدمی کو کسی خاص قسم کی شعاع کی ضرورت ہے لیکن وہ اسے پوری طرح نہیں مل رہی، اگر اسے کوئی آلہ دیدیا جائے جو مطلوبہ شعاع کو زیادہ مقدار میں جذب کرسکے تو اسے ایسا کرلینا چاہئے۔

حدیث مبارکہ ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ایک بار رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ

پکڑ کر چاند کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''اے عائشہ! اللہ کی پناہ مانگو غاسق سے شر سے''، یعنی چاند کے شر سے (تفسیر طبری 748/24) جب یہ چھپنے لگے۔ الماتریدی نے اس کی تفصیل دی ہے (النکت والبیان 375/6۔ ترمذی کتاب التفسیر 452/5، الحاکم 541/2)

سائنسدانوں کا تجربہ

سائنسدان اس بات کا اندازہ لگا رہے ہیں سورج سے آنے والی روشنی اور دیواروں پر ہونے والا رنگ و روغن ہماری صحت و مزاج پر کس انداز میں اثر انداز ہوتے ہیں۔ ایک چھوٹی سی لڑکی کی بینائی ختم ہو رہی تھی اس سے آنکھ میں ورم آ گیا تھا، جس کی وجہ سے آنکھ آگے کی طرف بڑھتی جا رہی تھی۔ تین بار عمل جراحی کیا گیا مگر کوئی فائدہ سامنے نہ آیا۔ باقی علاج بھی فائدہ مند ثابت نہ ہوئے۔ اس کے معالج نے مزید کچھ تدبیر کیں۔ مشورہ دیا گیا کہ بچی روزانہ چند گھنٹے سورج کی روشنی میں گزارے، جس کمرے میں وہ سوتی ہے اس کے پردوں اور دیواروں اور خود اس کے کپڑوں کا رنگ سبز نیلا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند مہینوں میں اس کی بینائی بحال ہو گئی۔ کیونکہ نور و رنگ خاص اہمیت کے حامل تھے جنہوں نے صحت کی بحالی میں بنیادی کردار ادا کیا۔ قدیم مصری و یونانی باشندے روشنی سے علاج کیا کرتے تھے بعد میں اس طرف سے لاپرواہی برتی گئی۔ غالبا روشنی کا اثر غدہ صنوبر (Pineal) اور غدہ نخامیہ (Pituitary) دوسرے غدے متاثر ہوتے ہیں۔ سورج کی روشنی جسم کی حفاظتی صلاحیت میں اضافہ کرتی ہے (ماہنامہ قانون مفرد اعضاء نومبر 2003)

جواہر اور نگینے، انسانی طبیعت کا انبساط و انقباض

انسانی مزاج کے انبساط و انقباض کے اثر لامحالہ طور پر اس کے کردار و افعال پر ہوتا ہے انبساطی کیفیت اور خوشی کے لمحالت میں انسان ایسے کام کر جاتا ہے جو انقباض یا غمی رنجیدہ

ہونے کی حالت میں نہیں کر سکتا، انسانی تجربات میں بہت سی ایسی آ چکی ہیں جن کے کرنے سے انسانی کیفیات میں نمایاں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، ایسے جواہر اور قیمتی پتھر موجود ہیں جنہیں پاس رکھا جائے تو طبیعت انسانی میں بہت تغیر پیدا ہو جاتا ہے جو لوگ ان کاموں سے عقیدت رکھتے ہیں انہیں رہنے دیا جائے ایسے لوگ جو بال کی کھال اتارنے والے ہوتے ہیں وہ بھی اور ان کا مفکرین کے نام پر شہرہ وہ بھی ایسے باتوں کو کسی نہ کسی انداز تسلیم کرتے ہیں۔ راقم نے مولانا مودودی مرحوم کی تحریر پڑھی جنہوں نے لکھا تھا کہ گردہ کے درد میں ایک انگوٹھی پہنی جس کا نگینہ پتھر کا تھا اس کے بعد مجھے گردہ کی درد نے نہیں ستایا۔

حلال وحرام کا مسئلہ

اس چیز میں شبہ نہیں جو کرتا ہے اللہ کرتا ہے سوچنا تو یہ ہے یہ اشیاء پیدا کس نے کی ہیں؟ کیا ان اشیاء میں اللہ تعالیٰ کے کام کی کوئی چیز دکھائی دیتی ہے کہ فلاں چیز ممنوع ہے کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے کام میں لانا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ وہ ذات ان کمزوریوں اور نقائص سے مبراء و پاک ہے سب چیزیں ہمارے لئے ہی تو پیدا ہوئی ہیں تفکر فی آیات اللہ سے کیا مراد ہے؟ کائنات کی سب چیزوں کو ہمارے لئے مسخر کر دیا ہے یہ ایسا اٹل فیصلہ ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ستارے اور سیارے سب مسخرات بامرہ ان کی تسخیر سے کیا مراد ہے حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن اتنا ضرور ہے ان چیزوں سے مستفید ہونا ہرگز شرک نہیں ہے، اگر تسخیر ان معنوں میں لیتے ہیں جیسے گھوڑے کو قابو میں کر کے اس کی لگامیں پکڑ کر سواری کے لئے جڑھ جاتے ہو شاہد ایسا تو ممکن نہ ہو سکے۔ بالفرض ایسا ہو بھی گیا تو یہ ہم ایسی سوچ والے ہرگز نہیں کر سکتے جن کی سوئی ایک جگہ پر اڑی ہوئی ہے اور وہ مذہب کو اپنی جہالت کے لبادہ میں لپیٹی پڑے ہیں، جو اُن کی سمجھ میں آ جائے مذہب ہے اور اسے کرنے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے لیکن جو چیز ان کی

سمجھ میں نہ آئے اسے شرک اور خلل فی الدین قرار دیں تو قرین قیاس نہیں ہے۔ضرورت تو اس امر کی ہے کہ ہمیں ان معاملات کو سمجھنا چاہئے جن پر لب کشائی کرنے والے ہیں یا اس کے بارہ میں ہمیں بولنا پڑ رہا ہے، اگر ناسمجھی کی بنا پر کہی گئی بات کی جگہ انسان یہ کہہ دے کہ اس بارہ میں مجھے پوری معلومات نہیں کسی زیادہ معلومات رکھنے والی ماہر سے پوچھ کر بتاؤں گا ایسی روش سے بہت خوشگوار اثرات مرتب ہونگے۔اس گئے گزرے دور میں دین کو مذاق بنالیا گیا ہے اس کے ذمہ دار وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین میں فہم پیدا کئے بغیر اظہار خیال شروع کر دیا، حالانکہ ان لوگوں کو متعلقہ معاملہ میں سوجھ بوجھ کے بعد بولنا چاہئے تھا،معلومات کے بے بہا ذرائع موجود ہیں، جدید ٹیکنالوجی نے ایسا میدان علم وعمل مہیا کر دیا ہے سست و کاہلی کی تو کوئی دوا نہیں آگے بڑھنے والے کے لئے تو کوئی جہاں موجود ہیں۔

نجوم سے عمر بڑھانے کے عجیب طریقے

قدیم زمانے کے لوگوں نے درازئی عمر کے لئے کیمیا ہی پر توجہ نہیں کی بلکہ نجوم سے بھی بہت کی انہوں نے نجوم کا مطالعہ کیا، خیال کیا کہا جرام سماوی انسان کی زندگی، اس کی قسمت پر حکومت رتے ہیں۔نجومی انسان کی ولادت کا وقت دریافت کر کے اس کے گذشتہ اور آئندہ حالات بتا دیتے تھے یہ اعتقاد ن نادان اور جاہلوں میں ہی نہ تھا بلکہ اس زمانے کے بڑے بڑے دانش مند لوگوں میں پھیلا ہوا تھا،حکماء اور علمائے نجوم اور اعداد و حروف کے علوم بڑے شوق سے سیکھتے تھے، جب کوئی آدمی نجوم میں شہرت پاتا تھا تو اس کی بڑی قدر ہوتی تھی۔اس کو وقعت اور عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔بادشاہ ان سے خط و کتابت کرتے ،امور سلطنت میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔نجومیوں کا خیال تھا کہ ہر انسان کی قسمت پر ایک ستارہ حکمران ہے۔اسی طرح نباتات، حیوانات اور مکانات و مقامات پر

بھی خاص خاص ستارے فرمانروا ہیں۔ جب کسی آدمی کو تکلیف یا بیماری آتی تو اس کو ستارے کے دائرہ حکومت سے نکال لے جاتے تھے جس سے وہ تکلیف و بیماری پیدا ہوتی اور اس ستارے کے سائے میں لیجاتے تھے جس کی تاثیر پہلے کے خلاف ہو، تاکہ اس ستارے کے ظل حمایت میں رہ کر کھائے پئے انوش کرے اور شفا پائے۔ان کا یہ بھی خیال تھا کہ ستاروں اور معدنی چیزوں میں خاص تعلق ہے اس لئے نفع حاصل کرنے کے لئے اور ضرر سے بچنے کے لئے وہ معدنی چیزوں کا استعمال کرتے تھے۔خاص خاص ستاروں کے طلوع کے وقت خاص خاص دھاتیں پگھلائی اور ڈھالی جاتی تھیں جس کے پاس اس قسم کی دھات ہوتی تھی گویا وہ طرح طرح کی تکلیفوں اور مصیبتوں سے محفوظ رہتا تھا۔بعض دھاتیں بیماری دور کرنے کے لئے استعمال کی جاتی تھیں۔بعض تکلیف کو رفع کرنے کے لئے بعض بلند مرتبہ اور عزت حاصل کرنے کے لئے بعض تجارت میں نفع کمانے کے لئے اور بعض جنگ میں فتح پانے کے لئے ،مخالف پر غالب آنے کی غرض سے پگھلائی جاتی تھیں اور ان پر مریخ کی شکل اس حالت میں کھودی جاتی تھی جب کہ برج عقرب طلوع کر رہا ہو اور ان کا یہ خیال تھا کہ اس دھات کا ہتھیار جس کے پاس ہوگا وہ خوں خوار اور فاتح ہوگا[مشیر الاطباء دسمبر۔جنوری جلد 44]

چاند کی راتوں کے نام

عربوں نے چاند کی روشنی کے اعتبار سے مہینے کی راتوں کے نام رکھ لئے تھے مثلاً پہلی تین راتوں کا نام ''غرر'' ہے اس کے بعد کی تین راتوں کے نام ''نفل'' اس کے بعد کی تین راتوں کے نام ''تسع'' اس لئے کہ اس کی آخری رات نویں ہوتی ہے اس کے بعد کی تین راتوں کے نام ''عشر'' اس لئے اس کی ابتداء دس سے ہوتی ہے۔اس کے بعد کی تین راتوں کے نام ''بیض'' ہے کیونکہ ان راتوں میں چاند کی روشنی پوری رات رہتی ہے۔اس کے بعد کی تین

راتوں کے نام ''ورع'' یہ لفظ ورعاء کی جمع ہے یہ اس لئے رکھا کہ سولھویں کو چاند ذرا دیر سے طلوع ہوتا ہے، تھوڑی دیر اندھیرا رہتا ہے، عرب میں اس بکری کو جس کا سر سیاہ ہوا سے شاۃ ورع کہتے ہیں اس کے بعد کی تین راتوں کو ''ظلم'' کہتے ہیں۔ پھر تین راتوں کو ''ضاؤس''۔ پھر تین کو ''دراری'' پھر تین کو ''محاق'' کیونکہ اس کے بعد چاند ختم ہوجاتا ہے اور مہینہ کا آخر ہوجاتا ہے [تفسیر ابن کثیر سورہ یسن]

جادو میں دھاتوں اور حجریات کا استعمال

بلور اور سیلکان ڈائی آکسائیڈ کی دیگر اقسام طوفان، باد وباراں اور تبدیلی حرارت سے ٹوٹ کر لاتعداد ٹکڑوں میں تقسیم ہوجاتے ہیں۔ غیر خالص سیلکان ڈائی آکسائیڈ کی خوبصورت اقسام عقیق ابیض کہلاتی ہیں، یہ پتھر نیم شفاف اور بعض اوقات دودھیا دھاری دار سفید ہوتے ہیں، ایسا عقیق جس پر سیاہ دھاریاں ترتیب کے ساتھ ہوں سنگ سلیمانی کہلاتا ہے، جب یہ دھاریاں سفید اور سرخ یا بھورے رنگ کی ہوں ایسے پتھر کو عقیق سلیمانی کہا جاتا ہے اس کی ایک قسم غیر خالص بنفشی یا ارغونی رنگ کی ہوتی ہے جسے یاقوت ارغونی کہا جاتا ہے اور جو قسم نارنجی سرخ ہوتی ہے ''عقیق احمر'' کہلاتی ہے (مفردات کیمیا صفحہ 82)

جادوگر اور سحریات کے ماہر لوگ مختلف دھاتوں اور حجریات کو اپنے اعمال کا سہارا بناتے ہیں، ان کے سحری خواص بیان کرتے ہیں۔ کچھ پتھروں کو امراض جسمانی کے لئے بھی کام میں لایا جاتا ہے، قصہ کوتاہ جو حجریات سحری خواص کی وجہ سے صدیوں سے اپنا سکہ جمائے ہوئے ہیں، آج کیمیاوی تجزیوں نے ان حقائق سے پردہ سرکا یا ہے کہ جن باتوں کو ساحر و عامل لوگ سحری خواص کے طور پر بیان کرتے تھے وہ ان کے ذاتی خواص ہیں، ساحر لوگ ان خواص سے بہت پہلے واقف ہوچکے تھے وہ سمجھتے تھے کہ پیدا کرنے والے نے ہر چیز کے جداگانہ خواص رکھے ہیں، ان کی ساخت میں عناصر کی کمی بیشی نے انہیں مختلف خواص کا

حامل بنادیا ہے۔ ساحروں نے ان حجریات پر اپنے منتر جنتر کے ذریعہ سے ان میں خواص پیدا کرنے کی کوشش کی ان باتوں سے عوام لاعلم تھے۔

ایک سحری کتاب کے مطالعہ کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ ساحر حضرات بہت سے کائیناتی قوانین جانتے تھے وہ ایک قسم کا پتھر لیکر ایسے موسم کی تلاش میں رہتے جب طوفان و بارش کے امکانات واضح ہوں۔ ایسے میں اس پتھر کو لیکر کسی چٹیل میدان میں نکل جاتے جب بجلی کوندتی تو یہ پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا، ساحر ان ٹکڑوں کو سمیٹ لیتا ان ٹکڑوں کو پیس کر عمل حب میں استعمال کرتے تھے۔

یہ مضمون کافی عرصہ پہلے پڑھا تھا اس وقت ان ٹکڑوں کی حقیقت نہ کھل سکی عرصہ کے بعد جب کیمیا کا مطالعہ کیا تو ان پتھروں کا ٹوٹنا اور ان خواص کے زاراز سے آگاہی حاصل ہوئی۔ ساحر لوگ ہر بیماری کو ارواح و سحر سے منسوب کرتے ہیں، گھاگ قسم کے عامل پھوں پھاں کے ساتھ دوادارو سے بھی کام چلاتے ہیں کیونکہ وہ لوگ جانتے ہیں جن باتوں کو سحر و جنات کی طرف منسوب کیا جارہا ہے وہ جسمانی امراض ہیں۔

اعمال سحری میں بخورات (دھونیوں) کا استعمال۔

ایک عربی مصنف لکھتا ہے ''ادویۃ وعقاقیر: وہی تؤثر فی بدن المسحور وعقلہ وارادتہ ومیلہ'' ادویہ وعقاقیر موثر ہوتی ہیں جادو کے ستائے ہوئے مریض کے لئے یہ اثر رکھتی ہیں مسحور کے بدن اس کی عقل اس کے ارادہ اور میلان پر (المفصل فی شرح حدیث من بدل دینہ فاقتلوہ 475/2) عاملین وساحرین امراض کے دور کرنے کے لئے بخورات و دھونی کا خاص اہتمام کرتے ہیں، دھونی علاج کا وہ پہلو ہے جسے عمل کے لزوم کے طور پر اختیار کیا جاتا ہے اس موضوع پر لکھی گئی کتب میں مختلف امراض کے لئے مختلف جڑی بوٹیوں اور خوشبویات کو سلگایا جاتا ہے۔ جب یہ بخورات سلگتے ہیں تو ان سے اٹھنے والا دھواں طبی

خواص کا حامل ہوتا ہے ۔ اس انداز علاج سے دم جھاڑے سے جلد شفائی اثرات نمودار
ہوتے ہیں عامل دھونی اورعمل کے امتزاج سے ایسی فضا پیدا کر دیتا ہے جو مریض کے مزاج
ومرض سے تطابق رکھتی ہے اس سے عامل دوہرے فوائد حاصل کرتا ہے ایک تو اپنی شفائی
دکانداری چمکاتا ہے دوسرا طبی فوائد حاصل کر کے جیب خرچ اور معاشی مسائل کا بھی اپنے کے
لئے سامان مہیا کرتا ہے ۔

کائیناتی شعاعیں

جسم انسانی پر کاسمک شعاعیں ایک خاص اثر رکھتی ہیں انسان ایسی دنیا کا باشندہ ہے جہاں
ہمہ وقت بے شمار شعاعین اس سے ٹکراتی رہتی ہیں، یہ شعاعیں اثر انداز ہوتی ہیں ممکن ہے
اسی لئے عاملین اور ستارہ شناش لوگوں نے سعد ونحس کا تصور لیا ہو۔ایک معالج جانتا ہے
زیر علاج مریض کو کس قسم کی اور کتنی مقدار میں شعاعوں کی ضرورت ہے۔کونسی شعاعیں
مریض کے لئے تکلیف کا سبب ہیں، علاج و معالجہ میں کسی کو کوئی تدبیر بتلاتا ہے تو اسے
اختیار کر لینے میں حرج نہیں ہے۔ پہلے لوگ آنے والی شعاعوں اور حجریات کے خواص سے
آشنا تھے وہ موقع محل کے ے مطابق لوگوں کو نگینے انگشتریاں بنا کر دیا کرتے تھے، وہ
مختلف اندازے لگا کر ہر ایک کے لئے الگ الگ پتھر چنا کرتے تھے۔اس طریق علاج
سے مریض کے علاج میں ایسی تدبیر اختیار کرتے تھے جس سے مریض کو فائدہ پہنچا کرتا
تھا۔ کیونکہ پتھروں میں اللہ تعالیٰ نے خواص رکھے ہیں کہ مختلف شعاعیں سے پیدا ہونے
والے اثرات کو جذب کر سکیں، اگر نگینہ وانگوٹھیوں کو طبی ضرورت کی غرض سے استعال کیا
جائے تو حرج نہیں ہے۔

سحریات کو ہر مذہب وملت نے تسلیم کیا ہے نامعلوم زمانے سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے جدید
تجربات نے جن حقائق کی نقاب کشائی کی ہے، سحریات کا بھرم کھلتا جارہا ہے وہ اشیاء

جنہیں ساحر جادو کی طاقت بتلایا کرتے تھے معلوم ہوا اگر انہیں استعال کیا جائے تو وہ
خواص آج بھی پائے جاتے ہیں یعنی یہ خواص ان اشیاء کے ذاتی طور پر موجود تھے لاکھوں
لوگ آج بھی حجریات کو اہمیت دیتے ہیں ان قبیل کی اشیاء کے خواص معلوم کر کے انہیں
شائع کیا جائے معتقیدات کی بنیاد پر اتنی بڑی خدمت ہوگی۔ساحر و جادو کو کیمیا دان و
سائنسدان غیر حقیقی تسلیم کرتے ہیں ان کے فن و ہنر کا مذاق اڑاتے ہیں دوسری طرف
عاملین ان لوگوں کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں کیونکہ ان کے نزدیک سائنسدانوں کی وہاں تک
رسائی نہیں ہے۔اگر یہ دونوں طبقے یکجا ہو جائیں اور حقیقی باتوں وتواہمات سے ان خش و
خاشاک کو دور کردیں جن حقائق وتوہمات کے درمیان پڑے ہوئے ہیں تو انسانیت کی
بہت بڑی خدمت ہوگی۔

جس قدر جادوگر عملیات سے وابسطہ لوگوں کو حقارت کی نگاسے دیکھا جاتا اتنے بے حقیقت
نہیں ہوتے یہ ایک فن میں دسترس رکھتے ہیں، آج اگر سحریات کو استحسان کی نگاہ سے نہیں
دیکھا جاتا لیکن اس فن میں موجود خوبیوں کا ایک زمانہ معترف رہا ہے اور آج بھی اس کے
ماننے والوں میں کمی نہیں آئی، کسی کے ماننے یا نہ ماننے کی وجہ سے حقائق نہیں تبدیل نہیں
ہوا کرتے، اس فن پر لکھی گئی کتب میں بہت سی مفید باتیں موجود ہیں جنہیں الگ سے کام
میں لاکر انسانیت کی خدمت کی جاسکتی ہے۔دھاتوں کے جس قدر نام موجود ہیں ان کے
دریافت کرنے والوں نے ستاروں سے منسوب کئے ہیں۔

ایم اے عبداللہ ایک جگہ لکھتے ہیں ’’مرکری (پارہ) کا یہ نام قرون وسطی کے کیمیا دانوں نے
رکھا تھا، جس کا طریق کار یہ تھا اجرام سماوی کی مناسبت سے عناصر کے نام رکھا کرتے تھے
انہوں نے سونے کو سورج، چاندی کو چاند، لوہے کو مریخ، تانبے وینس کا نام دے رکھا تھا۔
اسی طرح دیگر عناصر کے بھی (جن کا ذکر انہوں نے اپنی تحریروں میں کیا ہے) ایسے ہی نام

تھے، ان ناموں میں زیادہ تر علم نجوم اور دیگر ایسے علوم کا لحاظ رکھا جاتا تھا جن کا آج کل ذکر نہیں کیا جاتا مثلاً مرکری سیارے کے نام پر رکھا گیا تھا تاہم اس کا نام آج تک ویسے ہی رائج ہے جب کہ بہت سے دوسرے عناصر کے اصل نام رائج ہو گئے ہیں (مفردات کیمیا صفحہ 213)

ماخذ و مصادر۔۔

القران الکریم۔۔جدید طبیعیات کے بانی، از ڈاکٹر مجاہد حسین۔۔۔طبیعات کیا ہے؟
(انسان اور خلائی مخلوقات۔از محمد صدیق اکبر۔۔تفسیر طبری۔۔
(النکت والبیان۔ترمذی کتاب التفسیر، الحاکم۔(ماہانامہ قانون مفرد اعضاء۔مشیر الاطباء دسمبر۔جنوری جلد 44][تفسیر ابن کثیر سورہ یسن]۔۔مفردات کیمیا۔

12

enigma{الطلسمات}

• شیخ الرئیس بوعلی سینا اپنے ملفوظات میں تحریر فرماتے ہیں: ساحر سامری کے ہاتھوں ترا شے ہوئے بت کا حضرت جبریلؑ کے قدموں کی مٹھی بھر خاک کی تاثیر سے جو ہر حیات سے موصوف ہو جانا دراصل [قوائے ارضیہ] طلسمات ہی کا کرشمہ تھا[انوار طلسمات سرورق] یا طلسم ایسی چیز کو کہتے ہیں جس کا ظاہر باطن سے مختلف ہو[الخرائج والحوائج 1/56]ایک جگہ لکھا ہے: طلسم کا معنی ایسی گانٹھ کے ہیں جو کھل نہ سکے اور یہ بھی کہا جاتا ہے یہ الٹے اسماء ہیں یعنی یہ جواہر قہر و تسلط ہیں۔یہ وہ علم ہے جس میں اس بارہ میں بحث کی جاتی ہے کس طرح قوائے فعالیہ آسمانی کو منفعلہ ارضی سے مناسب وقت میں ترکیب کیا جاتا ہے تاکہ اس سے عالم کون و فساد میں تاثیر فعل کا اظہار ہو سکے، اس ساتھ مناسب دھونی کا اہتمام کیا جاتا ہے کیونکہ یہ بات روحانیات کے لئے جاذب ہوتی ہے، تاکہ اس سے وہ امور ظاہر ہو سکیں جو جہان میں کون و فساد سے تعلق رکھتے ہیں اور ان سے افعال غریبہ کا ظہور ہوتا ہے، یہ قریب ماخذ ہیں علم السحر کے کیونکہ اس کے مبادی اور اسباب معلوم ہیں، رہی منافع کی بات تو اس میں کلام نہیں مگر اس کے حصول میں جو کام کرنے پڑتے ہیں وہ کوئی مستحسن نہیں ہیں اس کے قواعد کو شرح و بسط کے ساتھ المجریطی نے اپنی کتاب غایۃ الحکم میں بیان کیا ہے [ابجد العلوم ۲/ ۳۶۷ کشکول از بہاء والدین آملی 1/96] کیا آپ دیکھتے نہیں کہ بہت سے عنصری مرکبات میں باہم کشش پائی جاتی ہے اور اس کشش سے احوال غریبہ کا ظہور ہوتا ہے مقناطیس کو دیکھئے لوہے کو کس طرح جذب کرتا ہے۔کہرباء گھاس پھونس کو کھینچتا ہے اور ایک پتھر ہے جس کی

خاصیت ہے وہ بارش برسانے کے کام آتا ہے، اسی طرح کی بہت سی مثالیں تلاش کی جاسکتی ہیں[کتاب المواقف ۳/ ۳۶۹ تھافت الفلاسفہ 1/ 134] البیرونی لکھتا ہے: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قدرت کی طاقت اپنے الہام اورزہ داری کی روسے جب بھی اس کے سامنے کوئی مادہ پیش ہوتا ہے، تواس کو بیکارنہیں چھوڑتی، جب اس مادہ میں زیادتی اور کثرت ہوتی ہے تو وہ طاقت اپنے فعل کودوگنا کردیتی ہے[آثارالباقیہ عن قرون الخالیہ ص ۱۲۱] غایۃ الحکم کے بارہ میں لکھا ہے: اس سلسلہ کی دوسری کتاب ''غایۃ الحکم'' بھی ہے جس کا 1256ء میں الفاسو ایل سابیو[Al fanso el sabio] کے حکم سے ہسپانوی میں ترجمہ کیا گیااوراس کو پورے یورپ میں Picatrix (بقراط Hippocrates) کی بگڑی ہوئی شکل۔ کے عنوان سے شائع کر کے پھیلایا گیا۔ یہ کتاب جادو،علم کائنات، نجومی عملیات اور باطنی علوم کا احاطہ کرتی ہے اس طرح اس کتاب میں گیارہویں صدی عیسوی میں اسلام میں داخل کئے گئے تو ہمات کوتفصیل سے بیان کیا گیا ہے[مسلم سائنس دان ص ۴۵۳] افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ بسیار کاوش کے باوجود راقم کو'' جادو کے بنیادی قوانین'' مرتب کرتے وقت یہ کتاب نہ مل سکی اگر کسی وقت دستیاب ہوئی تو اس کے بارہ میں اپنے تاثرات کوبھی شامل کتاب کردونگا[محمد یونس شاہد عفی اللہ عنہ] اسی طرح ایک جگہ یوں آیا ہے: طلسمات کے اثرات سے کسی طرح انکار ممکن نہیں ہے انکے اثرات عجیبہ کا ظہور ہوتا رہتا ہے، جب اسے ترتیب دیا جاتا ہے تو اثرات سامنے آتے ہیں، اس کی مثال کسی چیز سے نہیں دی جاسکتی، قوائے سماویہ اسباب حدوث کائینات عنصریہ ہیں، اوران کے حدوث کو مخصوص قوانین میں جکڑ دیا گیا ہے، اب جوشرائط مخصوصہ کے ساتھ جب ان کی استعداد مکمل ہوجاتی ہے تواپنے اثرات مرتب کرنا شروع کردیتے ہیں اس کام کو ہروہ آدمی کرسکتا ہے جو ان کے فاعل وقابل کوجمع کردیگا[کتاب المواقف ۳/ ۳۶۸ ازعضدالدین عبدالرحمن التوفی ۷۵۶ھ ط

دارالجیل، بیروت ۱۹۹۷ء] البیرونی لکھتے ہیں: اسی طرح ان معاملات میں کسی ایسی چیز سے مدد لی جائے جو ستاروں کے امور سے ہو جیسے مناسب اور منتخب اوقات کی مذکورہ شکلوں کے ساتھ ہوں۔ دوراندیشی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم ان لوگوں کی طرف توجہ نہ دیں جو اُن باتوں کو باطل قراردینے اوران کے جھٹلانے میں کوئی دلیل نہیں لاتے۔ سوائے ان کا مذاق اور ہنسی اڑاتے ہیں، جنوں اور شیاطین کا اقرار بڑے بڑے فلاسفہ اور محققین نے کیا جیسے ارسطو جس نے ان کو ہوائی اور آتشی مخلوق بیان کیا ہے، ان کو انسان بتایا ہے اور جیسے یحیٰ نحوی جس نے ان کا اقرار کیا ہے، اس کی طرح کے دوسرے لوگوں نے ان کو بیان کیا ہے بطور خبیث روحوں کے جو اپنے جسموں سے الگ ہو کر آوارہ پھرتی رہتی ہیں اوران کو اجازت نہیں ہوتی کہ جن جسموں سے نکلی ہیں ان میں دوبارہ داخل ہوسکیں لیکن ان لوگوں کو اصل حقیقت کا علم نہیں ہے اور حیران ہیں[آثارالباقیہ عن قرون الخالیہ ص ۳۷۵]

موذیات کے لئے طلسمات کا استعمال:

سحر کی ایک قسم وہ ہے جس میں ستاروں سے مخاطب ہوا جاتا ہے اوران لوگوں کا کہنا ہے ہم یہ کام روحانیات کے لئے کرتے ہیں، ابن حزم کہتے ہیں ان میں کچھ طلسمات ہیں جن ہر کچھ چیزیں نقش کی جاتی ہیں جیسے ایک طلسم یہ ہے: کہ بچھو کی صورت کو قمر درعقرب میں کندہ کیا جاتا ہے، اس کا فائدہ یہ ہے کہ وہ بچھو کے کاٹنے سے بچاتا ہے جیسا کہ بلاد عرب میں اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے[موسوعۃ الدین النصیحۃ 4/ 211] یہ بھی ہوتا ہے کہ وہاں سانپ داخل نہیں ہوتا ان اعمال میں ستاروں اور کواکب کو مخاطب کیا جاتا ہے اور شیاطین سے استعانت کی جاتی ہے یہ بات انکے نزدیک بہت اہم ہوتی ہے[الفصل فی الملل ۵/ ۳]

بچھو سے بچاؤ کا طلسم

اہل ایران میں بھی قدیم سے طلسمات کا بہت رواج تھا وہ ان سے کام لیا کرتے تھے

۔بعض طلسم شدہ مقامات ایسے ہیں کہ وہاں بچھو نہیں کاٹتا مثلاً گرگان میں دینار رازی جو خراسان کی طرف دس فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے اس میں ہر پتھر کے نیچے بڑے بڑے بچھو ہیں ان کو چھوتے ہیں اور ان سے کھیلتے ہیں لیکن وہ ڈنگ نہیں مارتے ہاں اگر انہیں اس جگہ کی حدود سے باہر لے جایا جائے جو ایک پل ہے یہ ایک تیر رس تک [جہاں تک تیر پہنچ سکے] کے فاصلہ پر واقع ہے تو وہ ایسا ڈنگ مارتے ہیں کہ آدمی فوراً مر جاتا ہے۔ کہتے ہیں طوس کی حدود میں ایک گاؤں ہے جہاں بچھو نہیں کاٹتے، مجھے ابوالفرج زنجانی نے بتایا ہے کہ زنجان میں بچھو کسی جگہ نہیں دیکھا جاتا سوائے ایک جگہ کے جس کا نام طبر بین [طبرستان کا قبرستان] مقبرہ ہے اگر کوئی شخص رات کے وقت وہاں جائے اور کچھ بچھوؤں کو ایک ٹب میں جمع کر لے اور ان کو کسی اور جگہ چھوڑ دے تو وہ بچھو اپنی اپنی جگہ تیزی سے واپس لوٹ آئیں گے [آثار الباقیہ عن قرون الخالیہ ص ۳۶۴ نہایۃ الارب فی فنون الادب 1/107]

سیرۃ الحلبیہ والے حیاۃ الحیوان کے حوالے سے لکھتے ہیں: حمص کی سرزمین میں بچھو زندہ نہیں رہتے اگر وہاں بچھو ڈال دیا جائے تو مر جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ طلسم کی وجہ سے ہے] سیرۃ الحلبیہ ۱/۷۳] مختصر تاریخ دمشق 1/101'' تاریخ مدینۃ دمشق 13/360 ابن عساکر۔ میں لکھا ہے کہ: ابوالفضل یحیٰ بن علی القاضی کہتے ہیں۔ دمشق کی جامع میں آگ لگنے سے پہلے تمام موذی حشرات کی طلاسم کی صورت میں تصاویر موجود تھیں نہیں چھت میں گنبد کے ساتھ لٹکایا گیا تھا، آگ لگنے سے پہلے جن موذیات کی تصویریں تھیں ان میں سے کوئی وہاں موجود نہ تھا لیکن بعد میں یہ چیزیں وہاں دیکھی جانے لگیں۔ آگ لگنے کا واقعہ آدھے شعبان بعد نماز عصر 461ھ میں پیش آیا تھا [الدروس فے تاریخ المدارس 1/ 434 مسالک الابصار فی ممالک الامصار 1/62، البدایہ النہایہ 9/158]

طلسمات کے بارہ میں علماء کی آراء

امام رازی اپنی تفسیر مفاتیح الغیب میں لکھتے ہیں: اصحاب طلسمات کہتے ہیں کہ طلسمات سے مختلف اوقات میں مخصوص قسم کے فوائد حاصل کئے جاتے ہیں [مفاتیح الغیب یعنی تفسیر رازی 18/206] سحر سے مراد وہ آلات بھی لئے جاتے ہیں جو جادو کرنے کے لئے استعمال کے جاتے ہیں، کبھی صرف جادو سے رقیہ اور گانٹھوں پر پھونکیں مراد لی جاتی ہیں، کبھی سحر سے مراد محسوسات میں وہ تصویریں ہوتی ہیں جیسی مسحور آدمی کے لئے ساحر تیار کرتا ہے، کبھی تمام باتیں جو حسی و معنوی طور ہوں مراد لی جاتی ہیں، یہی ابلغ تشریح ہے [بخاری باب السحر مع فتح الباری] آگے چل کر لکھتے ہیں یہ بات حق ہے کہ جادو کی کچھ اس میں ایسی بھی ہیں جو دلوں پر اثر انداز ہوسکتی ہیں حب و بغض میں کام دیتی ہیں اور القاء خیر و شر کا کام لیا جاتا ہے اور بدنوں میں بیماری اور غموں کو مسلط کیا جاتا ہے۔

ابن خلدون نے اس بارہ میں صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ علم السحر اور طلسمات وہ علم ہے جس کے ذریعہ سے عالم میں تاثیرات پیدا کی جاتی ہیں بغیر معین و مددگار کے جس میں اسباب کا کچھ عمل دخل ہوتا ہے اسے طلسم اور جس میں اسباب کا بظاہر کوئی عمل دخل نہیں ہوتا وہ سحر کہلاتا ہے۔ کلدانیوں نے ہر تر و یابس کو جمع کر کے انبیاء کی طرف منسوب کر دیا حالانکہ اسی باتوں سے تعلیمات انبیاء کو کوئی نسبت نہیں تھی، ان لوگوں کی باقیات بہت کم ہم تک پہنچ پائی ہیں ان میں سے مصحف کواکب السبعہ، کتاب طمطم ہندی اور صور الدرج والکواکب وغیرہ ہیں، اس کے بعد مشرق میں جابر بن حیان پیدا ہوا اس نے اس فن میں بہت تفصیل سے لکھا اور اس فن سے کیمیا کا ستخراج کیا جسے اس نے سیمیا کا نام دیا کہ ایک چیز کا استحالہ دوسری صورت میں ہو جاتا ہے، یہ بھی قبیل سحر سے ہے دیکھئے اس کی کتاب ''المنتخب'' [موسوعۃ الرد علی الصوفیہ 73/116]۔

جابر بن حیان کا دور

جابر کے زمانے میں علم نجوم کا بہت رواج تھا اور اس دور کے مصنفین کی تحریروں میں بھی اس کے نمایاں اثرات ملتے ہیں۔ انکے نزدیک ستارے کائینات کا ایک اہم جز ہیں اور وہ خود بھی اس کا حصہ ہیں، نیز وہ ان ستاروں کو دنیاوی امور میں فیصلہ کن حیثیت بھی دیتے ہیں یہ نقطہء نظر جابر کے مفصل ترین نظریہ طلسم میں بیان ہوا ہے۔ طلسم کو ستاروں سے تاثیر حاصل ہوتی ہے اس جابر کے خیال میں اسی بنا پر اس کو یہ نام دیا گیا ہے کہ وہ دنیاوی امور میں گرفت رکھتا ہے (طلسم کے حروف کی ترتیب بدلی جائے تو مسلط بنتا ہے) جابر تعویذات بنانے میں ستاروں کی تاثیر کی حد پر ہی نہیں رُکا بلکہ اس کا یقین تھا کہ قربانی اور دعا کے ذریعہ ستاروں کو زیر کیا جاسکتا ہے، یہ قربانیاں اور دعائیں کیا ہیں؟ اس کا اندازہ اس کی کتاب غایۃ الحکم کے متعلقہ ابواب سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے یہ کتاب غلط طور پر ہسپانیہ کے ماہر ریاضی دان اور ہیئت دان المجریطی کی طرف منسوب کی گئی ہے اس کتاب کا مصنف واضح طور پر جابر کو اپنا عقلی رہنما قرار دیتا ہے [مسلم سائنس دان ص ۶۸]

مسلمہ بن المجریطی

صبح الاعشی میں لکھا ہے کہ: غایۃ الحکم میں المجریطی نے طلسمات اور ان کے قوائد کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے [صبح الاعشی 1/557] اس کے بعد مغرب میں مسلمہ بن مجریطی پیدا ہوا اس نے اس وقت تک کے تمام ذخیرہ کو کھنگالا اور اس کا لب لباب اپنی کتاب غایۃ الحکم میں سمو دیا، ایسی کتاب اس سے پہلے لکھی گئی نہ کوئی بعد میں ایسا پیدا ہوا جو اس کتاب کے مقابل آسکے، انبیاء اس طرح کی باتوں سے پاک ومنزہ ہوتے ہیں انہیں تاثیرات کواکب کی کبھی ضرورت پیش نہیں آتی ان کے سب امور امداد خداوندی سے طے پاتے ہیں، انکے خبروں کا ماخذ وحی الٰہیہ ہوتی ہے وہ کاہنوں جادوگروں کی طرح شیاطین پر تکیہ نہیں کرتے۔

طلسم کا معنی

کشکول میں لکھا ہے کہ: طلسم کے بارہ میں تین آراء بہت مشہور ہیں کہ یہ طلٗ سے ہے جس کے معنی اثر کے ہیں یعنی کسی اسم کے اثرات کا ظہور دوسرے معنیہ ہیں کہ یہ یونانی لفظ ہے جس کے معنی ایسی گانٹھ کے ہیں جو کسی حال میں نہ کھل سکے تیسرے یہ کہ اس کا معنی غالب اور مسلط کے ہیں۔ علم طلسمات بہت آسان علم ہے لیکن اس کے اثرات جادو کی طرح اور سکا کی نے اس بارہ میں جلیل القدر کتاب لکھی ہے [کشکول 1/96 المواعظ الاعتبار 1/34]

تسخیر عام وخاص......

اس عمل کی بدولت حکیم ڈاکٹر وکیل دوکاندار کاریگر اور جملہ کاروباری افراد مستفید ہوسکتے ہیں پانچ منٹ کا عمل ہے ہو ھذا جب سورج نکل کر ایک نیزہ بلند ہوجائے تقریباً طلوع کے ۵ منٹ بعد اسکی طرف منہ کرکے کھڑے ہوجائیں اور سورۃ رحمن کی تلاوت شروع کردیں جب فبائی آلاء ربکما تکذبان پر پہنچیں تو دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے سورج کی طرف اشارہ کریں۔ جتنی بار بھی یہ آیت آئے اتنی بار ہی اشارہ کریں سورہ مکمل ہونے تک ہفتہ کے بعد خلق کی آمد ہوگی، یہ زکوۃ ہے اس کی طرف التفات نہ کریں، ہرایک سے خوش اسلوبی سے پیش آئیں، چالیس دن مکمل کریں یومیہ ورد میں رکھیں، پہلے ہفتہ میں عوام دوسرے میں خواص، تیسرے میں رئیس و افسران جاگیردار اور چوتھے میں ہجوم خلق ہوگا تجارتی ہے تو گاہکوں کی کثرت ہر آدمی کھچا چلا آئیگا اب اگر حاکم کے پاس جانا ہو تو ایک بار سورہ رحمن پڑھ کر اور تین بار مذکورہ آیت کا تکرار کرتے ہوئے سلام کریں شفقت سے پیش آئیگا، بعض دفعہ احباب پوچھتے ہیں کونسا عمل کرتے ہو لوگ کھنچے چلے آرہے ہیں تو خوش مزاجی سے ٹلا دیں کہ یہ تو بندہ پروری ہے ورنہ تو کوئی خاص بات نہیں ہے کاروباری کو یہ عمل ضرور کرنا چاہیئے۔

عملیات کی جگہ مادیات

علمائے مادیات نے بہت سارے تجربات کے بعد نتیجہ اخذ کیا ہے جو باتیں انسان روحانی انداز میں کرتا ہے اگراسی انداز میں مادیات کو جمع کرلیا جائے تو عاملین والے کام سرانجام دئے جاسکتے ہیں علمائے طلسمات نے اپنے کاموں میں دھاتوں کواستعمال کیا ہے،طبعیات والےتسلیم کرتے ہیں کہ قیمتی دھاتوں کے الیکٹرون اور پروٹون ہلکی دھاتوں کی نسبت زیادہ ہوتے ہیں یعنی جس قدر کسی دھات میں انکی کثرت ہوگی اسی قدر دھات قیمتی ہوگی۔قدیم وجدید تجربات کو یکجا کرکے بہتر نتائج اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

سونا:(Goold)علامتی نشان Au ہےقدیم زمانے سے معرف دھات رہی ہےاس کا ایٹمی نمبر 79اور ایٹمی وزن 197.2 ہے ماس یونٹ 197 ہیاس کے مرکز میں 79 پروٹون اور 118 نیوٹرون ہوتے ہیں جس کے گرد 79الیکٹرون گردش کرتے ہیں،یہ برقی روکا بہترین موصل ہے۔

چاندی

ماخذ ومصادر۔۔

القران الکریم۔۔۔الخرائج والحوائج۔۔۔[کتاب المواقف ۳/ ۳۶۸ازعضدالدین عبدالرحمن المتوفی ۷۵۶ھ آثارالباقیہ عن قرون الخالیہ۔۔موسوعۃ الدین النصیحۃ ۔۔نہایۃ الارب فی فنون الادب۔۔سیرۃ الحلبیہ۔مختصر تاریخ دمشق‘‘ تاریخ مدینۃ دمشق ابن عساکر۔۔[الدروس فے تاریخ المدارس۔۔ مسالک الابصار فی ممالک الامصار۔،البدایہ النہایہ۔۔مفاتیح الغیب یعنی تفسیر رازی۔۔بخاری باب السحر مع فتح الباری۔۔[موسوعۃ الرد علی الصوفیہ 73/ 116 ۔مسلم سائنسدان۔۔۔صبح الاعشی۔۔۔مقدمہ ابن خلدون۔۔۔[کشکول ۔۔المواعظ الاعتبار 1/34]..رمل سرخاب مکمل۔عملیات کی جگہ مادیات:

خاص مضمون۔۔عملیات کی جگہ مادیات؛؛؛؛؛187

13

گرہن اورحروف صوامت

عامل حضرات اس وقت بعض دم چلہ کرتے ہیں اور حروف صوامت کی زکوٰۃ دیتے ہیں،تاکہ ضبط نور کے وقت اثر ضبط کو قابو میں کرلیا جائے چنانچہ تجربہ کیا گیا ہے کہ ایسے وقت میں مکمل کئے گئے کام حیرت انگیز طور پر تمام زندگی کام دیتے ہیں اگر کسی کام میں چلہ کی تعداد مقرر نہ ہوتو[101]ایک سوایک بار پڑھ لیا جائے پھر یومیہ گیارہ (11) مرتبہ دہرالیا جائے تاکہ زکوٰۃ قائم رہے،گرہن کے وقت ساقط کردینے والی قوت حاصل کی جاتی ہے اس کے لئے حروف صوامت کا چلہ بہت کام دیتا ہے،حروف صوامت یہ ہیں ، احد ،رسص، طعک، لموہ، انکو[543]مرتبہ لکھ لیں تو تاثیر آجاتی ہے،پھر یہ حروف ہر قسم کے دردوں کو باندھنے،بندش،تعلقات باندھنے،گرتے حمل کو روکنے، بھاگے آدمی یا جانور کو روکنا،غرضیکہ کہ ہر قسم کی چلتی چیز کو روکنے کا کام دیتے ہیں،انسانی حوائج کے چوتھائی کام حروف صوامت سے انجام دئے جاسکتے ہیں،اس موقعہ پر ایک عمل حاضر خدمت ہے،فیض حاصل کریں اجازت ہے،یہ عمل ان تمام خباثتوں سے محفوظ رکھے گا جو انسان وشیاطین دونوں سے وابستہ ہیں،مثلاً بدگویوں اور خلاف بولنے والوں کے لئے بندش کا کام دیگا،حاسدوں کے حسد سے محفوظ رکھے گا، ہمہ وقت نظر بازوں ، ظالماں قاطعا اور موزیاں سے محفوظ رکھے گا ہمہ وقت جن لوگوں کو مخالفت کا سامنا ہے جن کے دشمن ہر وقت انہیں نیچا دکھانے کی فکر میں رہتے ہیں بدنام کرتے ہیں،ان سب کے لئے یہ حرز کا کام دیگا،تمام خلقت کی بھی اسی سے بندش ہوگی، گویا شرالاشرار سے محفوظ رہنے کے لئے یہ حصار کا کام دیگا انسان کے لئے نفع بخش تحفہ ہے ہر ایک کے لئے ،حروف صوامت جن سے ہر قسم کے امور کو باندھا جاتا ہے

انکے [543] اعداد ہیں اور حروف نورانی میں سے، الم، طه، طس، طسم، عسق، ن کے اعداد بھی [543] ہیں ان کے ذریعہ اللہ نے قران کریم کی حفاظت فرمائی ہے یہ کئی سورتوں کے شروع میں آئے ہیں، انکے مفرد اعداد حروف چودہ ہیں، اب ان اعداد کی قوتوں سے نقش تیار کرتا ہوں جو شر الاشرار سے محفوظ کریگا وہ یہ کہ [۱۷۷] سے لیکر [۱۸۵] تک بالترتیب لکھنا ہوگا۔

۷۸۶

۱۷۸	۱۸۵	۱۸۰
۱۸۳	۱۸۱	۱۷۹
۱۸۲	۱۷۷	۱۸۴

(بندش کے لئے) اب اسکی تکمیل یوں کریں اگر نقش بندش اعداء کے لئے لکھنا ہے تو نقش کے نیچے یوں لکھیں (وجعلنا من بین ایدیھم سدا و من خلفھم سدا فاغشیناہم فھم لا یبصرون صم بکم عمی فھم لا یرجعون عقدت لسان ہم وسدت افواہھم) اگر یہ
نقش حفاظت کے لئے] لکھنا ہوتو نیچے یہ لکھیں کذالک اللّٰہ ربی عن افواہھم وعن افواہنا کذالک اللّٰہ ابدًا عن یسارنا عن یسارہم وعن یسارنا انه علی کل شئی قدیر ولکل شئی حفیظ وصلی اللّٰہ علی محمد وسلم ۔

(حفاظت کے لئے) اگر یہ نقش نظر جن و پری اور سحر و جادو کی حفاظت کے لئے ہوتو یہ لکھیں سدت اخواة ونظر الجن والانس والشیاطین والسحرة والا باسة من الجن واللّٰہ العزالانس والشیاطینمن یلوزبہم بازالاعزاو باللہ

الکبیر الاکبر

(باہمی رنجش کے لئے) ایک گھر میں رہتے ہوئے باہمی ناچاقی ہو، میاں بیوی یا دفتر میں وقعت نہ ہوتو یہ نقش کے نیچے یوں لکھیں وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدا" وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًا فاَغشیناہم فاہم لا یبصرون ،الیوم نختم علی افواہھم وتکلمنا ایدیہم فہم لا ینطقون, لو انفقت مافی لارض جمیعا ما الف بینہم انه عزیز حکیم یا ارحم الرحمین۔۔ ان عزیمتوں کو جو نقش کے بعد لکھنی ہیں بحق الم، طه طس، طسم، عسق، اللہم احفظ علی حامل ہذاالدعاء [نام مع والدہ] بامر اللّٰہ الواحد القہار اب چاروں طرف ایک ایک دفعہ حروف صوامت لکھیں احد رسص طعک لموہ،، نقش کے کونوں سے لکھیں یہ سارا کام کالی یا نیلی سیاہی سے کاغذ پر لکھ سکتے ہیں، لکھتے وقت منہ جنوب کی طرف کریں ایسا انتظام کریں کہ کوئی بلائے نہ اور نہ ہی کام کرتے وقت بولنا چاہئے، اس کو تہہ کر کے تعویذ بنائے بازو یا گلے میں باندھ لیں یہ ایسا کام کرلیا جس سے دل مطمئن ہوگا اور بے خطر ہوجایئں گے۔۔

{مشاہدہ} بندہ نے اس سے بہت سے کام لئے اب یہ جگر کا ٹکڑا ہدیہ ناظرین ہے چاہئے کہ فائدہ اٹھایئں بندش کے لئے اعمال ناقص النور کے دنوں میں کئے جاتے ہیں جبکہ قمر ناقص النور ہو، یا شمس وقمر کا قران ہو [گرہن] یا عطارد وقمر میں نظر میں تربیع ہو یا قمر درعقرب ہو، بدھ کا دن اور ساعت دوم ہو یا زحل کے قران، ربیع، ومقابلہ ہو یا ہفتہ کے دن ساعت اول میں کریں زبان بندی کے لئے ساعت عطارد بروز بدھ جاری چیز کو باندھنے کے کئے مثلاً خون، احتلام، زنا، محبت وغیرہ کے اعمال قمر درعقرب کئے جاتے ہیں، قدم، قبضہ، مکان جائیداد ملازمت، طلاق وغیرہ باندھنے کے لئے ساعت زحل استعمال کریں، اعمال بندی،

حاسد، غماض، چغلخور، بندش دراز دستی کے اعمال طالع عقرب یا جدی یا دلو، یا سرطان یا سنبلہ کے [۲] درجہ سے [۳] درجہ کے درمیان کرنے چاہئیں، بانجھ کرنا یا اولاد کو کنٹرول کرنا ہوتو قران آفتاب وقمر یا ہبوط قمر ہو یا مشتری جوزا کے [۲۳-۲۶] یا سنبلہ کے [۸] یا عقرب کے [۸] درجہ پر ہو اور اسوقت قران آفتاب وقمر ہو یا قمر در عقرب ہو، امساک، احتلام وسرعت انزال کے اعمال قمر ومریخ میں مقابلہ یا تربیع ہوتو کریں عقد وبستگی قوت مردانہ کے لئے طالع برج ثور ہو اور جب زہرہ برج سرطان میں یا اسد کے [۱۱] درجہ پر ہو

ضروری ہدایات

یہ علم کرامات سے ہے تمام ضرورت مندوں کو فائدہ پہنچائیں اگر اثر ظاہر نہ ہوتو ہاتھ نہ اٹھائیں بار بار کریں ایک وقت آئیگا کہ کہ تاثیر ظاہر ہوگی اور فوری طور پر اثر ظاہر ہوگا، جب اثر ظاہر ہوگیا تو سمجھ لیں ایک زبردست عمل کے وارث بن گئے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

بندش۔حروف صوامت، رموز واسرار

بعض حقائق کو چھپانا بھی کفران نعمت ہے یہ علم بہت کم لوگوں کو عطاء ہوا ہے یہ توفیق کے اوپر منحصر ہے جسے خدا دے! حروف کی کئی طرح سے تقسیم کی جاتی ہے، نورانی، ظلمانی، ناطق و صوامت، شفاء وعلت کی چند قسمیں ایسی ہیں جن سے طلسم بنتے ہیں اور ان حروف میں اللہ تعالیٰ نے فوری اثر پیدا کیا ہے حروف صوامت کا جو طریقہ بیان کرونگا وہ آج تک کسی نے بیان نہ کیا ہوگا، حروف صوامت سے مختلف مقاصد کے لئے بے معنی حروف بنتے ہیں میں انہیں طلسمی الفاظ کہتا ہوں، ایک تو اسلئے کہ ان کے معنی نہیں ہوتے دوسرے اسلئے کہ یہ خاموش کام کرتے ہیں یعنی ادا نہیں کرنے پڑتے۔

زکوٰۃ قائم رکھنا

جن لوگوں نے گرہن کے اوقات میں ان حروف کی زکوٰۃ دے دی ہے انکے لئے یہ لازم ہے کہ یومیہ تیرہ [۱۳] مرتبہ لکھ لیا کریں تا کہ زکوٰۃ قائم رہے، اس علم کو استعمال کرتے وقت بولنا سخت منع ہے کیونکہ عمل ضائع ہوجاتا ہے، میں نے انسانی ضروریات کے لئے چوتھائی حصہ پر حروف صوامت کو قابض پایا اور اس سے کام لیا ہے، ایسے ایسے کام لئے ہیں جو ناممکن نظر آتے تھے اور مشکل تکلیف دہ تھے اگر آپ نے بھی سمجھ بوجھ سے کام لیا تو واقعی چوتھائی ضروریات آپ بھی پورا کرسکیں گے۔

(ضروری بات) عمل میں صرف اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ جس غرض کے لئے عمل کرنا ہو اسکی سطر انتہائی مختصر اور جامع تیار کرنی چاہئے جو نفی واثبات کو صورت/تصور کو پورا کرتی ہو حروف صوامت محض بندش کے کام آتے ہیں اور جگہ کام نہ لیں۔

(طریقہ کار)

طریقہ کار یہ ہے کہ مقصد کو الگ الگ سطر میں حروف میں لکھیں ور دوسری سطر میں حروف صوامت کو لکھیں پھر تیسری سطر میں امتزاج دیں اگر مقصد طویل ہوتو حروف صوامت مکرر کرلیں مثلاً سر درد کے لئے عمل کرنا ہے تو عمل یوں کریں [بستم دردسر درد نہ ہو۔ دوسری سطر میں حروف صوامت لکھیں اور امتزاج دیں: عملی شکل یہ ہے: ب س ت م دردس ردردن ھ ھ و۔۔ دوسری سطر۔۔اح درس ص ط ع ک ل م وہ اح در، اب امتزاج یوں ہے۔اب ح س دت رس دص رط د، اب چار چار حروف کو جوڑ کر کلمہ بناؤ، وہ یہ بنتے ہیں ابحس، دترم، سدصر طدعس، کرلد، مولد، ہناہ، اس طلسمی سطر کو لکھ کر مریض کے سر پے باندھ دیں یہ یاد رکھیں اس کا اثر [۲۴] گھنٹوں میں ہوجانا چاہئے اگر نہیں ہوا تو کہیں نہ کہیں ضرور غلطی ہوئی ہے۔

کام لینا

جولوگ ان حروف سے کام لیں وہ اپنے ایک ڈائیری ساتھ ضرور رکھیں اپنے تجربات لکھتے رہیں غیرضروری اورغیرشرعی باتوں کے لئے تو میں بھی اجازت نہ دونگا کہ بات بات پر زبان بند کرتے پھرو یا انکو سزا دو، ہاں جب معاملہ سر سے گذر جائے تو بے شک اپنا انتظام کرنا ہی چاہیئے ،[یہ علم کرامات سے ہے] میں بعض اوقات فارسی میں سطر لکھتا ہوں ، لفظ بستم سے اور بعض اوقات عربی میں لفظ عقد اور بعض اوقات اردو میں ،بس ،جس طرح بندش بہتر معلوم ہوتی ہے عمل کر دیا کرتا ہوں ، میں نے پرانے مسودات تلاش کر کے اپنے مجربہ اعمال کی قائم کردہ سطور ہدیہ ناظرین کر دیں ہیں تا کہ عمل میں سمجھ پیدا ہوجائے ذیل کے الفاظ پرغور کرو:......

عقدالرجل لایمشی ۔قدم باندھنا☆ عقدالماسفر لایسافر۔سفر باندھنا☆ ،عقدالروح لایدخل الناس فیہ۔روح وجنات☆ عقداللسان کل مخلوق معلوم وغیر معلوم فی حق فلاں۔کل مخلوق کی بندی کے لئے☆ بستم دست دزدی فلاں ارادأ عادتاً عمداً فعلاً دزدی نہ تواند کرد ☆ چوری کی عادت باندھنا۔☆ عقدالغنیم لایمشی ،فوج ،☆ عقدالبقرولاغنم لایلد۔ جانوروں کی پیدائش باندھنا☆ عقدالمطر لایمطر ۔بارش باندھنا☆ عقدالدم الرحم والحمل لایدموا۔خون حمل روکنا حمل گرتا روکنا☆ عقدالسان لایتکلم☆ عقدالمرکب لایفعل ۔ سواری باندھنا☆ عقدالبیت لایدخل الناس فیہ،کسی جگہ سے لوگوں کو☆ بستم ملازمت فلاں دردفتر فلاں نہ تبدیل نہ عہدہ۔تبدیلی باندھنا☆ عقدالبلاء لایبیل منہ۔مصیبت☆ عقد السمک لایبصر ۔مچھلی کی بینائی باندھنا☆ عقدالامرء لاتزنی۔عورت کو برائی سے باندھنا☆ بستم مکان فی حق مقبوضہ فلاں ناطلب خالی کردن نہ کند۔قبضہ باندھنا☆ عقد اسارق لا یسرق ۔چوری کی عادت☆ عقدالناس لاتشرب الماء۔پانی پینے سے بازرکھنا☆ عقدالبنر

الیدخل المرکب جگہ سے باندھنا☆ بستم قلب درمحبت فلاں تارجوع نہ کند۔محبت باندھنا ☆ عقدالقلب لایفرح ۔دلی خوشی باندھنا☆ عقدالناس لاتتزوج شادی ☆ بستم قدم بسوئے فلاں ناتنواند رسد۔قدم باندھنا☆ عقدالساقط الحمل لایسقط واسقط۔حمل ساقط نہ ہو☆ عقدالعین لایبصر آنکھون کی بینائی باندھنا،☆ عقدالبقر لایشرب اللبن ۔بکری کا بچہ کا دودھ پینا باندھنا☆ بسم رغبت دل فلاں درمحبت فلاں محبت نہ شود۔محبت ختم کرنا☆ عقد التعلق زن وشولامجامعت ابداً۔مجامعت باندھنا☆ عقدالاذن لاتسمع ،کا کنوں کی سماعت ☆ عقدالارض لاتنزل شئی علیھا زمیں☆ بستم نکاح ونسبت فلاں مراسوائے فلاں نکاح باندھنا☆ عقدالعقل والخردفلاں فی حق فلاں صم بکم عمی فھم لایعقلون ۔عقل وخرد باندھنا۔ ☆ عقدالزکر لایقوم ۔آلہ تناسل باندھنا☆ عقدالحدید لایفعل ۔اسلحہ باندھنا☆ بستم قدم دریں مکان فلاں بیروں نہ باید۔گھر باہر رہنے والے کے قدم باندھنا☆ بستم عقد تعلق و عاشق فلاں بن فلاں لاتزنی۔عشق وتعلق باندھنا☆ عقدالفرج لایجامع ۔شرم گاہ باندھنا ☆ عقدالزرع لایلد۔کھیتی باندھنا☆ عقدالسامع لایسمع ،کان باندھنا،غرض کہ ان حروف سے بے شمار مقاصد میں کام لیا جاسکتا ہے ان اعمال کی تاثیر چوبیس گھنٹے میں ہونا ضروری ہے۔

بندش

اپنے دشمنوں اور مخالفوں کی بندش کرنا ہوجن سے عزت وشہرت کونقصان پہنچ رہا ہوتو اسم قابض کی ایک مثلث کالی سیاہی سے لکھ کر بکری کی کھوپڑی میں یا منہ میں رکھ کر باندھ دیں اور دریا میں پھینک دیں [یا عطرائیل بحق یا قابض یااسرافیل قبض قبضک یا قابض قبضک یا قابض یا عطائیل القبض یا جبرائیل فی

۳۰۰	۳۹۲	۳۰۴
۳۰۵	۳۰۱	۲۹۴
۲۹۸	۳۰۳	۳۰۲

نقش لکھ کر نیچے یہ عزیمت لکھیں، بستم بستم فلاں بستم ہوش عقل گوش چشم فم عقل دل شش صدر شش اعضائے بدن فلاں بن فلاں از بدخواستن وشر و فساد فی حق فلاں بحق صم بکم عمی فہم لا یرجعون پہلے فلاں کی جگہ اپنا مقصد کا نام اور دوسرے فلاں کی اپنا نام لکھیں (گواہی سے روکنے کے لئے)حروف صوامت کے اعداد اور مخالف کے معہ والدہ اعداد میں [۲۶۲۴] کے اضافہ کے ساتھ ایک خاکی مثلث تیار کریں اوراندھیرے میں کسی وزنی چیز کے نیچے دبادیں انشاء اللہ مخالف حیوان کی طرح خاموش ہوجائے گا یہ عمل تحت الشعاع کریں تو بہت مؤثر ہوگا اوراگر حروف صوامت کے امتزاج سے تیار کردہ حروف طلسم بھی ساتھ لکھ دیں تو سونے پے سہاگہ۔

تعویذ کی خاکی چال

خاکی چال یہ ہے، [۴۹۲] پہلی سطر[۳۵۷] دوسری سطر [۸۱۶]ان سطور کو اوپر نیچے کر کے لکھیں یہ حروف اعلیٰ اقدار کی قوت رکھنے والوں کے لئے کرامات کی حیثیت رکھتے ہیں پھرانسان کی ذہنی استعداد کھل کر سامنے آجاتی ہیں کہ ان سے کون کون سے کام لئے جا سکتے ہیں یہ تو ایک تلوار ہے جسے نااہل سے پوشیدہ رہنا چاہئے اگر کسی کم عقل ودیوانہ کے ہاتھ لگی تو نقصان کا اندیشہ ہے جنہیں اللہ اس کی سمجھ دے، انہیں چاہئے کہ ذمہ داری کا مظاہرہ کریں، خواہشات وذاتیات سے بالاتر ہوکرانسانیت کی خدمت کریں، اگراس سے غلط کام لیگا اسکا وہ خود ذمہ دار ہے قاری اس سے قطعی طور پر بری الذمہ ہے، میرا کام تو بخل کی دیوار کو

پاش پاش کرنا تھا سو ہوگیا، اب آپ کتنی ذمہ داری مظاہرہ کرتے ہیں آپ پر منحصر ہے ناجائز کاموں کی قطعی اجازت نہیں ہے، میرا کام تو پوشیدہ خزانے کا افشاء تھا۔

ملاحظہ۔

سطور تیار کرتے وقت نام معہ والدہ ضرور لکھیں اگر کسی کی ماں کا نام نہ ملے تو اس صورت میں اس کی کوئی ایسی علامت وعرف لکھیں جو اسے دوسروں سے ممتاز کرتی ہو اوراس کی شناخت ہوتی ہو جیسے عرف والقاب عہدہ وغیرہ اب رہی بات زکوۃ کی تو اس بارہ میں عرض ہے..

زکوۃ دینا

چاند یا سورج گرہن کے وقت ان حروف یعنی احد ،رسص، طعک لموہ کو (543) پانچسو تینتالیس بار لکھیں اور زمین میں دفن کردیں تو زکوۃ ادا ہوجائے گی اس دوران بولنا قطعی ممنوع ہے اگر بات کرلی تو تمام عمل ضائع اور بیکار گیا، صوامت کے اعمال میں یہی ایک ایسی شرط ہے جسکا ہر حال میں لحاظ ضروری ہے اگر یہ شرط مفقود ہوئی تو سارا عمل غارت جائے گا، آپ نے غور کیا ہوگا حروف صوامت وہ الفاظ ہیں جو حروف تہجی میں بے نقات ہیں۔

زندگی کی ضرورتیں

کچھ لوگ سوچ رہے ہونگے کہ حروف صوامت اور گرہن کا باہمی کیا تعلق ہے؟ ان کے امتزاج کے نتیجے میں اثرات کیونکر مرتب ہوتے ہیں اوران سے انسانی معاملات میں کیسے کام لیا جاتا ہے، بات تو جہاں سے شروع ہوئی تھی وہیں پرختم ہوتی ہے کہ انسانی تجربات اور کائناتی قوتوں کے امتزاج سے حیرت انگیز نتائج سامنے آتے ہیں اورصدیوں کے تجربے نے انسان کیلئے نئی راہیں کھولی ہیں۔ پہلے لوگوں کے پاس وقت ہوتا تھا معاشرہ میں ایسا عنصر موجود تھا جوانکے وظائف اوران کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اثرات کو دلی طور پر

تسلیم کرتا تھا اورانہیں ان کا جائز مقام دیتا تھا۔وہ لوگ کرامات کے منتظر رہتے تھے ان کی خواہش کے مطابق کرامتیں بھی وجود میں آتی تھیں آج کا مادی دور اس بات کو اہمیت نہیں دیتا اور نہ اسے کرامتوں میں وہ جان دکھائی دیتی ہے نہ کسی کے پاس اتنا وقت ہے کہ وہ مہینوں ایک چیز کے ظہور پزیر ہونے کا منتظر رہ سکے۔اس لئے تیز رفتار انسان اور جلدی باز طبیعتوں کے لئے کچھ ایسے اعمال کی ضرورت تھی جو گھنٹوں یا منٹوں کے حساب سے کئے جاسکیں ،ان اعمال سے پیدا ہونے والے اثرات بھی گھنٹوں میں سامنے آسکیں،زیادہ پابندیاں بھی نہ ہوں۔پہلے لوگ ایک قسم کی غذا کھا سکتے تھے انکی قوتیں مضبوط تھیں ان کی صلاحیتوں میں جلا تھی اَب ہر طرف تکدر اور غیر شفافی ماحول نے انسان کی وہ سب صلاحیتیں سلب کرلی ہیں مگر حرص پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے،خواہشوں نے نئے طور طریقے اپنا لئے ہیں زندگیاں کم اور وقت سے برکت اڑ گئی ہے مگر عملیات وخوارق عادات باتوں کی طلب پہلے سے کہیں زیادہ توانا حالت میں انگڑائیاں لینے لگی ہے۔

انسان خوب سے خوب تر کی تلاش میں ہمیشہ سے سرگرداں رہا ہے اور کم سے کم وقت میں زیادہ کام کرنے اور لینے کا خواہش مند رہا ہے اس لئے عملیاتی میدان میں بھی اس نے ایسے راستے تلاشے جن سے مہینوں ریاضتوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والے اثرات کم سے کم وقت میں برپا کئے جاسکیں اس لئے انہوں نے ایسے عملیات اور اوقات کی تلاش جاری رکھی جو اس خواہش کی تکمیل اور ابھرنے والے جذبات کی نمائیندگی کرسکے۔حروف صوامت ایسی ہی خواہش کی تکمیلی صورت ہے جسے ہر کوئی کرسکتا ہے اور ان کے غیر معمولی فوائد سے مستفید ہوسکتا ہے۔

رہی بات کہ اس کاوش کو شرعی نگاہ سے کیا حیثیت ہوگی؟ یہ بحث موضوع سے منسلک ہے نہ اس کے بارہ میں کوئی رائے زیر غور ہے مگر اتنا ضرور کہونگا اس میں نہ تو استعانت لغیر اللہ ہے

اور نہ ہے ایسے منتر وکلام زیر عمل ہے جسے شرک کہا جاسکے البتہ ایک مخصوص طریقہ ضرور ہے جو حروف صوامت کے اظہار کے لئے وضع کیا گیا ہے موسمی اثرات دھوپ چھاؤں سے مستفید ہونا کائنات میں بکھری ہوئی دیگر طاقتوں سے استفادہ شرک نہیں ہے تو میرا خیال ہے اس انداز استفادہ میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔گرہن کی صورت میں پیدا ہونے والے اثرات قابض ہوتے ہیں جن کا مشاہدہ مواصلاتی خرابی ، برقی توانائی اور دیگر کائناتی لہروں میں گربڑ سے کیا جاسکتا ہے۔یہ حسابی انداز میں پورا ہے،اب گرہنوں کے بارہ میں کوئی ابہام موجود نہیں ہے صدیوں بعد ہونے والے گرہنوں کو حساب دانوں نے معلوم کرلیا ہے اور منٹوں سیکنڈوں کے باریک حسابی فرق کو معلوم کیا ہے ایک عامل یا یوں کہہ لیں ایک کائیناتی انداز میں پیدا ہونے والی قوت سے اگر کوئی فائدہ اٹھاتا ہے تو اس میں کونسی قباحت آتی ہے؟

حدیث پاک میں گرہنوں (کسوف وخسوف۔یعنی سورج و چاند گرہن کو) اللہ کی نشانیاں کہا گیا ہے اور ان اوقات میں نماز پڑھنے اور استغفار کرنے کی تلقین کی گئی ہے،اس سے بڑی اور کیا نشانی کیا ہوسکتی ہے کہ معمول کے مطابق چلنے والا نظام خلل کا شکار ہوجاتا ہے لازمی بات ہے کائیناتی طور پر گرہنوں میں ایسی طاقت پوشیدہ ہے جسے مذہبی لوگوں سے عامل اور سائنسدان بھی پورے شرح صدر کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں،اس کے علاوہ گرہنوں کے اثرات حاملہ عورتوں انڈوں پر بیٹھی مرغیوں اور دیگر حساس معاملات میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

آج کا عامل ہو یا جادوگر ان نظریات کا حامل ہرگز نہیں ہے جو آج سے ہزاروں سال پہلے ہوا کرتا تھا پہلے عاملین نے اگر کائیناتی قوتوں سے استفادہ کیا تھا تو وہ اسے ستاروں کے مدبر الامر مؤثر حقیقی کے انداز میں دیکھتا تھا،اس کے سامنے اس سے زیادہ یہ کچھ نہ تھا لیکن آج کے علمی دور میں جب کہ سائنس دانوں نے ان ستاروں کو پائمال کردیا ہے ان حوصلہ

مند اقدام سے ستاروں کی معبودی حیثیت فنا کے گھاٹ اتار دی ہے کوئی بھی اس انداز میں ستاروں کی قوت کا کوئی قائل نہیں ہے۔البتہ ان سے خارج ہونے والی شاعوں اور لہروں سے انسان نے جدید انداز میں مستفید ہونا شروع کر دیا ہے۔

شرائع آسمانی میں جس انداز استفادہ کی نفی کی گئی تھی اس کی حیثیت تبدیل ہو چکی ہے، جو لوگ انہیں مؤثر حقیقی سمجھتے تھے اب ان کے نظریات میں بھی تغیر ہو چکا ہے ضروری تو نہیں کہ ستاروں کی ساعات میں مخصوص کھڑیوں میں کی گئی بات پوری ہو یہ تو حسابی معاملات ہیں جو ان میں پورا اترتا ہے وہی کامیابی حاصل کرتا ہے اگر اپنے آپ اثرات کا ظہور ہوتا ان حسابی جھن جھٹوں کی ضرورت ہی کیا تھی؟ البتہ ایسا ضرور دیکھا گیا ہے کہ ان سے کائنات میں بہت سے تغیرات رونما ہوتے ہیں۔شاید اب ان اعمال کی ضرورت باقی نہیں رہ گئی ہے جو ان ستاروں کی تسخیرات کے سلسلہ میں کئے جاتے تھے کیونکہ ان کے بارہ قدیم نظریات یکسر تبدیل ہو گئے ہیں تسخیر کے معنی بھی تبدیل ہو چکے ہیں اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ان ابھرنے والی طاقتوں کو کس انداز اپنی ضرورتوں اور مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے، شرعی طور پر جن باتوں کو غلط اور مہمل انداز میں پیش کیا جاتا ہے اب ان کے بارہ میں پھر سے اجتہادی قوت کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ مجھے اس بات کچھ لینا دینا نہیں جو کام نجومی یا نام نہاد عاملین لکیر پیٹ کر کر رہے ہیں اور وہی نظریات وعقائد جو ہزاروں سال پہلے انسانوں کے ذہن میں ابھرے تھے پر قائم ہیں، انہیں کوئی نہیں بدل سکتا اگر ایسا ہوتا تو ضرور ان کی حالت میں تبدیلی آ چکی ہوتی ہے ان میں اتنی بصیرت کہاں کہ اپنے سامنے کھلی ہوئی جنتریوں کو تنقیدی نظر سے دیکھ سکیں یا ان میں لکھی ہوئی باتوں سے انحراف کر سکیں کوئی بھی عامل ایسا نہ ملا جو کسی کتاب میں لکھی ہوئی عملیاتی عبارت کو تنکیری/تنقیدی نگاہ سے دیکھتا ہو بلکہ مصنف ولکھاری کی ہر بات جو اس نے عمل کے فوائد کے ضمن میں لکھ دی ہے حق ہے مگر

اس سے مستفید ہونے کی اس میں صلاحیت یا استعداد موجود نہیں ہے۔

تنجیم وطلسمات

تنجیم عملیاتی دنیا کا بہت پرانا عمل ہے جب عامل لوگ طلسمات وعملیات پر کام کرتے تو اپنے اعمال کو تنجیم کے لئے رکھا کرتے تھے اس بارہ میں زیادہ کچھ تو نہیں کہا جا سکتا البتہ سائنسی انداز میں اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ لوگ متعلقہ ستارے سے پھوٹنے والی شعاعوں کو ایک مخصوص دھات پر ڈال کر جذب کراتے تھے/ ہیں اس سے ابھرنے والے لہروں کے اثرات کو جذب کر کے اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال میں لایا جاتا تھا کیونکہ ستاروں سے ان شعاعوں کے اخراج کے لئے مخصوص وقت درکار ہوتا ہے ہر وقت وہ موجود نہیں ہوتیں جدید انداز میں انہیں ذخیرہ اندوزی (فیڈ بیک) کہا جا سکتا ہے۔ ہر چیز اپنے مخصوص انداز میں ظہور کرتی ہے اور مختلف فاصلوں پر اثرات میں تغیر وتبدل ہو جایا کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے پہلے لوگوں نے کائیناتی خلا میں ابھرنے والی اور پھیلنے والی شعاعوں کو جذب کر کے ان سے مستفید ہونے کا ہنر سیکھ لیا ہو اور اسے مرموز انداز میں طلسماتی میں لکھا ہوا ہوتا ہے جدید انداز میں کئے گئے تجربات اس بات کے شاہد ہیں کہ مخصوص تابکاری اور شعاعی عمل مخصوص دھاتوں یا ان کے مرکبات پر ہوتا ہے۔

جس وقت رتھر فورڈ نے الفاذرات کی گنتی کرنا چاہی تو ان کے پاس ایسا کوئی آلہ خورد بین نہ تھی جسے استعمال میں لایا جا سکے انہوں جست اور گندھک کے ایک مرکب (Zinc Sulphide) کو استعمال کیا جب الفاذرات اس مرکب پر گرتے تو ٹمٹماہٹ پیدا ہوتی جیسے ایک لمحے کے لئے جگنو چمکتا ہے اس مفروضے پر کہ جب الفاذرہ اس مرکب کے کسی ایٹم سے ٹکراتا ہے تو ایک ٹمٹماہٹ پیدا ہوتی ہے، انسان بار بار پیدا ہونے والی چمک کی گنتی کر کے شمار میں لا سکتا تھا۔ پھر اس کی تیزی، مخصوص زاویوں پر کم زیادہ ہوا کرتی ہے، گائیگر

کہتا ہے مجھے رتھر فورڈ نے کہا ’’اب میں جانتا ہوں کہ ایٹم □ کی ساخت کیا ہے‘‘ مجھے حکم دیا کہ (دیکھوں، تجربہ کروں) 60 اور 120 ڈگری زاویے میں مڑنے والے الفا ذرات کی تعداد 120 سے 180 ڈگری تک مڑنے والے ذرات سے آٹھ گنا ہے یا نہیں، رتھر فورڈ نے ایٹم کی ساخت کے نئے تصور کی بنا پر یہ تخمینہ لگایا تھا، گائیگر نے تجرباتی طور پر رتھر فورڈ کے تخمینہ کو حیرت انگیز طور پر درست پایا [جدید طبیعیات کے بانی صفحہ 30]

مذکورہ بالا اقتباس کو بار بار پڑھئے اور عملیاتی طور پر برتے جانے والے طلسماتی نجموں کو پرکھئے کہیں ایک ہی چیز کو دو مختلف زاویوں سے تو نہیں دیکھا جا رہا۔ جنہوں نے طلسمات کو نجمی انداز میں تیار کرنے کا ہنر معلوم کیا تھا شاید انہوں نے یہ راز پالیا تھا کہ ستاروں کے اثرات کو محفوظ کر کے ان سے کام لئے جا سکتے ہیں اور یہی کچھ تو عامل و جادوگر کرتے ہیں، رہی یہ بات کہ سائنسدان کسی تجربہ میں الفاظ و عبارات اور مخصوص وظائف کا قائل نہیں ہوتے جب کہ جادوگر و عامل بہت سے ایسے لوازمات کرتے ہیں جن کا سائنسدان تصور بھی نہیں کر سکتا مگر طریقہ کار دونوں کا ایک جیسا ہی ہے جو لوگ کائیناتی شعاعوں پر کام کرتے ہیں اور ان کے مفید و مضر اثرات کا علم رکھتے ہیں ان کی باتیں عاملوں سے ملتی جلتی دکھائی دیتی ہیں۔ رہی بات ستاروں کا آپس میں نظرات بنانا اور عاملین کا اس سے کام لینا بہت پرانی بات ہے اور آج تک عاملین شرف و تثلیث تسدیس وغیرہ کو بہت اہمیت دیتے ہیں، سائنسدان ان زاویوں پر کمی تیزی کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انسان نے بہت سی ایسی اشیاء ترتیب دی ہیں جو فضا میں رونما ہونے والے اثرات کو جذب کرتی ہیں کیمرہ اور فوٹو کی مثال روزمرہ کا مشاہدہ ہے، ہوسکتا ہے قدیم عاملین کی یہ بات کہ جب انسان پر کوئی شکل بنے اور ستارے کوئی شکل اختیار کریں ایسے وقت میں اگر زمین پر موجود کوئی شخص ایسی ہی شکل بنائے تو وہی اثرات جو دو یا زیادہ

ستاروں سے رونما ہوتے ہیں اس عمل/طلسم میں سرایت کر جاتے ہیں، ہزاروں سال کے تجربے سے یہ بات کسی شک کی محتاج نہیں ہے۔ اگر کوئی صاحب ہمت اس بارہ میں تحقیق و تدقیق سے کام لے تو ہوسکتا ہے انسانیت کے لئے استفادہ کا ایک اور مفید دروازہ کھل جائے۔ جادوگر و عامل جن عبارتی اعمال کو طلسمات میں برتتے ہیں انہیں حذف کر کے صرف اوقات اور دھاتوں کے مرکبات کو پرکھا جائے مجھے یقین ہے کہ جو کام مخصوص چلوں وظیفوں سے بروئے کار لائے ہیں وہی باتیں صرف دھات اور مخصوص اوقات پھوٹنے والی شعاعوں اور لہروں کے امتزاج سے بھی ممکن ہوسکتا ہے۔ یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے روزمرہ کے مشاہدات ہیں دو دھاتوں ترتیب دئے ہوئے مرکب میں مخصوص اثر پیدا ہوجاتا ہے ایک دوسری سے مل کر بہت سی نئی دھاتیں معرض وجود میں آرہی ہیں، عامل لوگ بھی عملیات میں دھاتوں کے امتزاجی عمل کو بروئے کار لاتے ہیں۔

آفتاب کی بنفشی شعاعیں

آفتاب کی شعاعوں میں ایک غیر مرئی رنگ ہے جس کو ’’الٹرا وایولٹ‘‘ (Iltraviolet) کہتے ہیں اشعاع سے بہت امراض کے علاج میں مدد لی جارہی ہے ہسپتالوں میں ایسے آلات زیر استعمال ہیں جن سے یہ شعاع مریض پر ڈالی جاتی ہے کئی دہائی پہلے ڈاکٹر لوگ اس شعاع کو مچھلی کے تیل پر ڈالتے ہیں جب تیل اسے جذب کر لیتا تو اسے مریضوں کو استعمال کرایا جاتا تھا، اس تیل کے استعمال سے وہی فوائد حاصل کئے جاتے ہیں جو اس شعاع سے حاصل ہوتے ہیں [مستانہ جوگی صفحہ 334] اسی طرح چاند کا اثر انسانی زندگی پر اس کی مقناطیسی شعاعوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے، روشنی کے متعلق تجربات نے ثابت کیا ہے کہ چاند کی روشنی جو کہ سورج کی روشنی کا انعکاس ہے بجلی کے بجائے مقناطیسی پیدا ہوتی ہے، مقناطیسی طاقت دوسری اشیاء کو اپنی طرح کھینچتی ہے، قریبی پر زیادہ دور پر اثر کم ہوتا ہے۔

یہی نہیں بلکہ سورج کے دھبوں کا اثر بھی زمین اوراس کے باشندوں پر بہت گہرا پڑتا ہے اور زلزلوں کی آمد میں سورج کے دھبوں کو ایک خاص سبب کے طور پر دیکھا جارہا ہے اور ماہرین نے اس بات پر خصوصی توجہ دی ہے کہ دماغی امراض کا ان دھبوں کے ساتھ گہرا تعلق ہے اور اس پر اپنی نظریں مرکوز کئے ہوئے ہیں۔ پرانے آریہ پنڈتوں نے لکھا ہے کہ ستاروں کا اثر ہر جاندار پر ہوتا ہے اوراس کا یہی سبب ہوتا ہے کہ اس گھڑی ستارے اور سیارے، سورج، چاند، جس خانہ میں ہوتے ہیں پیدا ہونے والے بچے پر اپنا اثر چھوڑ جاتے ہیں۔

روشنی حرارت، آواز، رنگ، طاقت بجلی، نباتاتی اور حیواتی زندگی اور طبعی تغیرات مدوجزر یعنی جوار بھاٹا، وائرلیس، ریڈیو، ٹیلی پیتھی درحقیقت وہ لہریں ہیں جو فضائے بسیط میں مختلف سیاروں کی حرکت سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان لہروں سے درجہ بدرجہ کام لیا جارہا ہے بہت سے حساس آلات ایجاد ہوچکے ہیں جو ان لہروں سے مفید کام لینے کے اہل ہیں۔ جس طرح ان لہروں اور ابھرنے والی شعاعوں کا اثر کائینات کی دوسری اشیاء پر پڑتا ہے ایسے ہی انسان کے دماغ وذہن پر بھی ان کا اثر پڑتا ہے۔ حیرت انگیز طور پر پہلے سے منسوب شدہ ساعات اور گھڑیوں میں اثرات کا بہت سا عمل دیکھنے میں آتا ہے۔ ہر شخص کے گرد ایک خاص قسم کی فضا ہوتی ہے جو اس کے خیالات کا نتیجہ ہے اسے صوفی لوگ جسم لطیف کہتے ہیں۔

علم روحانی کے مغربی علماء اسے ''اورا'' (Aura) کہتے ہیں یہ انسان کے اردگرد ایک پہاڑ کی طرح ہوتا ہے اگر انسان کھڑا ہوتو اس کا جسم لطیف اس کے معمولی جسم سے قریباً ڈھائی گز کے فاصلہ پر ہوگا یہ جسم لطیف نظر نہیں آتا لیکن ماہرین اس کی شناخت کرلیتے ہیں۔ وہ کسی شخص کے قریب جاکر یعنی اس کے جسم لطیف کے دائرہ میں سانس لیتے ہی بتا سکتے ہیں کہ یہ شخص کس قسم کا ہے۔

ماخذ مصادر۔۔جدید طبعیات کے بانی۔

مستانہ جوگی۔

خبیث برے اعمال کے لئے مناسب اوقات

ابن القیم لکھتے ہیں ''معوذتین میں ہر بری اور مکروہ چیز سے پناہ مانگی گئی ہے، پیدا ہونے والے ہر چیز کے شر سے استعاذہ کیا گیا ہے، وہ بری چیز جسمانی ہو یا روحانی اور شر غاسق میں رات میں پھیلنے والی چیزیں مراد ہیں، جب قمر چھپ جائے رات چھا جائے، ارواح خبیثہ پھیل جائیں کیونکہ سورج اور چاند کی روشنی ارواح خبیثہ کو پھیلنے سے روکتی ہیں۔ جب سورج غروب ہوجائے چاند نکلا نہ تو ارواح خبیثہ پوری طاقت سے باہر نکل کر گھومنے پھرنے لگتی ہیں یہی اوقات ہوتے ہیں جادوگر اور پھونکنے والیوں کے لئے یہی اوقات ہوتے جب وہ اپنے اعمال کرنے لگتے ہیں [زادالمعاد 4/165] امام ابن تیمیہ بھی ایسا ہی کچھ لکھتے ہیں: رات سے پناہ اس لئے بھی بنتی ہے کہ اندھیرا چھا جاتا ہے، شیاطین پھیل جاتے ہیں، یہ تخصیص نہیں کہ وہ شیاطین جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے وہ کام ہوتے ہیں جو دن کی روشنی میں نہیں ہوا کرتے۔ مختلف اقسام کے شر سر نکالنے لگتے ہیں، فسق و فجور جادو، چوری، خیانت، فواحش وغیرہ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں، یہ بات تو پختہ ہے کہ شر ہمیشہ تاریکی میں سر اٹھاتا ہے، یہی وجہ سے ہے کہ اللہ نے رات کو انسانوں کے لئے سکون وراحت والی بنایا ہے، کیونکہ شریر لوگ جو کام رات کے اندھیری میں کرتے ہیں وہ دن کی روشنی میں اس کی ہمت کر نہیں پاتے [مجموع الفتاوی فی التفسیر 5/490]

اوقات دعا

عاملین اور اہل نجوم نے دعا کی قبولیت کے لئے بہت سے اوقات منتخب کئے ہوئے ہیں ان

کے نزدیک اگر ان اوقات میں تعویذ/طلاسم لکھے جائیں تو بخیر وخوبی انجام پاتے ہیں
(1) مسعودترین کواکب زہرہ ومشتری ہیں ان دونوں کی ساعت میں یاان دونوں کے طالع
وقت میں دعا کرنا یاعمل کرنا مسعد ومقبول ہوتا ہے (2) انیس 19 درجہ سرطان (3) تین یا
دس درجہ حمل (4) تین درجہ طالع اسد ہوتو اکیس درجہ حمل وسط السماء پر ہو، یہ بھی انسب ہے
کہ 19 درجہ سرطان سے آغاز دعا کرے اور جب درجہ اسد آجائے تو ترک کردے (5)
مشتری اور اس کا مجاسدہ ہو یارجعت میں ہو۔ یامشتری اور اس کی نظر سعد ہو (6) قمر
استقبال سے پھر کر سعد سے ملے۔علمائے یہود کہتے ہیں کہ اجابت دعا کے لئے بہترین
استقبال یہ ہے کہ قمر میزان میں اور آفتاب برج حمل میں اکیس درجہ پر ہو (7) اہل نصاری
علماء کا کہنا ہے کہ جب رمق مشتری سے ہٹ کر راس سے ملے تو وقت اجابت ہوتا ہے (8)
یونانی اہل علم کہتے ہیں استجابت جمیع دعا اس طرح ہے کہ ایسا طالع اختیار کریں کہ مشتری راس
یا یران وسط السماء میں ہو زہرہ درنفس طالع یا مشتری ساتویں میں ہو۔زہرہ چوتھے میں
مشتری کے ساتھ ہو کہ دلیل ابتداء ہے اور مشتری چوتھے گھر میں کہ دلیل انتہا ہے بعدازاں
موضع سعد میں نیک ہو اور نحوس مقابلہ۔مقارنہ۔تربیع وغیرہ سے ساقط ہو۔قمر اس کے ساتھ
متصل ہو۔پس ان میں سے کوئی شرط بھی نہ ہوگی تو حکم اسی قدر ضعیف ہوگا (9) نصرت و
طلب جمیعت کی خاطر کی دعا اس وقت کرے جب کہ قمر بخانہ مشتری میں زہرہ سے متصل ہو
(10) طلب مال اور کار دنیا کے لئے اس وقت جب کہ قمر بخانہ زہرہ متصل بہ مشتری ہو
(11) طلب ریاست کے لئے دعا اس وقت کرے جب قمر متصل بہ آفتاب ہو اور آفتاب
نیک حال ہو (12) طلب علم کے لئے عطارد جب کہ نیک ہو میں دعا کرے (13) بزرگی و
عزت کے لئے اس وقت دعا کرے جب کہ قمر برج اسد یا حمل میں ہو یا آفتاب برج حمل
یا اسد میں ہو (14) مشتری بخانہ شرف متصل بہ قمر ہو (15) جب قمر برج حوت میں اور

زہرہ برج سرطان میں ہوتو اجابت دعا کا وقت ہوتا ہے اگر اس وقت دعائے ترویج کی
جائے تو قبول ہوتی ہے (16) رضائے خداوندی کے لئے اس وقت دعا کرے جب کہ
زحل برج میزان یادلو میں ہو اور قمر برج دلو یا میزان میں ہو (17) طلب علم اور کاربار
سلطنت کے لئے اس وقت دعا کرے جب کہ عطارد 15 درجہ سنبلہ پر اور قمر 15 درجہ
سرطان پر یا 15 درجہ ثور پر یا عطارد جوزا میں ہو اور شرف قمر ہو یا آفتاب کی عطارد سے نظر
تسدیس ہو (18) دینی امور کی انجام دہی کے لئے اور طلب وزارت کے لئے اس وقت دعا
کرے جب کہ قمر متصل بہ مشتری ہو۔چنانچہ قمر متصل با آفتاب ہو بہ شرطیکہ آفتاب وسط
السماء میں ہو (20) گم شدہ کے لئے قمر 19 درجہ حمل یا 3 درجہ ثور پر ہو (21) حرمت وجاہ
کے لئے آفتاب درحوت اور قمر درسرطان ہو [قواعد عملیات صفحہ 112]

اعضائے انسانی کی جدول

نجومی لوگوں نے ستاروں کو اعضائے جسمانی سے منسوب کیا ہے جس کی صورت یہ ہے۔

نام سیارہ	دھات	رنگ	اعضائے جسمانی	کیفیت
آفتاب	سونا	نارنجی	دماغ	روح غیر طبعی
چاند	چاندی	سبز	حرام مغز	روح طبعی
عطارد	پارہ	بنفشی	پھپھڑے	عقل
زہرہ	تانبہ	زرد	دل	محبت وعشق
مریخ	لوہا	سرخ	مرارہ۔پتہ	قوت طبعی
مشتری	قلعی	لاجوردی	جگرتلی	قوت فیصلہ،تمیز
زحل	سیسہ۔سکہ	نیلا	دماغ کا بالائی حصہ	حافظہ

یورینس	فولاد	گہرانیلا	دماغ کا زیریں حصہ	روحانیات
نیپ چون	مقناطیس	زرد، نارنجی		تخیل

انسان نے اپنی معلومات کے مطابق ان ستاروں کومختلف امور کی طرف نسبت دی ہے بغور جائزہ لینے کے بعداس نتیجہ پر پہنچا گیا ہے کہ اس میدان میں جن لوگوں نے کام کیا اوران کی معلومات جس قدر تھیں ان ستاروں سے کام لیا گیا اور جو باتیں/علوم/معلومات/تجربات اس میدان والوں کو ہوئے تھے ان کے مطابق انہوں نے ستاروں کی نسبت کردی، جو چیزیں ان کی معلومات سے باہر تھیں وہ ان کے دائرہ کار سے باہر رہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ شعاعیں جس طرح معلوم اشیاء کومتاثر کرتی ہیں اسی طرح ہمارے علم سے ماوراء چیزوں کو بھی متاثر کرتی ہیں۔بات نسبت کی نہیں بات یہ ہونی چاہئے کہ ان ستاروں کے حقیقی اثرات کیا ہیں جب معلوم کرچکیں تو انہیں قانون کا درجہ دیدیں اسی قانون کے مطابق جہاں بھی اثرات مرتب ہوں انہیں جانچ لیا جائے۔۔

تسخیر بے نظیر......

یومیہ چالیس یوم تک طلوع آفتاب کے وقت سورج کی طرف نگاہ جما کر ایک سو[100]بار بسم اللہ مکمل پڑھے تو آنکھ میں بجلی کی سی چمک پیدا ہوجائیگی جس پر نظر ڈال کر چند بار بسملہ پڑھے گا اور دل میں خیال کریگا کہ وہ میرے پاس چلا آرہا ہے تو وہ چند منٹ میں چلا آئیگا [40]یوم کے بعد معمول میں رکھیں،اب سورج کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے ظہر یا عشاء کے بعد معمول رکھیں،عامل کسی کا محتاج نہیں رہتا ہر مرض سے شفا ہے اگر کوئی کام ہوتو باوضو بلا تعداد خلوص نیت کے ساتھ بار بار بسم اللہ کا تکرار کرے تو بہت جلد مراد ملے گی۔اس عمل کا بھید یہ ہے کہ جب انسان ایک مقررہ مدت تک مخصوص کام کرتا ہے تو اس کی دماغی قوتوں اوراس کا لاشعور اور شعور ایسے ہی حالات پیدا کردیتے ہیں اور دماغ کے ساتھ ساتھ

آنکھوں میں خاص چمک پیدا ہوجاتی ہے جسے انسان اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے اور یکسوئی کے ساتھ کسی بھی طاقت کو بروئے کار لایا جائے تو اس کی تاثیر لامحالہ ظہور پزیر ہوتی ہے، سوچے ہوئے منصوبے عملی جامہ پہن لیتے ہیں۔انسان کی سوچیں ہوئی مرادیں مادی روپ اختیار کرلیتی ہیں۔

مغربی سیارہ کا برقی عمل

حضرت قطب کا بتلایا ہوا عمل ہے خاکسار نے بہت فائدہ اُٹھایا اور اُٹھا رہا ہے یومیہ غیب سے مدد ہوتی ہے یہ عمل تجارتی فوئد میں بہت کامیاب ہے مثلاً مشتہرین، طابع اور پریس والے کتب فروش اخبارات یا رسائیل کے نکالنے والے کم بکری والے بھی تجربہ کرسکتے ہیں خود مستفید ہوں اور لوگوں کو دعوت عمل دیں۔

مغربی سیارہ کی پہچان یہ ہے کہ مشرق سے طلوع ہوکر مغرب میں غروب ہوتا ہے ہر روز اسی طالع سے نکلتا ہے روشنی اچھی ہوتی ہے موسم سرما خصوصاً نومبر دسمبر میں ساڑھے سات بجے ہی طلوع ہوجاتا ہے اور آٹھ بجے مکمل نکل آتا ہے اس کی چال بہت تیز ہے دیکھتے ہی دیکھتے آدھ گھنٹہ میں آٹھ دس ہاتھ اوپر نکل آتا ہے شروع میں ہلکی لیکن بعد میں روشنی تیز ہوجاتی ہے صبح پانچ بجے کے قریب قبلہ رخ غروب ہوتا ہے یومیہ اس کی طرف منہ کرکے اور ہاتھ اُٹھا کر درج ذیل درود شریف پڑھیں اللھم صل علی محمد فی الاولین والآخرین وفی الملاء الاعلی الی یوم الدین [آسان عملیات ص۲۵۸ج۷]

شرف زہرہ میں تسخیر خواتین/خلق کا عجیب عمل

زہرہ دوہ فلک طے کرتا ہوا جب برج حوت کے 27 درجہ پر پہنچتا ہے تو اس میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے۔پروردگار عالم نے وقت کے ہر موقع میں ایک خاصا اثر رکھا ہے۔حکمائے فلاسفہ کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ حصول اثر کے لئے فاعل کو مہیا کرتے ہیں تا کہ عالم فلکی کی تاثیر کو

عالم سفلی میں اتارا جاسکے جب ایسا مادہ مہیا کرلیا جاتا ہے جو اس کا اثر قبول کرے تو اس اثر کو لوح یا نقش پر اتار لیا جائے وہ سبب زمین پر ظہور صنعت قدرت خدا کا ہوتا ہے، چنانچہ زہرہ کے ان درجوں پر فائز ہونے سے جو تاثیر پیدا ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ رجوع خلق اور تسخیر مستورات کے لئے تیزی سے کام کرتی ہے، نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کے کے پاس یہ لوح ہوگی۔لوگ واقف ،نا واقف ،بڑے چھوٹے کسی نامعلوم کشش کے باعث متوجہ ہوجاتے ہیں، شہرت عظمت اور مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔لہذا اس وقت سے ان لوگوں کو فائدہ اٹھانا چاہئے جن کا خلقت سے عام تعلق ہے مثلاً حکیم ،لیڈر، ڈاکٹر، وکلاء، دکاندار اور دیگر تمام پیشہ ور لوگ جن کا ذریعہ آمدن عوام سے سے متعلق ہے۔کاروبار میں اضافہ کے لئے ایک مؤثر سبب ہے، مستورات کی رجوعیت کے لئے بھی اس وقت فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے وہ لوگ جو کسی عورت کو تسخیر میں لانا چاہیں یا کسی مطلوبہ جگہ شادی کی خواہش پوری نہ ہوسکتی ہو تو اس شرف کی تاثیر کام دیگی۔اس جگہ ہم صرف تسخیر خلق کا ایک عمل درج کرتے ہیں ۔

(1) جو چاہے کہ تسخیر خلق ہو اسے چاہئے کہ سورہ توبہ کی آیت 128 لقد جائکم رسول سے لیکر رؤف الرحیم تک کے اعداد نکالیں جو کہ 2898 بنتے ہیں کے ساتھ طالب معہ والدہ کے اعداد جمع کرکے 41 اکتالیس تفریق کردیں اوران کے حروف بنالیں اور آگے کلمہ ایل لگادیں تاکہ مؤکل بن سکے۔

(2) اس کے بعد ایک تکسیر تیار کریں اس طرح کہ پہلے نام طالب معہ والدہ پھر آیت شریف۔لکھ کر صدر مؤخر کرکے تکسیر مکمل کریں۔

(3) اس کے بعد اس تکسیر کے پہلوئے راست وچپ کے حروف لیکر الگ الگ سطر میں میں لکھیں، جس قدر جملے بنیں ان کے آگے یوش لگا کر اعوان العمل تیار کریں۔

(4) جب یہ کرچکیں تو کل تکسیر کے اعداد نکال کر ان میں سے 319 عدد خارج کرکے باقی

کے حروف بنا کر ان کے آگے کلمہ طیش لگالیں، یہ عمل الجنات ہوگا۔

(5) تمام تکسیر کے اعداد ایک مخمس میں پر کریں اور چاروں طرف اعوان لکھ دیں۔

(6) ایک فرضی تصویر بنائیں ایک مرد کرسی نشین ہو اس کے آگے بے اندازہ لوگ آرہے ہیں مرد کے سر پر مؤکل کا نام لکھے اور خلقت کے اوپر جنات العمل کا نام لکھو۔

(7) اس تصویر کے اوپر نیچے دائیں بائیں اعوان العمل کا نام لکھو۔

(8) اس عمل تسخیر خلق کی عزیمت یوں ہوگی "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔عزمت علیکم یاارواح العلویات والثقلات یا (نام موکل۔نام اعوان العمل، نام جنات) بضقائے حاجتی تسخیر خلائق رجوع خلائق بحق الاسم الاعظم یا بدوح خالقکم وموحدکم وباریکم بارک اللہ فیکم وعلیکم العجل الساعۃ الوحا" اس طرح کے تین (3) نقش تیار کرو۔ایک اپنے پاس رکھ لو، ایک گھر کی/ مکان کی/ دکان کی چھت یا اندر لٹکا دو یا صحن میں کوئی پھل دار درخت ہو تو اس پر لٹکا دو تاکہ ہوا، اسے ہلاتی رہے تیسرے کو فریم کروا کر ایسی جگہ لٹکائیں جہاں ہر آنے جانے والے کی نظر اس پر پڑے۔ اللہ تعالیٰ عزت سے نوازے گا اور شہرت حاصل ہوگی [رموز الجفر صفحہ 146]

ماخذ ومصادر۔۔۔زادالمعاد

[مجموع الفتاوی فی التفسیر 5/490]

[قواعد عملیات صفحہ 112

آسان عملیات۔

رموز الجفر

15

اعداد کی حقیقت اور عملیات

عملیات جادو میں جو چیز سب سے اہمیت کی حامل ہے وہ اعدادی قوتیں ہی کارفرما نظر آتی ہیں ہر ایک لکھ کر دے رہا ہے، ہر کوئی لے رہا ہے، قران کے کی سورتوں اور آیات کے اعداد نکالے جا رہے ہیں، آخر اعداد کو اتنی اہمیت کیوں دی جا رہی ہے؟ سب سے پہلے تو ہمیں اس کی اصلیت کو جاننا چاہئے کہ یہ آئے کہاں سے؟ کونسی قوم اعداد سے کام لیتی رہی، کس قوم نے اسے مذہبی حیثیت دی؟ جیسا کہ ہم نے لکھا ہے کہ علم الاعداد کا موجد اور اس سے کائناتی طور پر استدلال کرنے والی شخصیت فیثا غورث کی تھی۔ یہود کی ہمیشہ سے خصلت رہی ہے کہ یہ دوسروں سے بہت جلد متاثر ہونے والی اور آخذ قوم ہے، انہوں نے ہر اس قوم و تہذیب کے مقاصد اور باتیں لیں جو انہیں کسی نہ کسی انداز میں کام دے سکتی تھیں۔ قرون وسطی میں تورات کے بعد یہود علماء نے باطنی اسرار کے زموز کے نام پر ملفوظات کو جمع کرنا شروع کر دیا، اس کی اہمیت اس سے دیکھی جا سکتی ہے کہ یہود کا خیال ہے کہ انبیائے کرام کی تعلیمات سے یہی مخفی باتیں مراد تھیں۔ ان مخفی امور کی ابتدا موسوی عہد سے سمجھی جاتی ہے بالخصوص حضرت عزیر علیہ السلام کے اس عہد سے جس عہد میں کہ انہوں نے تورات کو از سرے نو مرتب کیا [70] باطنی تعلیمات کو خواص کیلئے مخصوص کر دیا بعد ازاں اسینی (Essenies) نے ان باطنی علوم سے اور احکام تورات سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی اس تفکری عمل کے نتیجے میں یہودی تصوف نے جنم لیا۔ تلمودی دور میں عزلت نشینوں کے پیہم مرابوں اور مکاشفوں نے عجیب و غریب رنگ اور بعد ازاں شکوک پیدا کئے۔ جس نے آہستہ آہستہ ایک اور رنگ تصوف کو جنم دیا۔ جس کو (Eestatic kind of

mystioisims) کہتے ہیں۔ اس نوع تصوف کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ ریاضتوں، عبادتوں کے ذریعے خواہشات کو اس قدر مغلوب بنا دیا جائے اور روح کو اس قدر قوی بنا دیا جائے کہ انسان کو خدا جلال و جمال سے پوری طرح سامنے متمثل و متشکل نظر آئے۔ اس سلسلے میں ان کے ہاں عالم بالا کی طرف عروج کرنے کا ایک سلسلہ پایا جاتا ہے اور ان مدارج سے گزرنا پڑتا ہے جس میں انسان کو روحانی ترقی، ایک سرور اور صعود ہوتا ہے ساتھ ساتھ ان صحبتوں کا بھی ذکر آتا ہے جو خدا کے جمال و جلال سے استفادہ کرنے کے سلسلے میں پیش آتی ہیں۔ ترقیات و تنزلات کی ان تمام کیفیتوں کو یہ لوگ کبھی تو حقیقت سے یا مستعار میں ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ نوع تصوف انسان کے لئے خدا سے اتحاد (Union) کا طالب گار نہیں بلکہ ابلاغ (Communion) کا طلب گار ہے۔ اتحاد کے بجائے روحانی وابستگی کا طلب گار ہے۔ اس نوع کا اثر آج تک یہودیوں کی مذہبی مجلسوں میں مذہبی ترانوں کی شکل میں ملتا ہے جس کو (Irisagion) کہتے ہیں (یہ تصوف یہودیت بدھ ازم اور ہندوازم سے متاثر ہے)

حروف کے اعداد

علم العداد ایک قدیم علم ہے، حکماء اس کو اپنے کاموں کیلئے مخصوص انداز میں استعمال کیا کرتے تھے، بوقت ضرورت، کبھی مصلحت کے تحت اپنی بات کو اعداد کی میں لکھا کرتے تھے، اسلامی تاریخ میں ایک ایسا بھی وقت گزرا ہے اس علم سے بہت سے کام لئے گئے، علم تصوف میں اس سے بہت کام لیا گیا، شعراء نے اپنی تاریخیں نکالیں، قطعات لکھے، یہ الگ موضوع ہے پھر کسی جگہ بحث کے لئے اسے اٹھائے رکھتے ہیں، جو بھی علم الاعداد کو سیکھنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے ان آٹھ حروف کو ذہن نشین کر لے اُسے اعداد نکالنا آ جائینگے، وہ یہ ہیں ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت، ثخذ

۔ضظغ۔

الف کا ایک، ب کے دو اسی طرح ایک سے ہزار تک اعداد چلتے ہیں، پہلے اکائیاں، پھر دہائیاں، پھر سینکڑہ، پھر ہزار، وہ صرف ایک حرف غین ہے، ٹیبل بنا دیا ہے تاکہ آسانی رہے، اس علم سے کام کیسے لیا جاتا ہے؟ اس کی کچھ باتیں اس جگہ لکھی جاتی ہیں ورنہ تو یہ علم بہت وسیع ہے، علم العداد کی رو سے، ہم ایک تشخیصی عمل لکھتے ہیں اگر آدمی زیرک و ہوشیار ہو تو اس سے بہت سے امراض کی شناخت کی جا سکتی ہے، اگر آپ کے پاس کوئی مریض آ کر اپنی بیماری کے متعلق دریافت کرے تو اس سے اس کا اور اس کی ماں کا نام پوچھ لے، ان ناموں کے اعداد نکالے اور جس دن سوال کیا ہے اس کے بھی اعداد نکالے، جو بھی اعداد نکلیں انہیں چار پر تقسیم کریں، اگر ایک بچا ہے تو جناتی نظر ہے، دو بچیں تو انسانی نظر اور پڑھائی کا اثر ہے اگر تین بچیں تو جسمانی مرض ہے، اگر برابر تقسیم ہو جائے تو سحر و جادو کے اثرات ہیں یہ بہت بڑا علم ہے جسے ہارہا سال سے حکماء نقل کرتے آ رہے ہیں اس علم پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اللہ نے کوئی موقعہ دیا تو اس پر پھر کبھی گفتگو کریں۔

دنوں کے نام معہ اعداد

ہفتہ	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ
شنبہ	یک شنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنج شنبہ	جمعہ
357	387	367	422	566	412	118

حروف معہ اعداد

ا	ب	ج	د	ھ	و	ز
1	2	3	4	5	6	7
ح	ط	ی	ک	ل	م	ن
8	9	10	20	30	40	50
س	ع	ف	ص	ق	ر	ش
60	70	80	90	100	200	300
ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
400	500	600	700	800	900	1000

پیر ے رفروری 2007۔

یہود کا فرقہ قبالہ

یہود کی صوفیانہ آراء کو قبالہ نامہ کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے جسے آپ باطنی ملفوظات کہہ سکتے ہیں، اس کی ابتداء کے بارہ میں یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن یہ ضروری ہے کہ یہ مختلف ادوار میں مرتب ہوتی رہی، تصوف کے دیگر پیشرو مکاتیب کے افکار و طریقے بھی اس میں شامل ہوتے رہے۔قبالہ کی تعلیم کا مرکز بابل رہا۔ یہاں سے یہ کتاب اٹلی، جرمنی، سپین میں آئی، ادوار متوسط میں عیسائی راہبوں نے اس سے بہت فائدہ اٹھایا، اس کی تشریحات کی مدد سے اپنے پیروان کے لئے روحانی تسکین کی راہ کھولی۔اس کے عنوانات یہ ہیں۔

1۔خدا کا تصور کیا ہے؟۔2۔وہ کیونکر وجود میں آیا؟۔3۔اس کی صفات کیا ہیں؟4۔وہ کس طرح ظاہر ہوا؟5۔کائنات کس طرح وجود میں آئی؟6۔عمل کیا ہے؟7۔انسانی وجود اور اس کی روح کیا ہیں؟8۔خدا کے اسماء میں کیا اسرار ہیں؟۔9۔نیکی اور بدی کیا ہے؟ 10۔کائنات میں انسان کا مقام کیا ہے؟۔۔11۔جنت اور دوزخ کیا ہیں؟12۔ملائکہ وشیاطین کیا ہیں؟۔۔13۔نجات کس طرح مل سکتی ہے؟۔۔15۔تصور مسیح کیا ہے؟

ان عنوانات کے علاوہ قبالہ میں تورات کے ہر حرف اور لفظ کے لیے اعداد دئے گئے ہیں ان اعداد سے ان کے اثرات مرتب کر لئے گئے ہیں اس طرح ان کے مفہوم کی بجائے ان کے روحانی فیض حاصل کیا جاتا ہے، ان میں انسان کے روحانی اور مابعد الطبیعاتی مسئلہ یہ ہے کہ ایک کامل خدا ناقص کائنات کو کس طرح پیدا کر سکتا ہے؟ بالفاظ دیگر کیا یہ ممکن ہے کہ کامل اور غیر محدود خدا اپنے قوی میں سے کچھ دئے بغیر زیست محدود کو پیدا کر سکتا ہے؟ اس سوال کے حل میں یہ نظریہ پیش کیا خدا بے کراں ہے Ensof یا Boundless ہے جس آفتا ب سے شعاعیں نکلتی ہیں اسی طرح اسی ذات سے مشیت الٰہی (Divine) کا ظہور ہوا ہے جس سے عقل (Wisdom) جو صفت کے اعتبار سے نر ہے اور علم (Knowledge) جو مادہ ہے نے زیست پائی اس مادہ سے دو اور پیدا ہوئے۔ ایک (Grace) یعنی شرف جو صنفی اعتبار سے نر ہے اور طاقت (Power) جو صنفی اعتبار سے مادہ ہے پیدا ہوئے ان دونوں کے اختلاط سے حسن (Beauty) نے جنم لیا۔ یہ دنیا اور اس کی ہر شئے میں مذکور آخری تین صفات پیدا کی گئی، اس پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ انسان کے بارے میں صوفیانہ تصورات نے اثرا شروع کر دیا مثلاً کہا گیا کہ انسان عالم عالم اصغر ہے۔ جس میں مذکورہ تینوں صفات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اس لئے ان قوتوں کو بعض الہامی اعداد اور ان کے خفیہ اسرار و رموز کے ذریعے قابو میں رکھا جا سکتا ہے۔ حتی کہ مسیح دور کی آمد بھی انہی مخفی اسما اور اعداد کے ذریعے معلوم کی جا سکتی ہے [تعارف مذاہب عالم وتقابل ادیان صفحہ 600]

علم الاعداد اور تعویذات

کچھ لوگ تعویذات کو مہمل چیز سمجھ کر بے کار چیز سمجھتے ہیں لیکن اب ایسا نہیں ہوتا، چند اعداد کو جمع کر کے مخصوص خانوں میں لکھی گئی عبارت جسے اصل عبارت کے قائم مقام سمجھا جاتا ہے کو اسلئے لکھا جاتا ہے کہ اصل بات نا اہلوں سے چھپی رہے، جبکہ اب وقت آ چکا ہے کہ تمام

مخفیات سے پردہ سرکایا جائے۔ جیسا کہ لکھا جا چکا ہے علم عدد ایک قدیمی علم ہے حکمائے یونان نے اس سے بڑے بڑے فوائد کے حصول میں مدد لی۔ ان کے نزدیک جو علم عدد سے واقف نہ ہوتا قابل التفات نہ سمجھا جاتا۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ افلاطون کے دروازے پر لکھا ہوا تھا "من لم یعرف خویطریا لا یدخل دارنا" جو علم ہندسہ نہیں جانتا وہ ہمارے دروازے میں داخل نہ ہو۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں کچھ عدد متبرک سمجھے جاتے تھے جیسے 9 اور 7 کا عدد وہ لوگ جب کسی سے ملتے تو اس کے نام کے اعداد نکال کر فوراً اس کے کردار کے بارہ میں اندازہ لگا لیا کرتے تھے۔ بڑی بڑی پیشگوئیاں بھی کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے جو آدمی "بیس" کا نقش پر کریگا موکل اس کی فوری حاجب پوری کریگا۔ کچھ کہتے ہیں لفظ "بدوح" کے بیس عدد یہ اسم اعظم بن جاتا ہے بشرط کہ ان کی خانہ پری ٹھیک انداز میں کی جائے۔ اس کے علاوہ علم جفر کی اساس بھی یہی اعداد ہیں، ان سے ہی اچھے برے نتائج حاصل کئے جاتے ہیں۔

علم الاعداد کی ہمہ گیری

یورپ کا سیاح جب نیاسا جھیل کا منبع معلوم کرنے لئے افریقہ کے جنگلوں کو طے کر رہا تھا تو اس کی ملاقات کچھ جادوگر سے ہوئی جنہوں نے مختلف قسم کے ساحرانہ کرشمے دکھائے دریافت کرنے پر پتہ چلا کہ وہ سفلی اعمال کے علاوہ اعداد کے نقوش بنا کر بھی اپنا کمال دکھا تے ہیں [مصباح العملیات صفحہ 6]

علمائے اسلام نے علم الاعداد کے بارہ میں مستقل کتابیں لکھی ہیں کتب رجال وتاریخ اور طبقات کی کتب ایسے علماء کے تذکروں سے بھری ہوئی ہیں، جنہوں نے علم الاعداد پر مہارت کے ساتھ کتابیں لکھی ہیں "علامہ قطفی کی طبقات الاطباء۔ الوافی بالوافیات۔ اخبار العلماء باخیار الحکماء۔ الاعلام للزرکلی۔ معجم المولفین عمر الاکحالہ۔ عیون الابناء فی طبقات

الاطباء۔تحقیق ماللہند ابوالریحان البیرونی۔صبح الاعشی۔معجم المطبوعات۔کشف الظنون۔ ابجد العلوم۔الفہر است ابن ندیم۔الذریعۃ للطہرانی"۔وغیرہ کتب میں بے شمار لوگ ایسے ملیں گے جو علم الاعداد کے ماہر ہی نہیں بلکہ مجتہدانہ دسترس رکھتے تھے۔

اعداد متحابہ کے اثرات

اسی طرح اعداد متحابہ ہیں جو ایک طلسمی عمل کے نتیجہ میں حب کے لئے استعمال کے جاتے ہیں، عاملین اعداد متحابہ کے بارہ میں بہت مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں[رک رفد اعداد متحابہ ہیں]اس کی بحث واثرات اسی تحریر میں لکھے گئے ہیں،کاش برنی لکھتے ہیں: میں نے اعداد متحابہ میں بھی عجیب وغریب اثر دیکھا ہے، جو حرف "رک" اور "رفد" کے اعداد ہیں اعداد متحابہ کے متعلق کتاب "جذب القلوب" کو پڑھیئے تو حقیقت واضح ہوجائے گی، متحابہ انکواس لئے کہتے ہیں کہ اگر ہر عدد کے نصف، ثلث، ربع، اور خمس کو جمع کیا جائے تو دوسرا عدد پیدا ہوجاتا ہے۔کسی دل کے اندر حب پیدا کرنے محبوب حاضر کرنے یا دوشخصوں کو محب اور محبوب بنانے میں طلسمی اعداد کام کرتے ہیں[رموز الجفر ا،ز کاش برنی ص ۱۱۰ اعمال ریاضیہ از بہاؤالدین آملی]

چالیس کے عدد کی پراسراریت

اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ چالیس کا عدد کی میعاد کمالیت کے اختصاص رکھتا ہے کیونکہ مراتب اعداد چار ہیں، احاد۔عشرات۔مأت۔الوف۔اور دس کا عدد اپنے اندر کاملیت رکھتا ہے[تلک عشرۃ کاملہ] جب دس کو چار سے ضرب دیا جائے تو یہ کمال مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے کیونکہ یہ چالیس بنتا ہے، یہی کمال ہے کیونکہ آدم کی مٹی کا خمیر چالیس دن میں تیار ہوا تھا اللہ تعالی کا فرمان ہے "خمرت طینہ آدم بیدی اربعین صباحا"(روح البیان 339/10)جو خاصیت چالیس میں ہے وہ کسی اور چیز میں نہیں ہے۔جیسا کہ حدیث

پاک میں بھی آیا ہے۔نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی جب تمہیں پیدا کرتا ہے تو چالیس دن ماں کے رحم میں نطفے کی شکل میں رہتا ہے۔پھر علقہ بنتا ہے پھر مضغہ بنتا ہے"[متفق علیہ]اسی طرح انسانی جسم کا طلسم بھی چالیس یوم میں اثر بنتا ہے سیدنا آدم نے ہند سے چل کر مکہ کے چالیس حج کئے تھے[القرطبی 6/388] یہ سنت اللہ ہے اور سنت اللہ کبھی بدلا نہیں کرتی۔ اسی طرح نماز کے بارہ میں آتا ہے کہ جو آدمی چالیس یوم نمازیں ادا کرے اس کی سے اللہ فیض کے چشمے جاری فرمادیتے ہیں[تفسیر حقی 1/166 بصائر ذوی التمیز 1/32] حضرت موسی کو بھی تورات چالیس راتوں میں دی گئی تھی۔انہوں نے چالیس روزے رکھے [موسوعۃ الیہودیہ 11/21]۔اربعین لیلۃ، چالیس سال ہی بنی اسرائیل بھٹکتے رہے جب انہوں نے الواح توریت توڑا تھا تو اس کے عوض چالیس روزے رکھے تھے[تفسیر القرطبی 7/293] حدیث میں ہے"جس آدمی میں نے معاہدہ والے کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھ سکے گا, حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے بھی محسوس کی جاسکتی ہے[مفردات القران 1/422 السنن الکبری بیہقی 9/205] ناخن اور مونچھیں زیر ناف بالوں کو زیادہ سے زیادہ چالیس یوم چھوڑا جاسکتا ہے,اس کے بعد ضرور کاٹے [المنہاج شرح مسلم بن حجاج للنووی 11/78 ابن ماجہ 9/61] شرابی اور نجومی کی تصدیق کرنے والی کی چالیس یوم عبادت قبول نہیں ہوتی[تفسیر ابی سعود 39/235 موارد الظمان 1/315] انجیل متی میں ہے کہ عیسی نے چالیس دن روزے رکھے[متی 4/1.2]۔نبیوں کو نبوت بھی چالیس سال میں ملا کرتی ہے [تفسیر ابی سعود 19/97]

متحابہ سے مرتب عمل حب

اعداد متحابہ کے حروف (رک۔رفد) ہیں یعنی ایک دوسو بیس ہے اور دسرا دوسو چوراسی [284] ہے ان کو متحابہ اس لئے کہتے ہیں کہ اگر ایک عدد کا نصف۔ثلث۔ربع۔خمس وغیرہ

کو جمع کیا جائے تو دوسرا عدد پیدا ہوتا ہے۔ عالمان طلسم کا دعوی ہے کہ یہ اعداد محبت کے بارہ میں جادو کا حکم رکھتے ہیں، کبھی محب و محبوب میں جدائی نہیں ہونے دیتے، ان اعداد کا عمل اہل طلسم اس طرح کرتے ہیں کہ دو پتلے بنواتے ہیں ایک طالع زہرہ میں جب کہ وہ بیت شرف میں ہو یا اپنے اصلی خانہ میں ہو اور قمر کی طرف محبت کی نظر سے نگران ہو۔ دوسرا پتلہ اس وقت بنواتے ہیں جبکہ زہرہ پہلے پتلے کے بنانے کے بعد چل کر ساتویں خانہ میں پہنچے انہیں دونوں پتلوں پر دونوں عدد لکھے جس پر [284] لکھے اسے اسے محبوب فرض کریں اور دوسرے کو جس پر [220] لکھا ہوا سے محب تصور کرے، اس عمل سے جن دو کے افراد کے درمیان محبت کرانی ہو اُن میں گہری محبت قائم ہو جاتی ہے جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں ہوتی۔ صاحب الغایہ وغیرہ آئمہ فن نے بھی اس کا دعوی کیا ہے اور تجربہ بھی اس کے ساتھ شاہد ہے [دیکھئے مقدمہ ابن خلدون 2/ 199] حضرت مولانا محمد موسی روحانی البازی مرحوم نے اپنی بے نظیر کتاب ''فتح اللہ'' میں اعداد متحابہ کو اسی انداز میں بیان کیا ہے۔

محققین لکھتے ہیں: روح کا روح سے تعلق سحر کہلاتا ہے، اور روح کا تعلق جسم کے ساتھ طلسم کہلاتا ہے یعنی طبائع علویہ سماویہ کا ربط طبائع سفلیہ کے ساتھ کرنا۔ اعداد متحابہ پر لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں اور اپنی زندگی کے تجربات بیان کئے ہیں [ھدیۃ العارفین اسماء المؤلفین 1/ 279 طبقات الاطباء 1/ 390 عیون الاطباء فی طبقات الاطباء 209 کشکول 1/ 413، دیوان الصبابۃ 1/ 64]

ماخذ ومصادر

تعارف مذاہب عالم و تقابل ادیان۔ مصباح العملیات۔ [رموز الجفر ا، ز کاش برنی ص ۱۰ اعمال ریاضیہ از بہاؤالدین آملی]۔ تفسیر روح البیان۔ [تفسیر حقی 1/ 166 بصائر ذوی التمیز۔ تفسیر القرطبی۔
المفردات القران للراغب۔ تفسیر ابی سعود۔ انجیل متی۔ السنن الکبری بیھقی۔ مسلم۔ ابن ماجہ [ھدیۃ العارفین اسماء المؤلفین 1/ 279 طبقات الاطباء 1/ 390 عیون الاطباء فی طبقات الاطباء 209 کشکول 1/ 413، دیوان الصبابۃ 1/ 64]۔ مقدمہ ابن خلدون۔

16

باب العین

نظر بد اور طلسم میں فرق

نظر اور طلسم وغیرہ میں فرق یہ ہے کہ نظر میں قصد و ارادہ کو دخل نہیں ہوتا اور طلسم وغیرہ میں ارادہ کو دخل ہوتا ہے، اسی لئے فقہی مسئلہ ہے کہ سحر و کرامت سے قتل کرنے والے کو قتل کیا جائیگا، نظر بد سے قتل کرنے والے کو نہیں۔ یہ یونہی کہ نظر میں قصد و عمد نہیں جس سے انسان کو مورد الزام ٹھہراتا ہے اور قابل گرفت قرار پاتا ہے'' [مقدمہ ابن خلدون 514] ان امور میں انسان جو کچھ کرتا ہے اسے معلوم ہوتا ہے کہ کیا کر رہا ہے اس کام کی پوری ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے جس طرح ہاتھ سے کئے ہوئے ارادی کام کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے ایسے ہی مخفی اور پوشیدہ قوتوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے اثرات سے بھی عامل/ جادوگر بری الذمہ نہیں ہوسکتا۔

نظر بد احادیث کی روشنی میں

حدیث پاک میں موجود ہے کہ نظر حق ہے اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب آتی تو وہ نظر ہوتی [نیل الاوطار 15/ 142 نظم الدرر للباعی 7/ 311] ایک جگہ یوں فرمایا گیا ہے ''میری امت میں ہونے والی موتوں میں تقدیر کے بعد نظر سے مرنے والوں کی ہوگی [العائن وخطرہ علی المجتمع 1/ 9 فوائد فی التعامل مع العین 1/ 7 النودی الریاضیہ النسائیہ 1/ 19] ابن القیم لکھتے ہیں ''جس طرح حسد میں دشمن کے خلاف نفس قوی ہو جاتا ہے اس وقت کہ جب دشمن سے سامنا ہوتا ہے جب دشمن موجود نہیں ہوتا اس کے خلاف تدبیریں کرتا ہے، ایسے جب نظر لگانے والا کسی چیز

کو پسند کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اس کی پوری ہمت اس پر مجتمع ہو جاتی ہے اس چیز پر اس کے اثرات مرتب ہونا شروع ہو جاتے ہیں، بہت سے نظر بد کے شکار ایسے دیکھے گئے کہ انہیں ہوگیا۔وہ لوگ چلتے ہوئے گر پڑے۔نظر بد پر لوگوں کا جم غفیر گواہ ہے۔نظر ایسے چیز کو پہنچتی ہے جسے عائن و نظر باز پسند کی نگاہ سے دیکھتا ہے[تفسیر ابن القیم 2/292]

نظر کا حدیث کی رو سے علاج

حدیث پاک میں اس کا علاج بھی بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی چیز پسند آجائے اور نظر کو بھلی لگے تو ماشاءاللہ لاقوۃ الا باللہ کہہ دے"[الوابل الصیب 1/209 زادالمعاد 4/149 الکلم الطیب 1/104]
اسی طرح روایات میں آتا ہے کہ جب کسی چیز کو نظر لگنے کا خدشہ ہوتا تو نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے"اللھم بارک لنا فیہ ولا تضرہ"اے اللہ اس چیز میں ہمیں برکت دے ہمارے لئے نقصان دہ نہ بنا۔کفار نبی ﷺ کو سخت حسد بھری نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے ،چاہتے تھے کہ نظروں سے آپ ﷺ کو پھسلا دیں اگر اللہ کی حفاظت نہ ہوتی تو وہ لوگ یہ کام کر گذرتے[بدائع الفوائد 2/457]ایک دوسری جگہ بھی اسی طرح کی حدیث موجود ہے کہ "نظر بد اونٹ کو ہانڈی میں اور آدمی کو قبر میں داخل کر دیتی ہے[نظم الدرر، للبقاعی 7/311]حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میرے گھر میں نبی ﷺ نے ایک لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے پر چھائیاں تھیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے دم کراؤ اسے نظر بد ہے[مسلم باب سلام کرنے کا بیان]نظر بد انسانی زندگی میں اس قدر اثر انداز رہی کہ کہ غیر مہذب اقوام بھی اس کی قائل رہی ہیں۔

قصۃ الحضارہ کے مصنف تو یہاں تک لکھتے ہیں"ایک عائن کی نظر سو میل کے فاصلے پر بھی اپنا کام کرتی ہے"جادو کی ابتدائی تاریخ میں نظر بد موسس کی حیثیت رکھتی ہے۔اس سے بچاؤ کی خاطر بہت طلسمات اور منتر وضع کرنے پڑے تھے[قصۃ الحضارۃ 1/173 نظر بد کے

بارہ میں جاننا ضروری ہے کہ یہ کسی خاص قسم کی چیز پر نہیں لگتی بلکہ عائن جسے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے وہی اس کا شکار ہوتا ہے، مال و دولت آوز۔حسن۔قد کاٹھ چمک دمک وغیرہ کسی بھی چیز کو اپنی گرفت میں لے سکتا ہے۔نظر بد پتھر کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے مکانوں کی دیواریں گر سکتی ہیں۔یوں کہہ سکتے ہیں نظر باز ایسی صلاحیت کا مالک ہوتا ہے وہ جسے پسند کرے وہی اس کے شکنجہ میں جکڑی جاتی ہے۔اس میں عائن کے ارادہ و قصد کو دخل نہیں ہوتا بس اس کی تاثیر ہی ایسی ہوتی ہے۔یہ موضوع بہت طویل ہے متقدمین و متاخرین نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں اسے اپنے کتابوں میں زیر بحث لائے ہیں۔چھوٹی کتابوں میں اہل اسلام نے اس بارہ بہت کچھ لکھا ہے۔

حضرت سہل بن حنیف ؓ کا واقعہ

صحابئ رسول اللہ ﷺ سہل بن حنیف کا واقعہ کتب معتبرہ میں موجود ہے،ان کے بیٹے ابوامامہ بن سہل بن حنیف کہتے ہیں"میرے باپ نے خرار میں غسل کیا، جب انہوں نے نہانے کے لئے اپنا جبہ اتارا تو عامر بن ربیعہ دیکھ رہے تھے،سہل خوش رنگ خوبصورت تھے۔عامر دیکھ کر کہنے لگے میں نے آج تک کوئی اتنا خوبصورت انسان نہیں دیکھا نہ کوئی کنوری عورت ایسی دیکھی۔اسی وقت سہل کو بخار ہو گیا بخار نے شدت اختیار کی۔یہ دیکھ کر ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا سہل کے بخار کے بارے میں بتایا، کہنے لگا اب وہ آپ کے ساتھ نہ جائیں گے یارسول اللہ ﷺ!۔۔رسول ﷺ سہل کے پاس آئے سہل نے عامر بن ربیعہ کا کہنا بیان کیا۔یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ایک آدمی اپنے دوسرے بھائی کو مار ڈالے گا۔عامر سے فرمایا تم نے کیوں بارک اللہ نہ کہا۔کیونکہ نظر لگنا حق ہے۔سہل کے لئے وضو کرو۔پھر عامر نے سہل کے لئے وضو کیا اس کے بعد سہل تندرست ہو گئے[موطاامام مالک کتاب مختلف بابوں کے بیان میں]

نظر بد کا تریاق

اللہ تعالی کی قدرت ہے کہ اس نے عائن کا تریاق بھی اس کا استعمال شدہ پانی بنا دیا جیسے سانپ کاٹے کے زہر کے لئے تریاق بھی سانپ کے زہر ہی سے تیار ہوتا ہے۔ایسے ہی عائن کی آنکھ سے نکلے ہوئے زہر کا تریاق بھی اس کے اعضا کا دھویا ہوا پانی قرار دیا گیا ہے،ابن القیم اور دیگر معتبر مفسرین نے کلبی کے حوالے سے ایک روایت بیان کی ہے کہ عرب میں ایک آدمی ایسا تھا جو نظر لگانے میں مشہور تھا،وہ دو تین دن بھوکا رہتا اس کے بعد چپکے سے جسے بھی دیکھتا خواہ اونٹ یا انسان جو بھی ہوتا اُسے جی میں کہتا میں نے تیرا جیسا پہلے کبھی نہیں دیکھا،وہ چیز تھوڑی سی دور جا کے گر جاتی تھی،عربوں نے اسی عائن کی خدمات نبی ﷺ کے لئے بھی حاصل کیں لیکن اللہ نے آپ ﷺ کو اس کی نظر بد سے محفوظ رکھا[بدائع الفوائد 4/42 معالم التنزیل 14/72 زاد المیسر 57/14 روح المعانی 19/402 تفسیر خازن 6/149 الکشف والبیان للثعالبی 13/351]

نظر بد کا علاج شاہ ولی اللہ کی نگاہ میں

حضرت شاہ ولی اللہ نے اپنی کتاب ''القول الجمیل'' میں نظر بد کا علاج یوں لکھا ہے ''جب نظر لگانے والے کی نظر ثابت ہو جاوے تو عائن کے منہ دونوں ہاتھ پاؤں اور شرم گاہ کو دھلوائے،استعمال شدہ پانی کو ایک برتن میں جمع کرتا جائے۔اب اس پانی میں سے جسے نظر لگی ہے پر چھڑکے،وہ ایک دم اچھا ہو جائے گا۔مالک نے مؤطاء میں اسی کی مانند حکم دیا ہے یعنی شرم گاہ دھونے کا[القول الجمیل 168]

دوسری ترکیب انہوں نے یوں لکھی ہے ''ایک گول دائرہ چھری سے کھینچے اور آیۃ الکرسی۔
آیت۔وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً)(81
۔ویحق اللہ الحق بکلماتہ ولو کرہ المجرمون۔ویرید اللہ الحق ان یحق الحق

بکلماتہ ویقطع دابر الکافرین۔لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون۔ویمحواللہ الباطل ویحق الحق بکلماتہ انہ علیم بذات الصدور۔پھر یہ دعا پڑھے اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر کل شیطان وھامۃ وعین لامۃ یا حفیظ یا رقیب یا وکیل یا کفیل فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم پھر چھری کو دائرہ کے اندر گاڑ دے اور کہے کہ فلاں یعنی عائن کی نظر ختم کیا تو اسی وقت نظر ختم ہو جائیگی اور نظر بد کا اثر باطل ہو جائیگا۔

ماخذ ومصادر

[نیل الاوطار 15/142 نظم الدرر للباعی 7/311]۔۔[العائن وخطرہ علی المجتمع 1/9 فوائد فی التعامل مع العین 1/7 النودی الریاضیہ النسائیہ 1/19]

'[الوابل الصیب 1/209 زاد المعاد 4/149 الکلم الطیب 1/104]۔تفسیر ابن القیم۔۔۔مسلم۔قصۃ الحضارہ۔موطا امام مالک۔[بدائع الفوائد 4/ 42 معالم التنزیل 14/ 72 زاد المیسر 57/ 14 روح المعانی 19/402 تفسیر خازن 6/149 الکشف والبیان للثعالبی 13/351]۔القول الجمیل

حسد ابن آدم کے لئے شیاطین حاضر ہو جاتے ہیں[نظم الدرر للبقاعی 105/18 فوائد فی التعامل مع العین صفحہ اول طہارۃ النفس و امراض القلوب 24/1]معوذتین میں جن باتوں سے پناہ مانگی گئی ہے ان میں ایک حسد بھی ہے، حسد میں وہی عناصر کام کرتے ہیں جو جادو اور نظر میں کام کرتے ہیں، حدیث پاک میں اسی نیکیوں کو غارت کرنے والا بتایا گیا کیا ہے کہ حسد نیکوں کو یوں کھاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے[امتحان القلوب 20/1]بقول ابن تیمیہ ؒ کہ جس کو یہ مرض لاحق ہوا سے چاہئے کہ محسود کے ساتھ تقوی اور نیکی سے پیش آئے اس بیماری میں زیادہ تر کم عقل اور عورتیں مبتلاء ہوتی ہیں۔البتہ اگر کسی میں حسد والی کیفیات پیدا ہو جائیں تو اسے چاہیئے کہ غبطہ کر لے یعنی بجائے اس کے کہ محسود سے وہ چیز ضائع ہو یہ دعا کی جائے کہ جو چیز اس کے پاس ہے وہ مجھے بھی مل جائے اور اس کے پاس بھی برقرار رہے۔(امراض القلوب وشفائھا،ابن تیمیہ ؒ 14/1)

حاسد کی تمنا

حسد کے بارہ میں یوں کہ سکتے ہیں کہ حاسد تمنا کرتا ہے کہ جو نعمت محسود کے پاس ہے چلی جائے اسے کچھ ملے یا نہ ملے اس کی خواہش ہوتی ہے محسود کے پاس چیز موجود نہیں رہنی چاہئے [التقصیر فی حقوق الجار 8/1 اکلۃ لحوم البشر 28/1] حضرت ابوسعید الخذری ؓ سے مروی ہے کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوئے تو حضرت جبریل ؑ نے عیادت فرمائی اور یہ دم سکھایا ’’بسم اللہ ارقیک من کل شئی یئوذیک،من شر کل نفس او حاسد باسم اللہ ارقیک واللہ

یشفیک[عمل الیوم والیلۃ]اس دعا میں بیماری کے ساتھ دو اسباب ایسے بیان کئے گئے کہ ہر نفس کے شر سے اور حاسد کے حسد سے۔آخر کونسی ایسی بات ہے کہ جس کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ قران کریم میں اس کا ذکر کیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے تعوذات میں اسے شامل فرمایا۔ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ مومن کے دل میں حسد اور ایمان یکجا نہیں ہو سکتے ان دونوں میں سے جس کا بھی زور چلتا ہے وہ دوسرے کو نکال باہر کرتا ہے[موافق ایمانیہ 29/1] دوسری حدیث میں یہ بھی آیا ہے’’وہ آدمی ہم میں سے نہیں جو حسد کرے غیبت کرے کہانت کرے[ارشاد العباد الی سبیل الرشاد 213/1 کنزالعمال 191/27 جامع الاحادیث 331/18 مجمع الزوائد 5/8] حسد وہ بیماری ہے جس کا سب سے انسان شکار ہوا عزازیل(ابلیس) نے سب سے پہلے ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام پر حسد کیا[بدائع الفوائد 45/4]اس کے بعد نسل انسانی میں قابیل نے اپنے بھائی حابیل پر حسد کیا، یہ زمین پر تاریخ انسانی میں ہونے والا سب سے پہلا گناہ تھا۔ایسی ہی بات [نزہۃ المجالس ونتخب النفائش 12/2] میں لکھی ہے آسمانی دنیا اور زمینی طور پر سب سے پہلے ہونے والا گناہ تھا۔برادران یوسف نے اپنے بھائی سیدنا یوسف علیہ السلام پر حسد کیا[الفرج بعد الشدۃ للتنوخی 9/1 موسوعۃ الدین النصیحۃ 209/4]امام ابن تیمیہ ؒ لکھتے ہیں’’مفسرین کا ایک طبقہ لکھتا ہے معوذتین کا شان نزول، یہود کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بڑھا ہوا حسد تھا،جس نے انہیں مجبور کیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کریں(مجموع الفتاوی 120/10)

حسد کے مخفی اثرات ابن قیم کا حوالہ

بن القیم لکھتے ہیں’’ شیطان نے حسد کی راہ لوگوں میں فساد برپا کیا اس نے خود آدم کی فضیلت وشرف پر حسد کیا،حسد کی بنیاد پر سجدہ سے انکار،حاسد شیطانی فوج کا فوجی ہوتا ہے ،ابلیس اس شرف پر حسد کرتا ہے کہ مومنین کو اللہ نے اپنے فضل سے کیوں نوازا ہے؟ پھر

حسد ایک ایسی بیماری جس میں جن وانس دونوں مبتلاء ہوتے ہیں گو کہ حاسد ہتھیا رو ہاتھ سے کچھ نہیں کرتا لیکن اس کا دل برابر اس ادھیڑ بن میں لگا رہتا ہے کہ کس طرح محسود کو ایذاء پہنچے ایسے شخص کو چاہیئے کہ اپنی بیماری کو شناخت کرے جب بیماری کا پتہ چل جائے تو چاہیئے کہ محسود کے حق میں دعا کرے اس سے بیماری کا کسی حد تک ازالہ کیا جا سکتا ہے[بدائع الفوائد 4/45]دوسری جگہ لکھتے ہیں:''اس بات پر کوئی شک نہیں کہ اجسام میں ارواح قویہ اور طبائع مختلفہ تاثیر کر سکتی ہیں انکے خواص مؤثرہ موجود ہیں کوئی عقل مند آدمی اس بات سے منہ نہیں پھیر سکتا، یہ چیزیں تو محسوسات میں سے ہیں کیا دیکھتے نہیں کہ جب کسی کی طرف غصے سے دیکھا جائے تو چہرہ سرخی اختیار کر لیتا ہے، حیاء میں چہرہ کے تاثرات بدل جاتے ہیں، گھبراہٹ میں چہرہ زردی پکڑ لیتا ہے۔ بیمار کے چہرے کی کیفیت کو دیکھ کر تجربہ کار پہچان جاتے ہیں، اسی طرح ارواح کی تاثیر انسانی وجود میں ہلچل برپاء کر دیتی ہے، عائن اپنے قویٰ سے جو کہ روح کے ساتھ اتصال رکھتا ہے اثر انداز ہوتا ہے کیونکہ روح کا دوسری روح پر اثر انداز ہونا معمولات سے ہے۔ ایسی بات ہم حاسد کے بارہ میں کہہ سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ حاسد کے شر سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی ہے کیونکہ حاسد کا محسود کو ایذاء پہنچانے کا معاملہ ایسا نہیں کہ جس کا انکار کیا جا سکے[زاد المعاد 4/139 موسوعۃ الدین النصیحۃ 4/261]حسد ایسی بات کو کہتے ہیں جس میں زوال نعمت کی تمنا کی جائے حاسد اصل میں محسود سے نفرت کرتا ہے[اللباب فی علوم الکتاب 6/174]حسد کی بنا پر بہت سی تکالیف جنم لیتی ہیں کچھ حساس طبیعتیں تو بیمار ہو کر مشکلات میں گھر جاتی ہیں بلکہ انہیں اس بیماری میں ''الصرع''Epilepsy(مرگی) کے بھی دورے پڑنے لگ جاتے ہیں[کنوز فی الرقیۃ]

حسد سے محفوظ رہنے کا عمل

حضرت ابو امامہ ؓ سے مروی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: انشاء اللہ یہ کلمات نفع دیں گے برص جنون، کوڑھ۔ اسہال بطن۔ بخار۔ رپھونک سے (حاسد کے حسد سے)''اعوذ بکلمات اللہ التامۃ واسمائہ کلہا عامۃ ومن شر السامۃ والغامۃ ومن شر العین الامۃ ومن شر حاسد اذا حسد ومن ابی فروۃ وما ولد''ان کلمات کو زعفران سے لکھے جس میں مشک بھی ملا دیا گیا ہو لکھ کر گلے میں ڈالے[کنوز فی الیۃ والطب النبوی صفحہ 11]

حاسد ایمان سے محروم رہے

زمانہ جاہلیت میں امیہ بن ابی ال صلت بہت سمجھدار و مدبر انسان تھا، عامل ہونے کی بنا پر جانتا تھا کہ آخری نبی آنے والے ہیں بلکہ امید لگائے بیٹھا تھا کہ نبوت مجھے ملے گی لیکن حسد آڑے آیا اور ایمان سے محروم رہا۔ ایک کوشش کی کہ ایمان لے آئے لیکن پھر واپس ہو گیا کہ قبیلہ بنوثیف کی عورتیں کیا کہیں گی؟ دوسری بات یہ نبی اگر ثقیف سے ہوتا تو میں ضرور مان لیتا (قریش اور نبی ﷺ پر حسد کیا] ایمان سے محروم رہا۔ اس کے علاوہ ابی جہل بھی محمد ﷺ سے اختلاف نہ کرتا اگر حسد نہ ہوتا۔ ابی طالب نے جب اسے کہا کہ تو جانتا ہے محمد ﷺ سچے ہیں اور معجزات بھی دیکھ چکا ہے] پھر بھی ایمان کیوں نہیں لاتا؟ وہ کہنے لگا ملکی حکومت کے کتنے عہدے تو محمد ﷺ کے خاندان میں ہیں اب کونسی گنجائش باقی ہے؟ (میں ان منصبوں پر حاسد ہوں) اس لئے ایمان نہیں لاتا[صید الخاطر فصل العناد، ابن الجوزی 1/313]

شرح دیوان متنبی میں ایک شعر یوں ہے۔

سوی وجع الحساد داو فانہ۔۔۔ اذا حل فی قلب فلیس یحول

کہ حاسد اپنے حسد کی وجہ سے اپنے دل کو مشغول رکھتا یہ بات اس کے دل میں اتری ہوئی جب وہ اس سے دل کو پھیرنا چاہتا ہے تو نہیں پھیر سکتا[شرح دیوان المتنبی 2/54]لیث بن سعد

کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی کہ ایک دن ابلیس حضرت نوح علیہ السلام سے ملا اور کہنے لگا
حسد سے بچے رہنا میں نے آدم سے حسد کیا جنت سے دھتکارا گیا۔

شر کے اصول وفروع

حسن کہتے ہیں شر کے تین اصول اور چھ فروع ہیں۔تین اصول شریہ ہیں حسد حرص اور دنیا کی
محبت۔دوسری جگہ انہی سے مروی ہے کہ حاسد اپنے بھائی کو چارپائی پر لیٹا ہوا دیکھنا چاہتا
ہے اس کی برائیاں موجود ہوں یا نہ ہوں برابر بیان کرتا رہتا ہے[مزید تفصیل کے لئے العقد
الفرید 1/194]ابن سماک کہتے ہیں اللہ تعالی نے حاسد کے شر سے اس لئے پناہ مانگنے کی
تلقین فرمائی کہ تمام شر منتہی ہوتے ہیں تو حسد کی صورت میں ان کا اظہار ہوتا ہے یعنی مجموعہ
شر کا نام حسد ہے[نہایۃ الارب فی فنون الادب 1/345]بارہا ہم نے اس تحریر میں وضاحت کی
ہے جادوٹونہ نظر بد اور حسد وغیرہ انسان کی مخفی قوتیں ہیں،جن کا اظہار گاہے بگاہے مختلف
اوقات ہوتا رہتا ہے،کچھ ایسی ہیں جن کا اظہار لاشعوری انداز میں ہوتا ہے،کچھ ایسی ہیں کہ
جن کا اظہار ارادۃً کیا جاتا ہے۔انسان کی دماغی وروحانی قوتیں اتنی زیادہ ہی کہ ان کی تہہ
تک کم لوگ پہنچتے ہیں اور ان سے کام لینے والے بھرپور انداز میں کام لیتے ہیں۔

انسان قدرت کا تخلیقی شاہکار ہے

انسان قدرت کا انمول شاہکار ہے جسے بے پناہ صلاحتیوں اور بے شمار ظاہری وباطنی قوتوں
سے نوازا کیا گیا ہے،جب کسی چیز کو مثبت انداز میں نہیں لیا جاتا تو اس میں بگاڑ پیدا ہوجاتا
ہے انسان کو چاہئے کہ اپنی مصروفتیں پیدا کرلے ورنہ اس کی دماغی وباطنی طاقتیں خود اسے
بھٹکا دیں گی،کیا دیکھتے نہیں کہ مصروف لوگ کم ہی تخریبی کام کرتے ہیں اکثر زیادہ تر تخریبی
عمل ایسے لوگ کرتے ہیں جن کے پاس مصروف رکھنے کو بہانہ موجود نہیں ہوتا،خالی ذہن

شیطان کی آماجگاہ ہوتا ہے۔عائن وحاسد ان پھوٹے ہوئے قدرتی براکین(آتش فشاں
پہاڑوں)سے مشابہ ہوتے ہیں جن کا فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہوتا ہے۔ہم یہ تو نہیں کہہ
سکتے کہ ابلنے والا لاوا بے کار چیز ہے اس میں بھی ہزاروں بھید پنہا ہیں،اسی طرح ان لوگوں
میں بھی بہت سے راز پوشیدہ ہیں لیکن ان صفات کو تخریبی طور پر استعمال کیا جاتا ہے،اس
لئے انہیں تخریبی زمرہ میں رکھا گیا ہے۔ایک جادو اور عامل جن صفات کو مشقوں اور
ریاضتوں کے ذریعہ بیدار کرتا ہے،زندگی کی بہت سے آسائش کو تج کردیتا ہے،پھر بھی وہ
چیز پیدا نہیں ہوسکتی جو ایک عائن وحاسد میں قدرتی انداز میں موجود ہوتی ہے،اگر ایسے لوگ
ان طاقتوں کو مثبت انداز میں استعمال کرنے لگ جائیں تو کم عرصہ میں ہی اعلی درجے کے
روحانی بن سکتے ہیں ایسا ہونا بالکل ممکن ہے[دیکھئے تفسیر کبیر 17/316]لیکن ایسے لوگوں کو خود
اندازہ نہیں ہوتا کہ انہیں قدرت نے کن صفات سے متصف کیا ہے،اکثر لوگ حسد کا شکار ہو
تے ہیں لیکن صحیح تشخیص نہ ہونے کی وجہ سے سال ہا سال پریشان رہتے ہیں۔عملیاتی دنیا
میں بہت سے ایسے مریض دیکھے جو کہتے تھے کہ ہمیں نظر بد کا اثر ہے۔کوئی کہتا ہے کہ
ہمارے اوپر کالا پیلا علم کردیا گیا ہے کسی نے کہا ہمارے اوپر بندش ہے،کوئی آ کے کہتا ہے
ہمارے اوپر جنات وآسیب کا اثر ہے۔لیکن یہ بات نہیں سنی گئی کہ ہم لوگ حسد کا شکار ہوئے
ہیں حسد کا کوئی توڑ کیا جائے۔

عاملین کا حسد کو نظر انداز کرنا

حسد کے تباہ کن اثرات کو نظر انداز کیا جاتا ہے،ایسا کیوں ہے؟مجھے معلوم نہیں لیکن اتنی
بات ضرور ہے کہ نظر بد کے برابری والی چیز کو نظر انداز کیا گیا ہے،عاملین حضرات نے اس
سے کیوں بے اعتنائی برتی ہے؟باوثوق انداز سے کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ابھی تک یہ میدان
قابل توجہ اور منتظر پڑا ہے جیسے ساحر وعائن کے توڑ کتابوں اور سینوں میں محفوظ ہیں ایسے ہی

حسد پر بھی توجہ ومحنت کی ضرورت ہے۔کیونکہ جوعلامات و پریشانیاں ساحر وعائن کے سبب
پہنچتی ہیں اس سے کہیں زیادہ حاسد کا حسد پہنچاتا ہے، کیا دیکھتے نہیں کہ معوذتین میں حاسد
کوجس انداز میں بیان کیا گیا ہے اور کس انداز میں اس سے پناہ مانگی گئی ہے؟(بدائع الفوائد
ابن القیم)

النکت العیون میں لکھا ہے کہ حاسد کے حسد سے دووجہ سے پناہ مانگنی چاہئے ایک تو وہ خود
ضرر پہنچاتا ہے۔دوسرا سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کا بڑھا ہوا حسد اسے کسی اور بات پر بھی
مجبور کردیتا ہے[النکت العیون 4/474] پھر حاسد کے لئے ضروری نہیں کہ کسی ایک بات پر
حسد کرے اس کے سامنے وسیع میدان ہے، حاسد معاشی معاشرتی جسمانی کاروباری کسی
بھی صفت اور عطیہ خداوندی پر حسد کرسکتا ہے، عمومی طور پر یہ چیزیں واقف کاروں میں پائی
جاتی ہیں وہی لوگ حسد کرتے ہیں یا پھر پیشہ ورانہ چشمک اس چیز کو بڑھانے والی ہوا کرتی
ہے بقول امام ابن تیمیہ کہ حسد اور بغض انانیت کی فحش اقسام سے ہیں[مجموع الفتاویٰ فی
التفسیر۔سورہ النور 15/332]

حسد کے بارہ میں ایک عامل کی تحقیق

لفظ حسد جو ہماری روزمرہ کی گفتگو میں شامل ہے، اکثر کہنے سننے میں آتا رہتا ہے۔یہ اگرچہ
عمومی طور پر لعنت ہی ہے، تاہم حقیقت یہ ہے حاسد کے حسد کو جس قدر بے وقعت و بے اثر
سمجھ لیا گیا ہے اس سے کہیں بڑھ کر نقصان دہ ہے، حسد ایک نہایت ہی خطرناک اور تباہ کن
قوت ہے، جس کے پریشان کن اثرات ونتائج کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔علمائے علم وفن
فرماتے ہیں نظر بد سحر وجادو کے اثرات کا خالی چلے جانا ممکنات سے ہے لیکن حاسد کا وار
خطاء کرجائے ناممکن بات ہے۔محسود یعنی جس کا حسد کیا جاتا ہے اگر وہ اپنے چاروں طرف
پھیل جانے والی نحوستوں اور تباہ کاریوں کا جلد تر ادراک کرکے ان کا تدارک کا نہیں کروا

پاتا تو پھراسے تیار رہنا چاہئے کہ اگر وہ حاکم وسلطان بھی ہوگا تو دنوں میں حکمرانی کھودیگا۔
امیر وکبیر ہوگا تو فقیر ومحتاج ہوکر رہ جائیگا، جوان وتوانا صحت مند ہوگا تو بیمار ولاچار ہوجائیگا۔
حسد کے سحری وجادوئی اثرات صاحب جاہ وحشم کو اس عہدہ ومرتبہ سے گرا کر رکھ دیگا وہ
ذلیل ہوکر رہ جائیگا۔حسد آباد جگہ کو برباد وویران کرکے رکھ دیتا ہے۔طاقتور کو کمزور دل خوش
وخرم کو وہم وفکر کے عذاب سے دوچار کرکے رکھ دیگا محسود کے دوست دشمن بن جاتے ہیں۔
تابعدار وفرمانبردار سرکش ونافرمان ہوجاتے ہیں۔لکھا گیا ہے کہ حاسد ثمردار درختوں کی
طرف حسد سے دیکھتا رہے تو وہ بے ثمر ہوجاتے ہیں۔کھیت وکھلیان ویران ہوجاتے ہیں
شریں کنوؤں کا پانی کڑوا وتلخ ہوجاتا ہے، دوستوں کی محبت ودوستی بغض وعداوت میں بدل
جاتی ہے، اولاد، والدین سے اور والدین، اولاد سے برگشتہ ہوجاتے ہیں۔حسد کی تشخیص
کے بارہ میں بہت کم لکھا گیا ہے، اس کے علاج سے بے اعتنائی برتی گئی ہے، لیکن اس بارہ
میں سنجیدگی سے دماغ لڑانا ہوگا اور اس کے لئے عملیاتی ذخیرہ تیار کرنا ہوگا تاکہ آنے والی
نسلیں مستفید ہوسکیں۔

ساحر اور عائن میں فرق

ساحر اور حاسد کے ساتھ شیطان کا قرب ہوتا ہے شیطان ان کی طرف جھکاؤ رکھتا ہے۔
شیطان ان لوگوں کی مصاحبت رکھتا ہے۔البتہ ان دونوں میں بنیادی فرق ہے کہ حاسد
شیطان سے مدد نہیں مانگتا، شیطان ازخود اس کی مدد کرتا ہے۔لیکن ساحر شیطان سے مدد
طلب کرتا ہے، حاسد ابلیس کی مانند ہے جس نے آدم پر حسد کیا تھا۔حاسد درحقیقت شیطان
کی اتباع کرتا ہے اور یہ شیطانی فوج کا ایک رکن ہوتا ہے۔رہا ساحر تو یہ شیطان سے امداد
طلب کرتا ہے اللہ کے علاوہ اس کی باتیں مانتا ہے، اللہ کی نافرمانی کی بنا پر شیطان اس کے
کام کرتا ہے۔ایسا بھی ہوتا ہے کہ ساحر شیطان کے لئے سجدہ بھی کرتا ہے۔سحری کتب میں

اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں ساحر ''اخبث واکفر'' ہوتا ہے اللہ اوراس کے رسول کی مخالفت میں بہت آگے تک بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ساحر وحاسد دراصل شر کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن حاسد کی طبیعت میں یہ چیز پائی جاتی ہے جبکہ ساحر اسے محنت ومشقت سے اخذ کرتا ہے [ففروالی اللہ 1/334] جب ساحر کسی پر عمل کرتا ہے تو اس کے بال یا استعمال شدہ کپڑا وغیرہ طلب کرتا ہے۔ جب اسے مل جاتا ہے تو جادوگر اس پر اپنا طلسم پڑھ کر پھونکتا ہے اور اس میں گانٹھیں لگاتا ہے [السحر واضرارہ صفحہ اول]

علامہ ابن خلدون نے سحر وطلسمات کے باب کے آخر میں نظر کے بارہ میں لکھا ہے وہ لکھتے ہیں '' نظر بھی تاثیرات انسانیہ کی ایک قسم ہے اس میں دیکھنے والا جب کسی ذات وصفت پر نہایت پسندیدگی و چاہت کی نظر ڈالتا ہے تو اس کو سلب کرلینا چاہتا ہے اوراس کو اس خوبی سے محروم کردینا چاہتا ہے تو ارادہ قلبی وخواہش نفسانی کا اثر فساد ونقصان کی شکل میں دیکھی ہوئی چیز پر فطرۃً مرتب ہوتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ اس کو نظر لگ گئی۔

۔۱۷۔۔ماخذ ومصادر

[نظم الدرر للبقاعی 18/105 فوائد فی التعامل مع العین صفحہ اول طہارۃ النفس وامراض القلوب 1/24] [امتحان القلوب 1/20] [بدائع الفوائد۔۔[زاد المعاد 4/139 [اللباب فی علوم الکتاب 6/174] [التقصیر فی حقوق الجار 1/8 اکلۃ لحوم البشر 1/28]۔۔[موافق ایمانیہ 1/29]۔۔[ارشاد العباد الی سبیل الرشاد 1/213 کنز العمال 27/191 جامع الاحادیث 18/331 مجمع الزوائد 8/5]۔۔[نزہۃ المجالس ومنتخب النفائش 2/12۔۔۔[الفرج بعد الشدۃ للتنوخی 1/9 موسوعۃ الدین النصیحۃ 4/209][کنوز فی الیۃ والطب النبوی صفحہ 11]۔۔[صید الخاطر،فصل العناد،ابن الجوزی 1/313]۔۔[نہایۃ الارب فی فنون الادب۔۔تفسیر رازی۔مجموع الفتاویٰ فی التفسیر۔سورہ النور 15/332]۔۔[السحر واضرارہ صفحہ اول]

18

روحانیات وجنات:

روحانیت کیا ہے؟

لفظ روحانیت ایک اصطلاحی لفظ ہے،آج کے دور میں عام طور پر ماورائی علوم سے متعلق بولا جاتا ہے، ہر شخص نے ایک خاص مفہوم اپنے ذہن میں وضع کر رکھا ہے کہ روحانیت کیا ہے؟ یا لفظ روحانیت سے کیا مراد ہے؟ ایسے اصطلاحی لفظ ہر فن ہر ہنر اور ہر شعبہ علم میں انسانوں نے طے کر رکھے ہیں۔اس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ کسی خاص نظریئے کو بیان کرنے کے لئے بار بار لمبی چوڑی تشریح نہ کی جائے بلکہ اختصار سے کام لیتے ہوئے کم سے کم وقت میں ایک معلوماتی پیرائے کو لکھ، پڑھ، اور سمجھ لیا جائے۔کچھ لوگ نجوم۔رمل۔علم الاعداد۔پامسٹری۔جفر۔فال وغیرہ کو بھی روحانیت اور تصوف میں شمار کرتے ہیں۔جب کہ یہ تو روحانی ہنر کہے جاسکتے ہیں۔

جب انسان روحانیت میں پاؤں رکھتا ہے تو اس کے اندر ایک کشش پیدا ہوجاتی ہے جس چیز سے خوف ہوتا ہے وہ ضرور ہوکر رہتی ہے۔حادثہ کا ڈر ہووہ کر رہتا ہے، عامل کو چاہئے کہ ہر وقت اپنے اعمال کا احتساب کرتا رہے کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کی روحانیت اور پہنچنے والی طاقت اس کی جڑیں کھوکھلی کر رہی ہو؟ روحانیت میں کئی قسم کے سالک ہوتے ہیں کچھ لوگوں کو یہ راستہ اختیار کرتے ہیں، بہت کچھ مل جاتا ہے مگر یہ لوگ بہت کم ہوتے ہیں،البتہ اگر

حوصلہ ہوتو کوئی چیز نہ ممکن نہیں ہوتی ۔کچھ لوگوں کو طویل مسافت طے کرنا پڑتی ہے جو قدم بقدم منزل کی طرف چلتے ہیں،ان میں جو نیت کے کھرے،دلیر اور شک وشبہ کی آلودگیوں سے اپنے دامن کو بچائے رکھتے ہوں۔تیسری قسم کے وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی ٹانگوں میں لمحہ شکوک وشبہات بیڑی ڈالے رکھتے ہیں،روحانیت میں ایسے لوگوں کی رفتار بہت کمزور ہوتی ہے۔البتہ سالک کو اصول معلوم ہوجائیں تو بہت جلد ترقی ہونے لگتی ہے۔جب طلب صادق ہوتو کوئی نہ کوئی دست گیری کرنے والامل ہی جاتا ہے،اسلام میں روحانیت کو باقاعدہ سسٹم کے تحت رکھا گیا ہے،اس کے سلاسل موجود ہیں،مسلمانوں کے ساتھ ساتھ یہود بھی یہی کہتے ہیں کہ ہر قوم میں ایسے لوگ ہوتے ہیں جو لوگوں کی روحانی معاونت کرتے ہیں،گو ان کی طاقت الگ الگ ہوتی ہے،اہل قبالہ انہیں صادقین کہتے ہیں۔اسلام اور دیگر مذاہب کی روحانیت میں بڑا فرق یہ ہے کہ دوسرے سب ہی سکول ذہنی صلاحتیں (Mind Faculties) بڑھانے میں لگے رہتے ہیں مگر اسلام کی روحانیت میں زیادہ زور یقین کامل اور توکل علی اللہ پر دیا جاتا ہے جس سے دوسری روحانیت کے سکول محروم ہیں۔ روحانیت میں خودسر مارنے کے بجائے اگر کسی ماہر کی خدمات حاصل کرلی جائیں تو زیادہ مفید رہتا ہے،جلد مقصود تک رسائی ہوجاتی ہے اور انسان حوصلے میں بھی رہتا ہے''یاد رکھیں اگر روحانیت لفظی علموں یا سائنسی اور نفسیاتی علموں میں موجود ہوتی تو مغربی ممالک والے سب سے کامل ہوتے کیونکہ سارے لفظی علم یہ لوگ اپنے ہاں منتقل کرچکے ہیں۔ہندوؤں بدھوں اور دیگر مذاہب اور روحانیت والوں کا سارا لفظی علم اپنے کمپیوٹروں میں ڈال چکے ہیں اور لفظی شناخت کے وہ سب سے زیادہ ماہر بن چکے ہیں'' [روحانیت،دانش اور حقیقتیں باب 7]

جنات وموکلات اکثر جھوٹ بولتے ہیں

عملیاتی زندگی میں لاتعداد مریضوں کا علاج کیا مشکل سے مشکل اور آسان سے آسان

مریضوں سے واسطہ پڑا،سب سے مشکل گھڑی عامل کے لئے وہ ہوتی ہے جب موکلات حاضر ہوجائیں لیکن زبان نہ کھولیں،عمومی طور پر حذاق ساحرین عمل کے وقت اپنے ماتحت موکلات وجنات کی زبان کاٹ دیتے ہیں یا ان پر ایسا عمل کرتے ہیں ہزار کوشش کریں مگر موکلات بول نہیں سکتے۔اگر جنات وشیاطین بول پڑیں تو ان کا کچھ نہ حل ضرور نکل آتا ہے دوسری بات جو بہت زیادہ دیکھنے میں آئی ہے کہ یہ لوگ جھوٹ بہت زیادہ بولتے ہیں عامل اور حاضرین کو چرب زبانی سے گمراہ کرتے ہیں،ایسے سبز باغ دکھاتے ہیں حاضرین مبہوت ہوکر رہ جاتے ہیں۔ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ یہ کسی بزرگ کی صورت میں دکھائی دیتے ہیں،دیکھنے والوں پر اپنی بزرگی اور طہارت کا سکہ جماتے ہیں حالانکہ سختی سے کام لینے پر وہ سچ اگلتے ہیں تو پتہ چلتا ہے ان کی اکثریت غیر مسلموں کی ہوتی ہے۔

جادو کے توڑ میں عاملین ناکام کیوں ہوتے ہیں؟

غلط العوام ہے کہ جادو کا توڑ صرف جادو سے کیا جاسکتا ہے،اس کی حقیقت کیا ہے؟بڑے بڑے متقی اور پرہیزگار لوگ جب جادو کی لپیٹ میں آتے ہیں تو وہ علاج کے لئے غیر مسلموں تک بلواتے ہیں،یا ان کے پاس چل کر جاتے ہیں،اس بارہ میں کچھ کہا جائے تو تاویلات کی پٹاری کھول دیتے ہیں،آیئے اس بارہ میں پیدا ہونے والے شبہات کو دور کریں۔حدیث پاک میں ہے''ہر انسان کے ساتھ ایک قرین جن ہوتا ہے دوسرا قرین فرشتہ ہوتا ہے شیطان برائی اور فرشتہ اچھائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے[کنز العمال حرف ہمزہ 34/146 مجمع الزوائد 8/164 المعجم الکبیر للطبرانی 20421 مسند ابی یعلی 9/77 البحر الذخار۔مسند البزار 5/271 جامع الاحادیث حرف میم 19/107]

قرین وکاہن کا میلاپ

روحانیات میں یہ دونوں قرین بہت زیادہ عمل دخل رکھتے ہیں،جن کے سامنے یہ قرین

آجاتے ہیں وہ کاہن سیانے عامل غیب کی خبریں بتانے والے مشہور ہوجاتے ہیں [تزیین السواق فی اخبار العشاق 1/59] میں لکھا ہے کہ اہل عرب کا دستور تھا جب کسی پر قرین جادو جنون کا غلبہ ہوجاتا تو اسے کے سر پر پانی دھارتے تھے اور کچھ معلق کرتے تھے جس کی وجہ سے مریض کو جنون زائل ہوجاتا تھا، اس کے بعد اس پانی کو دور جنگل میں جا کر دفن کردیا کرتے تھے'' قرین کا تصور عربوں میں بہت زیادہ پایا جاتا تھا۔

ایک تاریخی واقعہ:

حضرت ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک بار کسی مقام پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی لیکن حضرت عمرؓ تک یہ خبر دیر میں پہنچی۔خبر کے لئے خلیفہ المسلمین کے ساتھ مسلمانوں کو بھی بہت فکر تھی۔ایک عورت کے بارہ میں مشہور تھا کہ اس کے ساتھ اس کا قرین ''جن'' رہتا ہے۔اسے خبریں لاکر دیتا ہے، اسے صدقہ کے اونٹوں سے کچھ حصہ ملا کرتا تھا حضرت عمرؓ نے ایک حبشی کو خبر لانے کے لئے بھیجا لیکن اس کی آمد سے پہلے ہی فتح کی خبر مشہور ہوگئی، جب معلوم کیا گیا تو اس عورت کے بارہ میں معلوم ہوا کہ اس نے قاصد سے پہلے ہی فتح کی نوید سنادی تھی کچھ دنوں کے بعد قاصد نے ان کی بات کی تصدیق کردی [المنتخبین کتب شیخ الاسلام ابن تیمیہ 1/68 مجموع الفتاویٰ 19/63 کتب رسائل للعثمین 106/12] اسی طرح کتاب النبوات 1/288'' میں لکھا ہے کہ اہل عرب کاہنوں کے خبروں میں انہی قرینوں کی شرکت کرتے ہیں۔جادو سے کسی کو انکار نہیں البتہ جادو جن طریقوں سے کیا جاتا ہے ان میں ستاروں اور نجوم سے کام لیا جاتا ہے اور جنات سے امداد لی جاتی ہے، شیاطین اس میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ شیاطین اس وقت تک کسی کام نہیں کرتے جب تک اللہ کی نافرمانی نہ کرالیں، درحقیقت جادو ہے ہی جناتی فن۔ جنات وشیاطین نے اسے انسانوں میں پھیلایا ہے۔

طب کا اصول

طب کا اصول ہے کہ کہ اگر کسی کے جسم میں سانپ کا زہر داخل ہوجائے تو اس کا توڑ کرنے کے لئے جسم میں تریاق داخل کیا جاتا ہے، جس قسم کے جراثیم ہوں اس کا علاج بھی اسی انداز میں کیا جاتا ہے، جادو ایک منفی طاقت ہے اس کا علاج ہم مثبت قوتوں سے کرسکتے ہیں بعض اوقات عامل کو شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ عامل کو منفی قوتوں کا توڑ کرنے سے پہلے ضرور دیکھنا چاہئے کہ اس کی مثبت قوتیں منفی قوتوں کے مقابلہ میں کمزور تو نہیں ہیں اور ایسا ہوا تو یہ جادو کا توڑ نہیں کرسکتا۔

جادو کے بارہ میں لوگوں کی شکایات

لوگ ہمارے پاس آکر کہتے ہیں ہم باقاعدگی سے نماز پڑھتے ہیں اور ورد وظیفے بھی کرتے ہیں پھر ہم پر جادو کیوں اثر انداز ہوتا ہے؟ ان کی بات بھی درست ہے۔وہ ورد وظیفے بھی کرتے ہیں اور نماز کی ادائیگی بھی کرتے ہیں لیکن ان کی مثبت قوتیں ارتکاز کے مقام تک نہیں پہنچ سکیں جہاں وہ پلڑے کو اپنی طرف جھکا سکیں۔دوسرے طرف کالے علم کا ماہر جادوگر سال سال بھر چلہ کشی کرتا ہے، تب جاکر اپنی قوتوں کو بیدار کرکے اپنے ناپاک مقاصد کی تکمیل کے لئے مرتکز کرتا ہے۔کالے علم کا ماہر جادوگر چلہ کھینچ کر اپنی قوتوں کو بیدار کرتا ہے جنتر منتر کے ذریعے ان کو مزید مؤثر بناتا ہے، جب کہ اس کا توڑ کرنے والا صرف گھر میں بیٹھ کر ورد وظیفے کرتا ہے انجام کار ناکام ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنی مثبت قوتوں کو خاطر خواہ طریقے سے مجتمع نہیں کرسکتا میں نے بڑے بڑے عبادت گزاروں کو منفی قوتوں کے حصار میں پھنسے دیکھا ہے۔

کیا جادوگروں کو جنات دکھائی دیتے ہیں؟

انسانی آنکھ محدود دائرہ میں دیکھ سکتی ہے اگر کوئی چیز اس دائرہ سے باہر ہوگی تو اسے دیکھنا

ممکن نہ ہوگا ملائکہ وجنات اور دیگر روحانیوں کو دیکھنے کی کئی صورتیں ہیں۔

1۔پہلی صورت تو یہ ہے کہ یہ مخلوقات کسی دکھائی دینے والی صورت میں ظاہر ہوں کسی انسان کے روپ میں آجائیں یا کسی جانور کی صورت اختیار کرلیں ایسی صورت میں عامل وغیر عامل کی کوئی تخصیص نہیں ہے جس کے سامنے یہ روپ اختیار کریں گے اسے دکھائی دیں گے۔ سلطان محمود آشفتہ مرحوم نے بہت قیمتی بات لکھی ہے۔ان سے کسی نے سوال کیا گھر کے حالات ابتر سے ابتر ہوتے جارہے ہیں۔سال پہلے کچھ بلیاں گھر میں آکر رویا کرتی تھیں آواز ایسی ہوتی تھی کہ جیسے کوئی بچہ رورہا ہے،اب یہ سلسلہ پھر جاری ہوگیا۔اس جواب میں آشفتہ صاحب مرحوم لکھتے ہیں۔یہ بلیاں جو آپ کے گھر آتی ہیں غیر انسانی مخلوق ہے،جو اس روپ میں آتی ہے،اسی کے سبب سے گھر میں غیر قدرتی حالات پیدا ہوتے رہتے ہیں دراصل اس کی کوئی خاص وجہ نہیں ہوتی بعض اوقات کسی نامعلوم سبب سے یہ مخلوق بعض گھروں کو اپنی آماجگاہ بنالیتی ہے۔یہ عمل بعد نماز عشاء کریں۔

ا۔درود شریف نماز والا 41بار۔۔۔2۔آیۃ الکرسی 7بار پڑھ کر ہاتھوں پر دم کریں اور ہاتھ سارے بدن پر مل لیا کریں۔

3۔سورہ جن ایک بار۔۔۔4۔سورہ جن کی تلاوت کے بعد ایک بار کہیں ”یااللہ! میری مدد کریں اوراس مخلوق سے جان چھڑائیں“

نوٹ۔اکیس بار سے زیادہ ہرگز ہرگز یہ الفظ نہ دہرائیں آخر میں نماز والا درود شریف پھر 41بار پڑھ کر عمل ختم کردیں،صرف سات روز یہ عمل کریں آپ کی اس مخلوق سے جان چھوٹ جائیگی۔

2۔دوسری صورت یہ ہے کہ عامل کی آنکھوں کے سامنے سے پردہ سرک جائے اور اسے روحانیات دکھائی دینے لگیں۔کتب سحر،عملیات میں ایسے ہزاروں دخنوں اور بخورات

کا ذکر ملتا ہے جن کے دھوئیں کے اثرات سے جنات ظاہر ہوجاتے ہیں۔بہت سے مرکبات کی یہ خاصیت تحریر کی گئی ہے کہ اگر اسے مخصوص اوقات میں دہکایا جائے تو جنات دیکھنے ممکن ہیں،اس میں بھی عامل کے کمال سے زیادہ بخورات کا عمل دخل ہوتا ہے ان اعمال کو جو بھی سرانجام دیگا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا۔یہ بات مخصوص تراکیب اور مخصوص ادویات کی مرہون منت ہے۔

3۔تیسری صورت یہ ہے کہ انسان پیدائشی طور پر ایسی صلاحیتوں سے مالا مال ہوتا ہے جس کی آنکھیں روحانیوں کا احاطہ کرسکتی ہیں۔تجربات میں تیس فیصد لوگ ایسے ہوتے ہیں جن میں یہ صلاحیت پائی جاتی ہے لیکن انہیں اپنی صلاحیت کا علم نہیں ہوتا یا انہیں اس قسم کا ماحول نہیں ملتا،اس لئے وہ اس کے اظہار سے محروم رہتے ہیں۔اہل نظر ایسے لوگوں کو تلاش کرتے ہیں اور ان سے کام لیتے ہیں۔ایک صاحب علم لکھتے ہیں بعض لوگ فطری طور پر بغیر مشق ہی کے صاحب تصرف ہوتے ہیں یہ کچھ کمال نہیں کیونکہ جو کام کافر بھی کرسکے وہ مسلمان کے واسطے کمال کیونکر ہوجائے گا(تعلیم التعمیم۔التبلیغ 21/68،بوادرالنوادر 683)

جنات زدہ کاواقعہ

آشفتہ صاحب کو ایک صاحب نے اپنی دُکھیا کہانی لکھ بھیجی،آئے آپ بھی پڑھ لیں”میرا چھوٹا بھائی عمر تقریباً 22سال ہے کوئی ڈیڑھ سال،رات کے ایک بجے ایک ویران جگہ سے گزرا جو آسیب زدہ ہے،اسے راستے میں اچانک ایک کتا نظر آیا جس کی آنکھوں میں اتنی چمک تھی کہ اس کتے کی طرف دیکھنے سے اس کی آنکھیں چندھیا گیئں،اس کے ہاتھ میں پتھر تھا جو اس نے کتے کو مارنا تھا لیکن ہاتھ اوپر نہ ہوسکا۔شور مچانا چاہا،لیکن منہ سے آواز نہ نکلی اس وقت تو گھر بخیریت پہنچ گیا لیکن دوسرے دن اسکو بے ہوشی کے دورے پڑنے شروع ہوگئے،بے ہوشی کی حالت میں ایک عامل کے پاس لے گئے،عامل صاحب نے

کچھ عمل کیا تو بے ہوشی کی حالت میں بولا کہ میں چڑیل ہوں۔فلاں جگہ یہ ڈرا تھا اس نے مجھے پتھر مارنے کی کوشش کی، اب میں اسے نہیں چھوڑوں گی۔دو تین بار عامل صاحب نے آسیب کو حاضر کیا، وہ بولا اب ٹھیک ہو جائیگا۔چھ ماہ تک بالکل ٹھیک رہا لیکن پھر اسے وہی دورے پڑنے شروع ہو گئے۔پہلے جمائیاں آتی ہیں، آنکھوں سے پانی آتا ہے، پھر تڑپ کر بے ہوش ہو جاتا ہے۔کبھی کبھی جسم کے کسی حصہ میں درد بھی ہوتا ہے۔یہ درد اسے روزانہ ایک دو مرتبہ ہوتا ہے جو کبھی دس منٹ کبھی آدھا گھنٹہ۔کبھی دو دو گھنٹے رہتا ہے۔پھر کلمہ شریف پڑھتا ہے اور ہوش میں آجاتا ہے، بہت سے عاملوں کے پاس گئے لیکن ٹھیک نہیں ہو رہا ،مہربانی فرما کر بتائیں اسے کس چیز کا دورہ آتا ہے اور اس کا حل کیا ہے؟ اسلام آباد کے بہت ڈاکٹروں کو دکھایا اور ٹیسٹ کرائے کوئی بیماری نہیں ہے پیسہ بہت خرچ کیا لیکن اس پریشانی سے نجات نہیں ملتی۔۔

جواب:۔آپ کا بھائی گڈ میڈیم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں ارواح یا جنات دیکھنے کی صلاحیت موجود ہے، ایسے بچے عمومی طور پر بہت حساس اور صاف باطن ہوتے ہیں۔ہوا یہ کہ اس پر ایک اچھا جناتی اثر موجود تھا جو مرد کا تھا صرف اسی بنیاد پر کہ بچہ اسے اچھا لگا۔جس رات یہ ڈرا اس رات اس کی صلاحیت کی بنیاد پر یہ عورت نظر آئی لہٰذا اس پر دوسرا ابلیسی اثر بھی حاوی ہو گیا، دونوں اثر ایک طاقت کے ہیں۔عورت (چڑیل) کا اثر جب موقع پاتا ہے تو لڑکے کے اعصابی مرکز پر قبضہ کر لیتا ہے، وہ بے ہوش ہو جاتا ہے پھر جب اچھا اثر پہنچتا ہے تو چڑیل بھاگ جاتی ہے اور کلمہ اس کے منہ سے اچھا اثر پڑھتا ہے [روحانیت کیا ہے؟ 162] کچھ جادوگروں کے خدمت گزار جنات ہوتے ہیں جو جادوگر کی ہر بات کو مانتے ہیں اور ان کے کہنے پر سارے کام کرتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ ان کے پاس جنات حاضر ہوتے ہیں اور مرنے والے کی روحوں کو بھی حاضر کر لیتے ہیں۔جادوگر جیسے چاہتے ہیں

یہ ارواح روپ اختیار کر لیتی ہیں جس طرح چاہے وہ آوازیں نکالتی ہیں۔جنات کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں انسانوں کی نسبت ان میں کم موتیں واقع ہوتی ہیں [صالح آل الشیخ 31/55]ابن قیم کہتے ہیں: جادو سے مرض۔بوجھ۔حب و بغض وغیرہ پیدا کئے جا سکتے ہیں [دروس للشیخ محمد حسان 4/93]

جنات سے روایت کرنا کیسا ہے؟

جنات عمومی طور پر خسیس قسم کی سوچ کے مالک ہوتے ہیں، ان کا ذہن تخریب کی طرف مائل رہتا ہے، یہ جادوگروں کے ساتھ آسانی سے تعلق پیدا کر لیتے ہیں۔اسی لئے اہل علم نے جنات کی گواہی کو اور ان سے روایت کو کمزور قرار دیا ہے، احادیث کی ان اسناد کو جن میں کوئی راوی جن ہو کمزور وضعیف قرار دیا ہے جیسا کہ ایک روایت شمہروش نامی جن سے مروی ہے [آل الشیخ 30/160] اکثر جادوگروں کے بھیجے ہوئے جنات جھوٹ بولتے ہیں اور جاتے جاتے بھی گھروں میں فساد برپا کرا دیتے ہیں، سننے والے ان کی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں اور آپس میں نہ ختم ہونے والی لڑائی کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

تبادلہ روح کا حیرت انگیز عمل

ایک مصنف لکھتے ہیں ''یہ علم میرے روزانہ کے معمولات و مجربات سے اس عمل میں سائل اپنا سوال بیان کرتا ہے میرے جسم پر وارد روح اس کا سو فیصدی درست اور مکمل جواب دیتی ہے میرے اس عمل کا مختصر عرصہ میں ہی دور و نزدیک ہر جگہ چرچا ہو چکا ہے، صبح و شام عوام و خواص عاملین و ماہرین حضرات کی کثیر تعداد جوق در جوق معلومات اور حل طلب مسائل کے لئے میرے پاس آتی رہتی ہے۔اس عمل کے حصول کے لئے میں نے اپنی عمر کا ایک لمبا عرصہ اور مدت تک عامل حضرات کی خدمت و تابعداری کی ہے، لیکن خدمت و اشاعت فن کے لئے میں دوسروں کو اپنے تلخ تجربات سے دو چار نہیں کرنا چاہتا، یہ نادر و

عجیب وغریب۔شہرہ آفاق عمل روحانی عوام وخواص کے لئے حاضر ہے۔

اس عمل میں میری مسخر روح میرے جسم پر مسلط ہوجاتی ہے، میں ایسا محسوس کرتا ہو کہ ہلکی سی نیند آرہی ہے،غنودگی کا عالم طاری ہونے لگا ہے، دل ودماغ پر ایک خوش کن سا نشہ عود کرآتا ہے طبیعت میں پہلے خوشی وسرور پیدا ہوتا ہے، اس کے بعد میری تمام تر جسمانی قوتیں معطل ہوکر جسم بے جان بت کی طرح ہوجاتا ہے، میں عمل کے مقام پر لیٹ جاتا ہوں۔عمل کے وقت جس قسم کا بھی سوال کیا جائے، حاضر روح اس کا فوراً مکمل اور تسلی بخش جواب دیتی ہے دریافت کئے جانے والے سوالات میں سے زیادہ تر۔میرا مرض کیا ہے؟ گمشدہ انسان۔ مقدمات۔کاروباری پریشانی۔چوری شدہ مال واسباب کی بابت ہوتے ہیں۔حاضر روح کے اس عمل کے وقت میرا لب ولہجہ تبدیل ہوجاتا ہے، گفتگو میں وقار ودبدبہ سا پیدا ہوجاتا ہے۔تبادلہ روح کے اس عمل کے لئے کسی چلہ وظیفہ کی ضرورت یا بندی نہیں ہے، البتہ عامل کے لئے طہارت ظاہری و باطنی کے ساتھ مضبوط قوت ارادی کا مالک ہونا ضروری ہے۔

طریقہ عمل یہ ہے۔

وقت مکان میں میں سندرس، گلنار، زعفران ومشک، گل حنا، صندل ولوبان اور عود قماری کا دخنہ سلگائیں۔عبارت عمل کو طریقہ سلب روح کے مطابق ایک ہی سانس میں تلاوت کرکے اپنے سامنے آویزاں کئے ہوئے آئینہ کی طرف پلک جھپکائے بغیر دیکھتے رہیں، چند ہی ساعت میں آئینہ سے اصل وجود غائب ہوکر ایک دوسرا جسم آموجود ہوگا۔یہ حاضر روح عامل کی اپنی سیلانی روح ہے۔اس حاضر روح کو عامل اپنی قوت ارادی سے اپنے جسم پر وارد ہونے کا حکم دے۔عامل کی روح آئینہ سے محو ہوکر عامل کے وجود میں حلول کرجاتی ہے۔یہ حاضر روح ہر قسم کی معلومات اور حل طلب مسائل کے لئے عامل کے ہر حکم کے بجالانے کی پابند ہوتی ہے۔اس عمل کے بجالاتے وقت ایک معاون آدمی کا پاس ہونا

ضروری ہے تاکہ عامل کے جسم پر واردہ روح سے معلومات کے حصول کے بعد وہ روح سے عامل کے جسم کو آزاد کرا سکے، اس شخص کے بارہ میں حاضر روح سے معاہدہ کی پابندی کا ن معاہدہ ہوچکا ہو چنانچہ عامل کے معاون کے حکم کے ساتھ ہی حاضر روح عامل کے وجود کو خالی کرکے آزاد کردیتی ہے، عامل فوراً اسی جگہ ہوش میں آجاتا ہے، اس عمل میں عامل نہ تو کسی قسم کی تکلیف محسوس کرتا ہے اور نہ ہی اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کیا پوچھا گیا تھا اور اس نے اس کا کیا جواب دیا تھا۔عمل کی عبارت درج ذیل ہے۔

”یاشمشخالِ یاطمھیطال طالُ یا جعططیطالُ یاوعطمطیال یالخمصطال یا صاحب القام الاقوام والمحال الافحم ان تسموا واطیعوا وتحبوا الداعی وتسمعوا قولی وبلغو ما ارید لی وماارید کیف ماارید وتضم ما اردت من الافعالِ“[ہرامس جلالی مصنفہ علامہ جلال الدین ابن نمیر کشفی بحوالہ بوستان طلسمات 39]

اہل علم کا کہنا ہے کہ کچھ لوگ محض بخور اور پھر تعویذات وعزائم سے حواس کو ایک طرف مشغول کرکے استعداد کو ابھارتے ہیں، پھر خبریں دینے لگتے ہیں۔ان کا کہنا ہوتا ہے کہ وہ فضائے ہوائی میں کچھ صورتیں دیکھتے ہیں کو انہیں ان باتوں کا پتہ دیتی ہیں جن کے ادراک وعلم کی طرف یہ متوجہ ہیں خواہ مثال سے پتہ دیں یا اشاروں سے، یہ لوگ بھی اگلوں کی طرح حواس سے بے خبر ہوجاتے ہیں۔اسی طرح ان صفات کی بڑھوتری کے لئے لوگ مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں اور بھوک پیاس کاٹتے ہیں حتی کہ لوگ اس قدر آگے جاچکے ہوتے ہیں کہ وہ کئی کئی ماہ تک کھانے کی رغبت نہیں کرتے، حکماء لوگ کہتے ہیں بھوک کی زیادتی ہلاکت کا سبب ہے لیکن اہل ریاضت نے ان کے اس وہم کو غلط قرار دیا اور چالیس یوم تک بھوکی حالت میں رہنا تو تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی بات ہے ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں ایسی دوعورتوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے سالوں سے غذا چھوڑ رکھی تھی۔کچھ لوگ صرف بکری کے

دودھ پر گذارا کرتے ہیں۔

عملیات میں پرہیز

عملیات میں ایک بات بہت سی کتابوں میں دیکھنے کو ملی کہ اہل ریاضت وظائف کاٹنے والے لوگ اکثر اوقات ایک ہی اناج کھانے کی شرط بیان کرتے ہیں،اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے خیالات میں یاکسوئی پیدا ہوتی ہے۔کھانے پینے کے سبب اسی انداز کے خیالات جنم لیتے ہیں جس انداز کی خوراک استعمال کی جائے۔جولوگ گوشت کھاتے ہیں ان کی طبیعت میں سختی پائی جاتی ہے، جو سبزی کھاتے ہیں ان میں لینت (نرمی) پائی جاتی ہے ۔بدوعرب اونٹوں کا گوشت کھاتے ہیں ان لوگوں میں اونٹ جیسا تحمل اور سخت کوشی دیکھنے میں آئی ہے۔ جو مرغن و چربیلی چیزیں کھاتے ہیں ان کی طبیعت میں موٹا پا اور وجود میں فربہی نمودار ہوتی ہے۔اس لئے وظائف وریاضت میں جو چیزیں اہل تجربہ نے شامل کی ہیں ان میں بہت سے راز پنہا ہیں جولوگ ان کی پابندی کرتے ہیں کامیابی کی علامات ان کی راہوں میں باہیں پھیلاتی ہیں۔لیکن یہ بات کسی سے مخفی نہ رہے روزہ وریاضت سے جو روحانی ابواب مفتوح ہوتے ہیں وہ کسی دوسرے طریقے سے نہیں کھلتے۔

چلہ میں پرہیز کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

خوراک کی کمی،ریاضت توجہ اور کسوئی سے انسان امور غیبیہ کا درک حاصل کرتا ہے،جب انسان مرغوبات طبیعیہ سے دستبردار ہوتا ہے تو اس کا ذہن اور شعور ولاشعور اس کے لئے وہ مواد مہیا کرتے ہیں جو اس کی منزل کو آسان بناتے ہیں، جتنا انسان علائق دنیا سے الگ ہوتا ہے اتنا ہی حواس باطنیہ بیدار ہوتے ہیں۔کتاب الغایہ میں مسلمہ نے ایک عجیب عمل لکھا ہے کہ ’’اگر کسی شخص کو تلوں کے تیل سا ے بھرے ہوئے گھڑے میں بٹھا دیا جائے اسے کھانے میں انجیر واخروٹ دئے جائیں چالیس دن ایسے ہی رکھا جائے حتی کہ اس کا سارا

گوشت سوا پٹھوں کے گھل جائے۔سر اور پٹھوں کے کوئی چیز باقی نہ رہے۔اس کے بعد مٹکے سے نکلے جب اس کا بدن ہوا سے خشک ہوگا تو اس سے جو بھی غیب کی خبر پوچھی جائے گی وہ بتائے گا۔یہ حرکت گوکہ نہایت ناشائستہ و نازیبا اور افعال جادوگری میں سے ہے لیکن اس سے عالم انسانی کے لئے عجیب وغریب بھید کھلتے ہیں [مقدمہ صفحہ 134](نہ جانے اس قسم کے عملیات کیسے ممکن ہوجاتے ہیں کیونکہ طبی لحاظ سے اس شخص کا زندہ رہنا ناممکن ہے، محمد یونس شاہد) اسی طرح کتاب المواقف میں لکھا ہے’’ایک جماعت کا خیال ہے کہ نفوس بشریہ میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن سے ایسی باتیں وقوع پزیر ہوسکتی ہیں جن کے اظہار سے دوسرے لوگ عاجز ہوتے ہیں کیونکہ ان کا مزاج قوی ہوتا ہے‘‘[کتاب المواقف 3/368]

ماخذ ومصادر۔۔

[روحانیت،دانش اور حقیقتیں باب 7]۔۔[کنز العمال حرف ہمزہ 34/146 مجمع الزوائد 8/164 المعجم الکبیر للطبرانی 20421 مسند ابی یعلی 9/ 77 البحر الذخار۔مسند البزار 5/ 271 جامع الاحادیث حرف میم 19/107][تزیین السواق فی اخبار العشاق 1/59]۔[المنتخبین کتب شیخ الاسلام ابن تیمیہ 1/68 مجموع الفتاویٰ 19/ 63 کتب رسائل للعثمین 106/ 1۔۔النبوات۔۔دروس للشیخ محمد حسان 93/4]،۔دروس آل الشیخ۔۔بوستان طلسمات۔

[کتاب المواقف 3/368]

19
باب التشخیص

معالج روحانی ہو یا جسمانی تشخیص بنیادی چیز ہے جوانسان تشخیص میں مہارت کا مظاہرہ کریگا اس کی مہارت اورفن کادوردورتک شہرہ ہوگا، جوانسان تشخیص میں ناکام رہیگاوہ کتنا بھی قابل اورماہر کیوں نہ ہولوگ اس سے قدر کی نگاہ سے نہ دیکھیں گے۔امراض پر قابو پانے کے لئے تشخیص بنیادی چیز ہے کوئی بھی علاج تشخیص کے بغیر ممکن نہیں ہے میڈیکل میں توتشخیص کی خاطرجمع پونجی لٹادیتے ہیں مگرمرض کی تشخیص ہونے میں نہیں آتی۔

تشخیص 1

سب سے پہلے مریض سے کہیں کہ ایک برتن میں پانی لے آئے پھراسے چکھا کرذائقہ معلوم کریں، باقی پانی لیکراس پرسات [7] باردرودشریف اورسات ہی [7] باراذھبوا علی جوف الماء بحق دردائیل و بعزمت سلیمان علیہ السلام ، پانی پر پھونک ماریں دوبارہ مریض سے کہیں کہ پانی کاذائقہ دیکھے روحانی مرض ہواتو پانی کاذائقہ بدل جائیگا، اگرکڑواہواتو جادو، میٹھا ہواتو جنات اور کسیلا ہواتو تعویذات اوردھوپ کی سی گرمی محسوس

ہوئی توپڑھائی وغیرہ ہے۔اس کے مطابق علاج تجویز کریں ان ذائقوں میں جس قدر بھی کمی زیادتی ہوگی اسی قدرمرض میں کمی وزیادتی ہوگی۔

☆ایضاً......اسی طرح مریض کاپہناہواکپڑالیکرسونگھیں اگرمٹھاس کی سی بوآئے توجنات اورکڑوی کسیلی بوآئےتوسحرکااثرہے۔

ایضاً مریض کا کپڑا لیکر اس کی پیمائش کریں پھر سورہ الفاتحہ۔بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ) (1الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ) (2الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ) (3مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ) (4اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ) (5اهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ) (6صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ) (7 سات بار پڑھ کر پھونک ماریں دوبارہ پیمائش کریں کم ہوتوسحرزیادہ ہوتوجنات برابررہےتوجسمانی مرض سمجھناچاہئے ،اسی عمل سے جانوروں کی بیماریوں کے بارہ میں بھی معلوم کیا سکتا ہے،

جانوروں کے لئےنظر بد کاعلاج

اگرکسی جانورکونظرلگ جائےتوایک آٹے کے پیڑے پر ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ تین [3] بارپڑھ کردم کرکےکھلادیں انشاءاللہ نظر دورہوگی احتیاطاً لکھ کرگلے میں ڈالدیں، یہی بچوں کی نظر بد کے لئے بھی دم کریں اورلکھ کرگلے میں ڈالدیں توجانورمال وجان خدا کی حفاظت میں رہیں گے،اس پرفتن دورمیں اس کاوردکرنالازمی ہے ناگہانی سے بچارہتا ہے۔

سورۃ یاسین کااستخارہ......

یہ نہایت مجرب وآزمودہ استخارہ ہے۔اول وآخردرودشریف گیارہ گیارہ بار،سورہ یاسین مبینوں کے ساتھ پڑھے مثلاً جب پہلے مبین پر پہنچےتودرج ذیل نام کاغذ پرلکھے اوران لکھے اسماء پرتین [3] بارپھونک مارے، پھرپڑھناشرع کردے الغرض جب بھی مبین آئے اسی طرح پھونکیں مارے اورسورہ مکمل کردے پڑھ کریوں کہوفلاں بات مجھ کوخواب میں بتلادی

جائے، جو اسماء لکھ کر سرہانے رکھ کر سو جائے وہ یہ ہیں [عزرائیل، رومائیل، حمزائیل، جبرائیل، اسرافیل، تنکفیل، میکائیل] تو مطلوبہ بات کا پتہ چل جائیگا [آسان ۱۰۴ ج ۷

تشخیص کے لئے

۲۱ عدد شہد کی مکھیاں پکڑ لی جاویں جب مر جاویں تو ہر ایک پر باوضو سورہ فاتحہ مع بسملہ 11 بار پڑھ کر دم کر کے روئی میں لپیٹ کر فتیلہ بنالیا جائے نئے چراغ میں سرسوں کا تیل ڈال کر روشن کر کے حسب معمول کاجل لیا جائے جب تیار ہو جائے تو خدا کے فضل سے آپ کو ایک نعمت مل گئی جب بھی آسیب زدہ کی آنکھوں میں تین سلائیاں ڈالیں گے آسیب فوراً حاضر ہوگا مجرب و آزمودہ ہے [ایضاً ص ۲۸۴ ج ۱۰]

20

آسیب زدہ کا جڑی بوٹیوں سے علاج

برصغیر میں بسنے والے لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ انسان مختلف عوارضات کا شکار جہاں جسمانی طور پر متاثر ہوتا ہے وہیں پر نادیدہ اثرات بھی اس کے جسمانی نظام کو متاثر کرتی ہیں۔ کتب وجادو سحر کے علاوہ کتب طب میں بھی ایسے شواہد ملتے ہیں جہاں اس قسم کی ابحاث پائی جاتی ہیں۔ ویدک کی مشہور کتاب ''امرت ساگر'' میں ایک جگہ لکھا ہے ''چشم بد سے پیدا ہونے والے بخار کی علامتیں'' آگے لکھا ہے ''جمہائی بہت آوے، درد اور ساتھ میں اعضاء شکنی ہو، بدن کی قوت جاتی رہے'' اس کا علاج یہ تحریر کیا ہے ''بھنی ہوئی ہینگ، فلفل سیاہ، فلفل دراز، سونٹھ ان سب کو باریک پیس کر گرم پانی سے ایک درم پیئے تو یہ بخار دور ہو یا زہر مہرہ کا پانی پلاوے تو یہ بخار دفع ہو'' (امرت ساگر صفحہ 35)

اس اقتباس سے کچھ باتیں کھل کر سامنے آتی ہیں کہ نظر بد جسم میں کس قسم کے اثرات رونما ہوتے ہیں؟ بغور جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ نظر بد سے انسانی وجود میں اعصابی اثرات نمایاں ہوجاتے ہیں ان کا علاج جھاڑ پھونک سے کرو یا ادویات سے جب جسم میں پیدا ہونے والی علامات کا توڑ کر دیا جائے گا تو مریض صحت یاب ہو جائے گا۔ نظر بد اور جنات کے اثر سے پیدا ہونے والے اثرات قریب قریب ہوتے ہیں۔ فرق اگر ہوتا ہے تو نیت کا ہوتا ہے یعنی نظر بد میں نظر باز اضطراری کیفیات سے مغلوب ہوتا ہے اور جادوگر قصدا یہ اثرات دوسروں پر ڈالتا ہے۔

کیا جادو کا علاج جڑی بوٹیوں سے ممکن ہے؟

علمائے روحانیات نے بہت سے ایسے دخنوں کا ذکر اپنی تصنیفات میں کیا ہے جنہیں سلگا کر مسحور کا علاج کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب ''جادو کی تاریخ'' میں وضاحت کی ہے۔ دخنہ اور بخورات ساحر و جادوگر، عاملین کے عمل کا خاصہ ہیں، یہ لوگ بخورات کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ بخورات کو بہت سوچ سمجھ کر ترتیب دیا جاتا ہے۔ ان سے من چاہے نتائج حاصل کئے جاتے ہیں۔ نمونہ کے طور پر دو نسخے تحریر کئے جا رہے ہیں۔

نسخہ نمبر 1۔ ''سرخس۔ زبدۃ البحر۔ مغز استخوان شتر۔ فرفیون۔ خبث الرصاص۔ عود ہندی۔ اصطراک۔ حلتیت ہر ایک کا وزن دس دس درم ہو۔ ہر دوا کو الگ الگ پیسیں پھر سب کو ملا کر بھنگ سفید اور کشنیز تازہ کے پانی میں سات شبانہ روز کھرل کر کے گولیاں بنالیں، سایہ میں خشک کر کے محفوظ رکھیں، پھر جب جنات کی فرضی حاضری مطلوب ہو تو آگ پر ان گولیوں کو سلگا کر مطلوبہ شخص کی ناک میں دھواں پہنچائیں جس کسی بھی ناک میں یہ دھواں پہنچے گا وہ دیوانوں جیسی حرکات کرنے لگے گا۔ آسیبی مریض دکھائی دیگا۔

نسخہ نمبر 2۔ ''کندر سیاہ۔ گوگل۔ سرطان نہری سوختہ۔ تخم کتان۔ اجوائن دیسی۔ افیون۔ ساتر

کچلہ۔اجمود۔تمام ادویہ ہموزن لیکر گدھے کی لید میں چالیس یوم دبائے رکھیں، گدھے کے پیشاب سے اسے تر رکھیں۔پھر باہر نکال کر دھتورہ سیاہ اور کنیر سفید کے پانی میں کھرل کرکے خوب باریک پیس کر گولیاں بنالیں، حسب ضرورت کام میں لائیں [بوستان طلسمات صفحہ 54۔55]ان دونوں نسخہ جات میں جن اجزاء کو استعمال کیا گیا ہے وہ دماغی طور پر انسان کو مفلوج کرکے رکھ دیتے ہیں۔پرانے لوگ عملیات پر بہت محنت کیا کرتے تھے سالوں تجربات کرکے کسی دخنہ کو ترتیب دیا کرتے تھے، ایسے مواقع تلاش کرتے جو نسخہ کی صحت کو ثابت کرسکے۔اس کے بعد نسخہ جات سینہ باسینہ چلا کرتے تھے۔الیکٹرک دور میں جن سہولیات سے ہم مستفید ہو رہے ہیں پہلے لوگ اس کا تصور بھی نہ کرسکتے تھے۔پہلے جو کام چھپا کرلیا جاتا تھا اب شائع کرکے حاصل کیا رہا ہے پہلے بخل نے انسانی سینے پر پنجے گاڑے ہوئے تھے اب تشہیر کمزوری بن گئی ہے۔

جادوگر اور بخورات

جادو و سحر عملیاتی اعمال دنیا کی قدیم ترین محنت ہے بے شمار تجربات انسانی زندگیوں میں آئے جو منافع بخش تھے وہ باقی رہے جو نکمے اور فضول تھے متروک ہوتے گئے۔قدرت کا اصول ہے اس کائنات میں فضول چیز باقی نہیں رہ سکتی یہی بات عملیاتی تجربہ گاہ میں برتی جاتی ہے اسی چیز کی طرف انسان لپکتا ہے جو منافع دینے والی ہو اور نقصان سے بچانے والی ہو۔جس بات سے یہ دونوں کام نہ بن سکیں اس کی طرف انسان آنکھ بھر کر بھی نہیں دیکھتا۔سحر ایک ایسا خفیہ رابطہ ہے جو ساحر اور شیطان کے درمیان موجود ہوتا ہے، رقیہ غیر شرعی۔عزائم و طلاسم۔بخورات۔عقاقیر اور جانوروں کے خون کے لوتھڑے وغیرہ ان کے ہتھیار ہوتے ہیں [الرد علی اصول الرافضیہ مفہر سا 3/ 53] المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام 1/ 3901] میں لکھا ہے ساحر لوگ علاج و معالجہ کے لئے نباتات جڑی بوٹیاں اور مختلف ادویات کو ملا کر کام میں لایا

کرتے تھے، آگے چل کر ایک جگہ لکھتے ہیں: ساحر لوگ اپنے عمل کی کامیابی کے لئے مختلف طریقے اپناتے تھے، درختوں پتے، نباتات، نمک، دھونی، ہڈیاں۔جانوروں کے سینگ وغیرہ کام میں لایا کرتے تھے'' شیخ عثیمین سے کسی نے پوچھا۔جادو کتنی قسم کا ہوتا ہے وہ فرمانے لگے جادو کی کئی قسمیں ہیں ان میں سے ایک تو وہ ہوتا ہے جس میں ساحر گانٹھوں پر پھونکتا ہے ارواح بد پھونک کے ذریعہ سے گانٹھوں میں سماجاتی ہیں مسحور کو وہی دکھ پہنچاتی ہیں جو ساحر و طالب چاہتے ہیں، بہت سی جڑی بوٹیاں سحری خواص کی حامل ہوتی ہیں

[قصۃ الحضارہ 1/ 173 کتب و رسائل للعثیمین 73/5]

تسخیر قلوب وخیالات کے عجوبہ روزگار طلسماتی عمل

اس پورے عمل کو ہم مصنف کے الفاظ میں بیان کرتے ہیں ''طلسمات کے اعمال میں نظر بندی کے اعمال کو کو علمائے فن نے تمام تر طلسماتی عملیات کی بنیاد قرار دیا ہے، ان اعمال کا عامل اپنی زبردست مقناطیسی قوت سے انسانی خیالات کو تبدیل کرکے ان کے وہم پر تسلط حاصل کرلیتا ہے، اس طرح حاضرین کے سامنے اپنی قوت ارادی سے کائینات کی ہر چیز کو تابع فرمان بنا سکتا ہے، جن وانس اور حیوش وطیور کو پل بھر میں تسخیر کرسکتا ہے۔حاضرین کے سامنے جو ارادہ کرے وہی شے ظاہر کرنے کی طاقت رکھتا ہے، اس کا عامل آن واحد میں لوگوں کی نظروں سے مخفی ہوسکتا ہے، اپنی روحانی قوت سے آسمان پر پرواز کرسکتا ہے۔ انسان کو جس صورت میں چاہے تبدیل کرسکتا ہے۔حاضرین کے سامنے روحانیات و حاضرات کو حاضر کرسکتا ہے، مدفون خزانوں کا مشاہدہ کراسکتا ہے۔تسخیر قلوب وخیالات کا عامل لوگوں کو فیضان روحانی پہنچا سکتا ہے، ذیل کے میں نظر بندی کے ایسے عملیات جن کا تسخیر قلوب وخیالات کے تحت ذکر ملتا ہے۔درج کئے جاتے ہیں۔

☆نظر بندی کے اس عمل کے لئے عامل کا طہارت قلب کا پابند ہونا ضروری ہے۔پختہ عزم

کے ساتھ عمل کی نیت سے ذیل کا طلسماتی دخنہ تیار کرے، پھر جب حاضرین کے سامنے کوئی منظر پیش کرنا چاہے تو اسکا نام لیکر کہے'' حاضر ہوجاؤ'' حاضرین اپنے سامنے اس منظر کو موجود پائیں گے۔علمائے طلسمات کے نزدیک یہ نہایت عجیب وغریب عمل ہے۔حکمائے کالدووسریان، اہل بابل ویونان اعمال طلسمات کی بنیاد اسی دخنہ کے عمل پر رکھتے ہیں، اس عمل میں عامل لوگوں کے وہم پر تسلط حاصل کر لیتا ہے، ان کے سامنے جوعجائبات چاہے دکھا سکتا ہے لیکن حقیقت میں ان چیزوں کا کوئی وجود نہیں ہوتا، صرف واہمہ ہوتا ہے، جو دخنہ جلانے اور عمل کے وقت عامل کی قوت ارادی سے لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔نظر بندی کا دخنہ درج ذیل کے اجزاء سے مرکب ہے

بخور کے اجزا

روغن بلادر۔خون انسان۔خون مرغ سفید۔خون ہدہد۔خون کبوتر سفید۔خون عورت۔تمام چیزیں ہم وزن لیکر سایہ میں خشک کرلیں۔جب حاضرین کی کسی جماعت کے سامنے جو عجائبات پیش کرنا چاہیں تو کسی خلوت کے مکان میں آگ پر اس دخنہ کو اس میں بقدر ضرورت دہن یثرج (گائے کا گھی) ملاکر سلگائیں۔یاد رہے اس عمل میں صرف دھواں بلند ہو شعلہ پیدا نہ ہو چنانچہ دھواں بلند ہوتے ہی حاضرین اپنے سامنے عامل کے بیان کردہ عجائبات کو حاضر دیکھیں گے اور یہ منظر اس وقت تک باقی رہیگا جب تک دخنہ کا دھواں بلند ہوتا رہیگا، عامل اپنے ارادہ سے حاضرین کی جماعت کے دل ودماغ پر اس منظر کو مسلط رکھے۔نہایت عجیب وغریب عمل ہے [بوستان طلسمات 98.99]

آسیب زدہ کا جڑی بوٹیوں سے علاج

ذیل کا عمل وعلاج ہر قسم کے آسیب وجن کو دور کرنے کے لئے مخصوص ومجرب ہے، آسیبی و جناتی تسلط کا سبب خواہ کچھ بھی ہو بفضلہ تعالیٰ یقینی طور پر زائل ہوجاتا ہے، میرے نزدیک

ایسے عاملین حضرات جو محنت سے جی چراتے ہوں ان کے لئے یہ عمل وعلاج سب سے عمدہ ہے، آسانی کے ساتھ تیار ہوجانے کی صفت نادرہ سے متصف ہونے کے باوصف بہترین قسم کے مجربات وعملیات کا مقابلہ کرتا ہے۔

نسخہ یہ ہے'' حب الملوک، اسفیداج (ہی، رماد الرصاص) صمغ الطرثوث [اشق] بذر شقائق، پوست خشخاش، کنجد سیاہ، زنجار سیاہ'' تمام ادویہ کو ہموزن لیکر سفوف بنائیں اور روغن تلخ میں گداختہ کرلیں، اس مواد کو شیشی میں ڈال کر مضبوطی سے بند کردیں، ایک ہفتہ دھوپ میں رکھیں، جب تمام اجزاء تہہ نشین ہوجائیں تو سرخ رنگ کا تیل اوپر آجائیگا اسے چھان کر محفوظ کرلیں بوقت ضرورت اس تیل کے چند قطرے آسیب زدہ مریض کی ناک میں ٹپکائیں، سات روز میں مایوس العلاج مریض بھی صحت کاملہ پائیگا۔مریض پر مسلط شیطانی طاقتیں خواہ کسی قدر طاقتور کیوں نہ ہوں مریض کا جسم چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چلی جائیں گی [انوار طلسمات 26]

جادو کا علاج جڑی بوٹیوں سے

سحر وجادو کے بارہ اہل علم نے بہت سے تجربات کئے ہر طرح کے نسخے اور مجربات اپنی کتابوں میں لکھے، اپنی وراثت میں چھوڑے، ایسا ہی ایک نسخہ ہدیہ ناظرین ہے، جو سحر جادو کے بطلان کے لئے مانا ہوا ہے۔نسخہ جات میں کھلانے والے لگانے والے مالش کے لئے دھونی کے لئے ہر قسم کے نسخہ جات ترتیب دئے یہ نسخہ دھونی کے لئے ترتیب دیا گیا ہے ۔نسخہ یہ ہے'' سندرس۔درونج عربی۔اصطرک۔اسپند یعنی حرمل تمام ادویہ ہموزن لیکر سفوف بنالیں بوقت ضرورت اس سفوف سے تھوڑا سا لیکر سیاہ رنگ کے کپڑے میں لپیٹ مسحور کو دھونی دیں، سحر کا اثر جاتا رہیگا، اس عمل کو سات یوم بجالائیں اس نسخہ کو بڑے بڑے عاملین نے اپنے مجربات میں تحریر کیا ہے دیکھئے سحر العیون، نوامیس افلاطون، رسائل ہلالیہ

مجربات ارسطوانوار طلسمات وغیرہ''۔

آسیب کے دفیعہ کے لئے

نسخہ یہ ہے: ''صندل سفید۔ بید مشک۔ پوست بیخ زیتون۔ سانپ کی کنچلی۔ گوگل۔ تمام ادویہ کو برابر لیکر سفوف بنا کر محفوظ کرلیں جب کوئی مریض ایسا آئے تو سات یوم رات کے وقت دھونی دیں، اس سے جناتی اثر باطل ہو کر مریض صحت یاب ہو جاتا ہے۔ یہ نسخہ سہل الحصول اجزاء پر مشتمل ہے لیکن فوائد واثرات میں بے نظیر ہے اس کی دھونی سے ہر قسم کا آسیب وجناتی اثر باطل ہو جاتا ہے اس بات سے قطع نظر کہ وہ آسیب وجنات قدرتی ہوں یا غیر قدرتی دونوں صورتوں میں فائدہ مند ہے۔

جڑی بوٹیوں سے علاج اور افریقہ کے جادوگروں کے کمالات۔

جنوبی افریقہ میں اب لوگ بھی اپنے عشق ومحبت کے مسائل اور دوسری مشکلات کے حل کے لئے صحرائی ''ساحر معالجین'' سے مدد لیتے ہیں ان کے منتروں جنتروں میں جن کے ساتھ کھالوں کے ٹکڑے جنگلی جڑی بوٹیاں استعمال کی جاتی ہیں۔ عجیب وغریب خواص سمجھے جاتے ہیں۔ بعض بوٹیوں کے شفا بخش اثرات سفید فام ڈاکٹروں کو معلوم ہوئے ہیں۔ یہ ساحر لوگ کیپ ٹاؤن کے مہذب محلوں میں دیکھے جاتے ہیں جہاں وہ صاحب لوگوں کے بنگلوں میں اپنے کالے جادو کے منتر جنتر اور ہزاروں سال کی پرانی رسمیں نہایت کامیابی کے ساتھ انجام دیتے ہیں مثلاً معالج صحن کے سنگین فرش پر بے تکلف اکڑوں بیٹھ جاتا ہے ایک کالے مرغ کا گلا کاٹ کر اس کا خون ایک جنگلی تیندوے کی کھوپڑی میں جمع کرتا ہے۔ پھر اپنی انگلی اس تازہ خون میں ڈبو کر زمین پر چند عجیب وغریب آڑے ترچھے نشانات بناتا ہے ساتھ زور وشور سے کچھ منتر بھی پڑھتا رہتا ہے جس سے اس کے پاس کھڑے ہوئے لوگ مبہوت ہو جاتے ہیں۔ ساحر معالجین سے چوری کے واقعات کے علاوہ عشق ومحبت

کے معاملات سمجھانے اور لا علاج بیماریوں سے نجات پانے کے لئے بھی مدد لی جاتی ہے۔ چنانچہ ساحر معالجوں کو مقامی معیار کے لحاظ سے دولت مند طبقہ میں سے ہوتے ہیں، ہزاروں یورپین کی سرپرستی حاصل ہوتی ہے یہ ساحر شوہروں اور بیویوں پر وفاداری کا منتر پھونکنے کا نذرانہ منہ مانگی قیمت میں لیتے ہیں اس کے بعد اگر کوئی دوسرا شخص ایسی منتر والی عورت سے چھیڑ چھاڑ کرے تو وہ بیمار ہو جاتا ہے۔

مریض عشق کا علاج

مریض عشق کی کامیابی کے لئے ساحر معالج ایک جڑ پیس کر ایسا جادو بھرا غازہ بنادیتا ہے جسے لگانے سے اس کے حسن میں کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کے دوسرے علاج بھی ایسے ہی زود اثر ہوتے ہیں۔ لو (سن سڑوک) لگنے کے کے علاج کے لئے ہاتھی اور بندر کی کھالوں کے ٹکڑوں کی ایک کمبل اڑھا کر دھونی دی جاتی ہے۔ امراض جلد، خون کی صفائی کے لئے سونٹھ کی جڑیں غسل کے پانی میں ملادی جاتی ہیں۔ جس سے مریض غسل کرتا ہے شیر خوار بچوں کے علاج کے لئے چمگادڑ کی کھال کا سفوف آگ پر ڈال کر دھونی دی جاتی ہے

علاج میں نباتات وچمڑے کے بخورات کا استعمال

ساحر معالج قسم قسم کی جڑی بوٹیوں۔ چمڑوں، بالوں اور جانوروں کے اعضاء کو نہ صرف علاج امراض کے لئے بلکہ ان چیزوں کو کام میں لا کر دوسری مشکلات بھی حل کر دیتا ہے۔ مثلاً تجارت میں نفع، کاروبار میں ترقی اور دیگر معاملات میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے وہ دوکانوں دفتروں اور گھروں میں اپنی سحر کار دھونی سے بھپارہ بھی دیتا ہے اس کی تھیلی میں دوسری ادویات کے ساتھ ایک ''سمی'' نامی دوا بھی ہوتی ہے جو مریض کی قوت ارادی کو اس طرح پست کر دیتی ہے جس طرح کہ ہپناٹزم۔ اس کے علاوہ ''اوڑکوا'' نامی جڑی بوٹی بھی

ہوتی ہے جو بے حسی پیدا کردیتی ہے۔بڑے جانوروں کے نامور شکاری ''میجر برٹیتن میتھر'' نے اقوام متحدہ کو مشورہ دیا تھا کہ افریقہ کے ساحر معالجین کی دواؤں اورطریق علاج کی تحقیقات کے لئے سائنسدانوں کا ایک کمیشن مقرر کرے تاکہ بنی نوع انسان کو ان سے فائدہ پہنچے،ان کا بیان ہے ان ساحر معالجوں میں طب وعلاج کے بعض حیرتناک اورانوکھے راز جاننے والے موجود ہیں،ایسی پوشیدہ دواؤں کا علم ہے جن سے گورے ابھی تک ناواقف ہیں۔شیر کے ساتھ ہاتھ پائی میں بری طرح جھنجھوڑے ہوئے زخمیوں کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جو کسی طرح اچھے نہ ہوسکتے تھے جن کا مرنا یقینی تھا مگر ایک سال بعد جب میں ان کے قبائلی گاؤں گیا تو انہیں بھلا چنگا پایا اگرچہ ان کی صورت بری طرح بگڑی ہوئی تھی سارا جسم داغدار تھا۔ساحر معالجوں نے خود کئی بار میری جان بھی بچائی کالے پانی کے بخار سے کئی بار مجھے انکے علاج سے آرام آیا۔

جنوبی افریقہ کے رکن پارلیمنٹ ''مسٹر ہین وڈ'' کہتے ہیں ساحر معالجوں کے ہڈی پھینکنے کا تماشہ دیکھنے کے لئے اب یورپین بہت زیادہ جانے لگے ہیں۔یہ کرتب تشخص مرض اور قسمت کا حال بتانے کے لئے کیا جاتا ہے۔خوش عقیدہ گورے لوگ خاص کر کاشتکار اور دورافتادہ طبقوں میں رہنے والے اب بھی گورے ڈاکٹروں کے مقابلے میں اس طریقہ علاج کو پسند کرتے ہیں۔

شمالی نٹال کے ایک گورے کاشتکار نے بیان کیا ہے کہ میں اپنی فصل کو ژالہ باری اورسردی سے بچاؤ کے لئے ایک ساحر کو سالانہ بلاتا اسے حق الخذمت کے صلہ میں ایک بیل دیا کرتا تھا پڑوسی کاشتکار طنزیہ انداز میں کہنے لگے کہ فصل اور کھیت کی حفاظت کا سبب یہ پہاڑیاں ہیں نہ کہ جادوگر کا عمل۔دق آکر میں نے اس سال اپنے ساحر سے معذرت کرلی کہ آئندہ زحمت فرمانے کی ضرورت نہیں ہے۔ایک ہفتہ کے اندر ہی ایک سخت ژالہ باری کا طوفان

آیا کہ میں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔شرمندہ ہوا اور ساحر کو ایک کے بجائے تین بیل دیئے پھر بھی سحر بمشکل راضی ہوا[طبیب حاذق شمارہ نومبر 1974]

ماخذومصادر۔۔۔۔۔۲۰۔۔۔

[الرد علی اصول الرافضیہ مفہر سا 3/53]المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام 1/3901]

[قصۃ الحضارہ 1/173 کتب ورسائل للعثیمین 73/5]

[بوستان طلسمات 98.99]/[طبیب حاذق شمارہ نومبر 1974]

انوار طلسمات۔۔

قوت ارادی

قوت ارادی کے کرشمات

انسان کی قوت ارادی اورقوت متخیلہ تخلیقی صفات رکھتی ہیں جس کام کو بار بار کیا جائے یا جو سوچ لگاتار تسلسل سے سوچی جائے وہ مادی صورت اختیار کرلیتی ہے۔سوچا ہوا کام پورا ہوجاتا ہے۔کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی اولاد کے رشتوں کے سلسلہ میں بہت پریشان ہوتے ہیں ان کی خواہش ہوتی ہے فلاں جگہ اگر نسب جڑ جائے تو بہت ہی خوب ہو،جب وہ اپنی سی کوشش کرلیتے ہیں تو عاملین کے در کے چکر کاٹنا شروع کردیتے ہیں۔عامل ان سے بچوں کی تصویر طلب کرتا ہے کہ کہتا ہے کہ اتنے دنوں کے بعد آکر تصویر لیجانا آپ کا کام ہوجائیگا۔اپنی فیس لیتے ہیں عمومی طور پر رشتہ اسی جگہ پر پختہ ہوجاتا ہے۔

طالب تو تصویر دے کر چلا جاتا ہے،اب عامل کی باری ہوتی ہے جس سے حق خدمت لیا ہے اس کا کام کیا جائے۔اب عامل اپنی قوت ارادی سے تصویروں پر توجہ مرتکز کرتا ہے،جیسا چاہتا حکم دیتا ہے،قوت ارادی جتنی زیادہ مضبوط ہوگی اتنا جلدی کام ہوگا۔یہی توجہ اورقوت

ارادی ہے جس سے عامل وساحر کام لیتے ہیں، نیک لوگ بھی اسی توجہ سے اپنے کام کراتے ہیں جو بزرگ اپنے مریدوں کا کام کرتے ہیں وہ بھی توجہ سے کام لیتے ہیں اس کا ذکر میں نے شاہ ولی اللہؒ کے حوالے سے کسی جگہ کر آیا ہوں۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے سوانح نگار تحریر کرتے ہیں کہ حضرت صاحب بعد نماز فجر اشراق تک مراقبہ فرمایا کرتے تھے اپنے مطلوبہ امور میں توجہ فرمایا کرتے تھے۔ صوفیا کرام میں مرقبہ اور توجہ کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔(تذکرہ مجدد)

خیال کی قوت

بھاگنے والے کے لئے:

سورہ والضحی۔۔والضحی ۔والیل اذا سجی۔ما ودعک ربک وما قلی۔والاخرۃ خیر لک من الاولی۔ولسوف یعطیک ربک فترضی۔الم یجدک یتیما فاویٰ۔ووجدک ضالاً فھدی۔ووجدک عائلاً فاغنی۔فام الیتیم فلاتقھر واما السائل فلاتنھر۔واما بنعمۃ ربک فحدث باوضوسات [7بار پڑھ کر دعا مانگے اور آیۃ الکرسی پڑھ کر یہ خیال کرے کہ جہاں تک گیا ہے وہاں سے آگے نہ جانے پائے انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا وہیں سے فوراً واپس ہوگا ۔

بھاگے ہوئے کو بلانا

اگر کسی بھاگے ہوئے کو بلانا ہو تو سورہ یاسین اکیس [21] بار مکمل پڑھے اور خیال کرے کہ مفرور چلا آ رہا ہے، انشاءاللہ اسی وقت یا اسی دن حد تین یوم میں واپس ہوگا ہاں اگر سفر طویل ہے تو مسافت کے بقدر انتظار کرے۔

سلب امراج کا حیرت انگیز عمل

میرے استاد محترم جناب محمد رفیق زاہد مرحوم کا عمل ہے، اس کے بارہ میں اپنی [کتاب بوستان طلسمات ص ۱۷۳ پر] لکھتے ہیں عرصہ دس سال سے اس برقی روحانی عمل سے ہزاروں لاعلاج مریضوں کا کامیاب علاج کر چکا ہوں، سب سے پہلے اس عمل کی زکوٰۃ ادا کریں ترک حیوانات کر کے سوا مہینہ روزے رکھے یومیہ دریا یا کسی چلتے ہوئے پانی کے کنارے چلے جایا کریں سب سے پہلے نماز فجر ادا کریں پھر اول آخر درود شریف کے بعد یہ عمل شروع کر دیں، سورج طلوع ہونے تک عمل جاری رکھیں، جب سورج طلوع ہوجائے تو عمل ترک کر کے سورج کے مقابل کھڑا ہوجائے اور سورج کی طرف بغیر پلک چھپکائے دیکھنا شروع کردے جب نظر تھک جائے تو فوراً پانی کی طرف دیکھنا شروع کردے، آنکھوں سے حرارت ختم ہوجائے پھر سورج کی طرف دیکھنا شروع کردے۔ یہ عمل مسلسل ایک گھنٹہ جاری رکھیں، ایک چلہ کے بعد عامل کی آنکھوں میں ایک زبردست چمک پیدا ہوجائے گی اس مقناطیسی قوت میں یومیہ اضافہ ہوتا جائیگا۔ عمل کی مدت سوا مہینہ ہے اگر عمل پر مداومت جاری رکھے تو ایک نظر دیکھ کر ہی مریض کو ٹھیک کیا جاسکتا ہے عامل ایک لازوال طاقت کا شاہکار بن جاتا ہے، عمل کی آیت یہ ہے۔۔پارہ ۱۹ کی آیات۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِناً ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلاً (45ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضاً يَسِيراً (46[سورہ الفرقان]

[ترکیب عمل] جس مریض کے مرض کو سلب کرنا ہو، اگر وہ از قسم لقوہ فالج یا گھٹیا، جوڑوں کا درد، ریح کا درد یا کوئی بھی درد ہو تو عامل مریض کے درد والے عضو پر ہاتھ رکھ کر اور مرض کی جگہ عامل نگاہ گڑا کر دیکھتا رہے، ساتھ میں آیت مذکورہ کا ورد بھی کرتا رہے چند لمحے بعد نظر اُٹھالے، انشاءاللہ درد اسی وقت جاتا رہیگا اگر اندرونی مرض ہے تو اس نوعیت سے تصور کر کے

عمل کریں تجربہ شاہد ہے کہ سال ہا سال کے امراض، پیچیدہ بیماریاں چشم زدن میں کافور
ہوجاتی ہیں فالج کے مریضوں کو اسی وقت وزنی اشیاء اٹھوادی جاتی ہیں پاگل آن کی آن
صاحب عقل وشعور بن جاتا ہے۔

تصرفات نقشبندیہ

بیماری کا دور کرنا

صاحب نسبت اپنی ذات کو بیمار خیال کرے کہ یہ بیماری مجھ میں ہے اس پر ہمت کو جمع
کرے کہ دل میں اس کے سوا کوئی خیال/ وسوسہ نہ آئے سوا اس بیماری کے تو بیماری صاحب
نسبت کی طرف منتقل ہوجائے گی، یہ بات عجائبات میں سے ہے [القول الجمیل ۱۱۴]

دل کی باتیں دریافت کرنے کا طریقہ

اپنی ذات کو ہر بات و ہر خطرے سے خالی کرے اور اپنے نفس تک پہنچاوے پھر اگر اس
دل میں کچھ کھٹکے اور کوئی بات دل میں آئے بطور پرتو تو وہی بات اس کے دل میں ہے۔

وقائع آئندہ کا کشف

اپنے دل کو ہر بات سے خالی کرے سوا اس واقعہ کے دریافت کرنے کے انتظار کے جب
دل ہر خطرے سے پاک ہوجائے اور انتظار اس مرتبہ کا ہو جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی
ہے، اپنی روح کو ساعت بساعت ملاء اعلی/ یا سافل کی طرف بلند کرے بقدر اپنی استعداد
کے اور اس کلام کی طرف ہی یکسو ہوجائے تو جلد اس پر حال کھل جائے خواہ ہاتف [غیب]
کی آواز سے یا جاگنے میں اس واقعہ کو دیکھے یا خواب میں مقصد پورا ہوگا۔

دافع البلاء

اس بلاء کو اس کی مثالی صورت کے ساتھ خیال کرے اس کی مصادمت اور دفع کرنے کو
بقوت تمام خیال کرے پھر اپنی ھمت کو اس پر مجتمع کرے اور اپنی روح کو ساعت بساعت

ملاء اعلی یا/ سافل کی طرف بلند کرے ان ہی کی طرف یکسو ہوجائے تو عنقریب وہ دفع
ہوجائے گی [واللہ اعلم بالصواب]

نوٹ۔ ملاء اعلی ملائکہ کروبین کو کہتے ہیں جو مقربین بارگاہ صمدیت ہیں اور محل اسرار قضاوقدر
ہیں، ملاء سافل وہ فرشتے ہیں جو مراتب میں ان سے نیچے ہیں۔

تصرف قلوب

قلوب میں تصرف کرنا کہ ان میں محبت آئے ان کے محل ادراک میں تصرف کرنا تاکہ ان
میں واقعات متمثل ہوں طریقہ یہ ہے کہ بقوت ھمت طالب کے نفس سے بھڑ جاوے اور
اس کو اپنے نفس سے متصل کرے پھر محبت یا واقعے کی صورت کو خیال کرے اور ان کی
طرف متوجہ ہو اپنے دل کی جمعیت سے تو اس میں اثر ظاہر ہوگا اور واقعہ اس کے ذہن میں
صورت پکڑ لیگا [ایضاً]

ارواح کی حاضری

عملیات سحر وجادو میں سب سے اہم بات حاضرات ہوتے ہیں مسلمانوں کی کتب عملیات
ہندو یہود وعیسائیوں سے لیکر ایک افریقہ کے جنگلات میں بسنے والے جادوگر تک سب ہی
لوگ ارواح کو حاضر کرنے کا فن جاننے کے دعوے دار ہیں، اردو زبان میں بھی ایسی کتب
موجود ہیں جن میں ارواح کی حاضری کے بہت سے اعمال دئے گئے ہیں ایک دو کا ہم بھی
ذکر کریں گے تاکہ جو بات بھی ہو ثبوت ساتھ ساتھ ملتا جائے۔ اسلامی دنیا میں ارواح کی
حاضری کے لئے بہت کڑی شرائط رکھی جاتی ہیں۔ ان بیسیوں شرائط میں سے: وضو۔
غسل، اکل حلال۔ صدق مال۔ اس پر مستزاد چلّے کی جلالی وجمالی شرائط۔ ڈراؤنے مناظر
۔ اس کے سوا نہ جانے کیا کیا خوف ناک باتیں۔ جب کہ اہل مغرب اس کے بالکل برعکس
شراب کباب میں مست۔ وضو نہ غسل کی حاجت نہ لمبے چوڑے وظائف۔ ایک میز یا ایک

بورڈ پر بالکل عام سے انداز سے روحیں حاضر کر لیتے ہیں نہ صرف یہ کہ ان کے پاس ایسے میڈیم ہیں جو اپنی اندرونی قوت سے روحوں کو مادی صورت میں بھی حاضر کر لیتے ہیں یعنی ارواح حاضرین مجلس کے سامنے بالمشافہ آ کر سوالات کے جوابات دیتی ہیں یاللعجب!
ہمارے ہاں تو آج تک ریکارڈ میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ایسی بہت سی کتابیں انگریزی میں مارکیٹ میں موجود ہیں جن میں باقاعدہ ارواح کی حاضری اوران کی تصاویر چھپی ہوئی ہیں جہاں تک مشاہدات بتاتے ہیں وہ تصاویر درست ہیں سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر روحانیت میں اتنی ہی بندشیں ہیں تو پھر یہ سب کیا ہے؟ ان کی بعض کتب میں سے کچھ اعمال اہل تجربہ نے کسوٹی پر پرکھے درست نکلے مثلاً دو کتابیں (You can speak eith your dead) ''Desmond Shaw'' اور (How you live when you die) کے مطابق ارواح کو بلانے کے اعمال کئے گئے درست نکلے مگر ان اعمال کے لئے کم از کم تین آدمیوں کا ہونا ضروری ہے جو اچھے میڈیم ہوں۔ اچھے میڈیم کی تعریف یہ ہے کہ وہ حلیم ہو، اس میں جھوٹ، فریب، مکر اور بدکاری کی جھلک نہ ہو انسانوں سے پیار کرنے والا ہو نظریات کو علیٰ وجہ البصیرت قبول کرنے والا ہو کج بحث نہ ہو۔

اجتماعی عمل کے ثمرات

جو لوگ روحانیات کو ایک فن کے طور پر اجتماعی انداز میں کرتے ہیں وہ زیادہ کامیاب رہتے ہیں مشرقی لوگ عمومی طور پر کوئی کام کریں ان کا انداز اجتماعی ہوتا ہے حالانکہ یہ کام ہم لوگوں کی میراث تھی۔ آشفتہ صاحب لکھتے ہیں ''آپ کو بڑی عجیب بات بتاؤں'' ''بلیک آرٹس'' نامی کتاب کا مصنف لکھتا ہے کہ جب دوسری جنگ عظیم میں جرمنی یونان کو فتح کر چکا تو اس کا ارادہ شام پر حملہ کرنے کا ہوا۔ یہودی ماہرین قبالہ اکھٹے ہوئے راتوں رات ایک عمل اجتماعی سطح پہ کیا گیا اور جرمن فوجوں کے رخ روس کی طرف موڑ دئے گئے۔ یوں یہودی بھی

بچ گئے اور یہودیوں مال و منال سے بھرا ہوا شام بھی بچ گیا۔ ہوسکتا ہے آپ مجھ سے اس بات میں اختلاف کریں ایسا کسی عمل سے نہیں ہوا بلکہ واضح سیاسی وجوہ تھیں۔ ہوسکتا ہے میں بھی آپ سے اتفاق کر جاؤں یا شاید سرے سے ہی یہ کہوں اجتماعی روحانی قوتیں ایسا کرسکتی ہیں مگر میری اس بات سے آپ ہر قیمت پر اتفاق کریں گے کہ جن اقوام کے ہاتھوں زمین کا اقتدار ہے ان میں واضح خوبی یہی ہے کہ سائنس ہو یا عمرانیات، فلسفہ ہو یا طب تو ہم پرستی ہو یا جادو، ان کا ہر قدم اجتماعی مفاد کے لئے اٹھتا ہے۔ اسی طرح روحوں کو بلانے کے عمل میں بھی ان تمام طریقہ کار چند افراد کے مل بیٹھنے سے پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ ایک اکیلا دو گیارہ کے اصول پر ان کی ذاتی روحانی قوتیں، جو ہر لحظہ ہر انسان میں موجود ہیں، ایک اجتماعی کاوش سے بار آور ہو جاتی ہیں۔

حاضری روح کا ایک طریقہ

ارواح کی حاضری میں ماہرین بہت سے طریقے استعمال میں لاتے ہیں کچھ بظاہر پیچیدہ ہوتے ہیں تو کچھ عام فہم اور قابل عمل بھی ہوتے ہیں، مغربی انداز کا ایک طریقہ یہاں لکھتے ہیں: اس طریقے میں میز پر دائرے کی شکل میں انگریزی حروف تہجی A سے لیکر Z تک لکھتے ہیں۔ پھر ایک سے لیکر صفر تک مکمل دائرے کی شکل میں لکھ کر دائرہ مکمل کر دیا جاتا ہے اس میں ایک طرف Yes اور دوسری طرف No لکھا جاتا ہے۔ یوں بورڈ مکمل ہو جاتا ہے، اب آپ نے ایک گلاس لیکر دائرے کے درمیان میں رکھنا ہے اور کم از کم دو آدمیوں نے اس پر انگلی رکھنی ہے انگلی بغیر دباؤ کے ہونی چاہئے۔ پھر اس سے پوچھنا ہے جو اردو یا انگریزی میں آپ پوچھ سکتے ہیں کہ کوئی یہاں موجود ہے؟ اب آپ دیکھیں گے پہلے گلاس لکھے ہوئے Yes کی طرف جائیگا اس کا مطلب ہے آپ سوال پوچھ سکتے ہیں۔ تھوڑی دیر انتظار کے بعد گلاس حرکت کرنا شروع کر دیتا ہے پھر کچھ دیر بعد اس کی رفتار خاصی تیز

ہوجاتی ہے۔آپ جوبھی سوال پوچھیں گے گلاس Yes یا No کی طرف جائیگا ورنہ حروف تہجی میں سے کئی حروف پر باری باری جائیگا۔وہ حروف نوٹ کرتے جائیں اس میں آپ کے سوال کا جواب موجود ہوگا[روحانیت دانش اور حقیقتیں، باب 33]ارواح کو بلانے کا یہ طریقہ تو یورپ میں مقیم ماہر کے حوالے سے لکھا گیا ہے اب آئے مشرقی انداز بیان بھی دیکھتے ہیں بات وہی ہے لیکن اس کا انداز جداگانہ ہے پوری عبارت حاضر خدمت ہے۔

مردہ انسانوں سے ملاقات

کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں ’’جو شخص اس عمل کا عامل ہو جب چاہے اور جہاں چاہے دنیا کے کسی بھی مردہ یا زندہ انسان وحیوان کی روح کو حاضر کر کے مختلف چیزوں کے بارے میں انکشافات اور معلومات حاصل کر سکتا ہے، اس عمل کی صحت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ فلکیات کے نامور عالم ابوالفرج علی ابن حسین اصبہانی نے کتاب معانی الاعداد 3/279 مطبوعہ بغداد میں، امام نورالدین بصری نے بہجۃ الاسرار میں، جمال الدین محمد ابن یزدان کوفی نے لطائف النجوم 1/270 مطبوعہ قسطنطنیہ میں، امام ابوالحسن نوالدین علی ابن جریر لخمی شطنوفی المتوفی 127 ھنے اپنی تصنیف جلیلہ نقطۃ المحیط فی دائرۃ الوسیط 4/175 مطبوعہ معارف الاسلامیہ مصر میں، عمرو ابن حمدانی المتوفی 239ھ نے کشف الابدال فی علم الاحوال 1/210 میں، خادم الاصفیاء علامہ جمشید بصری نے کتاب کلیات سیمیا 1/28 میں اس عمل کو اپنے اپنے مجربات ومعمولات میں سے بیان کیا ہے، چنانچہ میں خود اس عمل کو آزمایا اور تجربہ کے بعد حرف بحرف درست پایا ہے۔میری طرف سے ہر شخص کو اجازت ہے کہ وہ اس عمل سے استفادہ کرے۔

اس عمل کا حیرت انگیز پہلو

اس عمل روحانی کا ایک حیرت انگیز پہلو یہ بھی ہے کہ اس میں کسی قسم کے وظیفہ، چلہ یا شرائط کا

کوئی دخل نہیں، البتہ عامل کا پاک باطن ہونا ضروری ہے، طریقہ اس عمل کا یوں ہے کہ ایک صاف کورے کاغذ کے چاروں طرف حروف ابجد تحریر کریں، کاغذ کے درمیان میں ایک دائرہ سا بنادیں اور اس دائرے میں شیشے کا عمدہ سا گلاس ٹکادیں۔ذیل کے عمل کو مسلسل تلاوت کر کے گلاس پر پھونکیں، چند ہی لمحے بعد گلاس میں حرکت پیدا ہوجائیگی اس وقت عامل آمدہ روح کو پکار کر کہے کہ اے حاضر روح بتا تو کون ہے؟ عامل کے دریافت کرنے پر گلاس اپنی جگہ سے حرکت کر کے کاغذ پر تحریر مختلف حروف کے خانوں میں گردش کرنا شروع کر دیگا۔اس کے بعد جب گلاس دوبارہ اپنی نشست پر جار کے گا توان تمام حروف جوجن پر گلاس گردش کرتے ہوگزرا ہوا یک جگہ جمع کر دیں ان حروف کو باہم ترتیب دے کر پڑھنے سے ایک بامعنی فقرہ بن جائیگا جس سے اس روح کے بارہ میں تمام تر معلومات حاصل ہوجائیں گی کہ وہ روح کون ہے؟ کس سے اس کا تعلق ہے۔اب عامل کی اپنی صوابدید پر ہے کہ وہ یا تو اپنے مطلوبہ امور کے بارے میں اسی حاضر روح سے معلومات کرے یا اس روح کی مدد سے کسی بھی دوسری روح کو حاضر کرلے، حاضر روح ہر قسم کے سوال وجواب دینے کی پابند ہوگی۔عبارت عمل درج ذیل ہے۔حنطا منطا ملجا علیون ھانیط سمعا سعبت یا من لہ الاسماء الحسنی والصفات العلیا والضیاء والبہجتہ والیھا رب اعنی بملائکتک والجیبوانی طائعین یفعلوانی جب کذا جیبوا ایھا الاروح العالیۃ بحق منا للسموات والارض ایتیا طوعا او کرھا قالتا اتینا طائعین آمین یا رب العالمین‘‘[بوستان طلسمات 26]ان دونوں اعمال میں جو بنیادی فرق ہے وہ کسی صاحب عقل سے پوشیدہ نہیں، مشرقی لوگ پڑھنے اور اجازت اور الفاظ کے چکر سے باہر نکل نہیں پاتے اور ایک عمل کو اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں عام انسان تو درکنار اچھا خاصا عامل بھی چکرا کر رہ جاتا ہے۔

مردوں سے بات چیت کرنا

بذریعہ مراقبہ بزرگان دین سے استفادہ کرنا کشف قبور، زیارت اولیاء، علماء وصلحاء، مشائخ کبار، اپنے عزیز وقرباء وغیرہ یاصمد، یاصمد، اللّٰہ الصمد، بعد تہجد یا عشاء، صاف جگہ مصلی بچھا کر مسجد یا مکان میں بیٹھ جائیں پہلے دن پانچ ہزار بار، دوسرے دن ۴، تیسرے دن [3000] تین ہزار، پھر یومیہ ایک تسبیح کم کرتا جائے [یعنی سو یومیہ کم کرے] حتی کہ ایک تسبیح [۱۰۰] پر آجائے ،اس درمیان میں اس قدر رقت طاری ہوگی کہ پڑھنا مشکل ہوجائیگا، آنکھیں رواں ہونگی، دل بے قابو جیسے بھی ہو عمل مکمل کریں، خوف مطلق نہیں عمل پورا ہوا، اب یومیہ ایک تسبیح پڑھا کریں۔

[طریقہ استعمال] جس قبر کے حالات معلوم کرنے ہوں اس کے پاس قبلہ رخ ہوکر آنکھیں بند کر کے پڑھنا شروع کر دیں پانصد [۵۰۰] بار پورا نہ ہوگا کہ قبر مثل صندوق کے کھلنا شروع ہوجائیگی، کھلی آنکھوں سے سب کچھ دیکھیں، عذاب قبر معلوم نہ ہوگا، صلحاء کو دل میں سلام کریں، جواب ملے گا کسی بات پر زیادہ اصرار نہ کریں، زیادہ وقت خاموشی اختیار کریں، کسی دوسرے صاحب قبر سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے، کچھ میں قابلیت افادہ ہوتی ہے، کچھ میں نہیں عمل مخفی رکھیں، بازیچہ اطفال نہ بنائیں ،اس عمل میں آپ کا وجود تو ہوگا، مگر خود اس سے بے خبر ہونگے، چند منٹ سے زیادہ دیر نہ لگائیں عمل سے آنکھیں کھول دیں۔

[فائدہ] اس سریع التاثیر عمل میں تیسرے دن رات شروع ہوجاتی ہے، جب ضرورت ہو تہجد یا عشاء کے بعد مراقبہ کر کے جو چاہیں دیکھیں، اپنی پریشانی کا حل معلوم کریں، لیکن عورت کی قبر پر نہ کریں، اخفاء کا خصوصی خیال کریں اگر ہفتہ کے بعد رقت بند ہوجائے تو یومیہ پانچ [5000] ہزار بار اللّٰہ اللّٰہ کا ورد کیا کریں ،تصفیہ قلب ہوجائیگا ،اگر ترک حیوانات کے ساتھ عمل کریں تو بہت خوب ہے۔ جب انسان مادی دنیا سے اپنے حواس کو

بیگانہ کر لیتا ہے تو اسکی مخفی صلاحتیں کام کرنا شروع کر دیتی ہیں مراقبہ اور ذکر اذکار سے اتنا ہی مقصود ہوتا ہے کہ یکسوئی نصیب ہوجائے۔

ماخذ و مصادر۔۔۲۰۔۔۔۔

تذکرہ مجدد۔۔۔بوستان طلسمات۔۔القوا الجمیل۔۔[روحانیت دانش اور حقیقتیں، باب 33]۔۔

عملیات کی طلب

اگر مقاصد بدل جائیں اور اس کا رخ تخریب کی بجائے تعمیر اور مفید پہلوؤں کی طرف پھیر دیا جائے تو اس سے بہت سے مفید کام لئے جاسکتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ اس کا نام بھی جادو ہی رکھا جائے اسے کوئی اور نام بھی دیا جاسکتا ہے۔ یورپ والوں نے انہیں صلاحیتوں کو دیگر ناموں سے آراستہ کر کے بطور فن اپنا لیا ہے، وہ مخفی علوم وفنون کو اپنی درسگاہوں پڑھتے پڑھاتے ہیں، جادو انسانی دماغ کی ایک صلاحیت کا نام ہے جسے مختلف طریقوں سے ابھارا جاتا ہے اس کے ابھار کی عمومی راہیں منتر جنتر اور دیوی دیوتاؤں کے نام پر مبنی عبارات ہیں
۔

عملیات کی طلب سب قوموں کو تھی

لیکن اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ یہ ایک ایسا شعبہ ہے جس کی ضرورت جسے ہزاروں سال پہلے محسوس کی جارہی تھی اس سے کہیں زیادہ آج اس کی طلب ہے۔ کوئی بھی تہذیب

ہو یا قوم اس فن سے کسی کو مفر نہیں ہے سب قوموں انکے مذہبی پیشوا سے کچھ نہ کچھ ایسا مواد ضرور روایت کیا گیا ہے جس سے اس طلب کی کمی کو پورا کیا جاسکے۔جن قوموں کی باقیات آج تک دریافت ہو چکی ہیں ان کی باقیات میں اس قسم کا مواد بہرحال موجود ملا ہے۔ اسلامی کتب میں معتد بہ مواد اس قسم کی تسکین کے لئے موجود ہے۔جیسے اس فن کی طلب قبل از تاریخ سے انسان محسوس کرتا تھا آج بھی اسی انداز میں ہل من مزید کا نعرہ مستانہ بلند کیا جارہا ہے۔

پہلے علم حاصل کرو پھر، مشورہ دو

جب لوگ دیکھتے ہیں کہ مذہبی لوگ ایسی باتوں میں اظہار خیال کر رہے ہیں جن کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے تو وہ لوگ مذہب کو معطون کرتے ہیں سے تو ادب کی وجہ سے کچھ نہیں کہہ سکتے لیکن ان کے تأثرات وخیالات بدل جاتے ہیں علمی گفتگو دوسرے کے لئے جذب و کشش رکھتی ہے جو لوگ علمی خدمات سرانجام دیں وہ سب کے نزدیک قابل احترام ہوتے ہیں علم اور حقائق کی جستجو کسی کے گھر کی لونڈی تھوڑی ہے کہ اسے باندھ دیا جائے یہ تو محنت اور جدوجہد ہے جو کریگا اسے اس کا لازمی طور پر ثمرہ ملے گا اور جو سستی برتیگا یا پھر غفلت کی چادر اوڑھے رکھے گا اسے احترام نہیں مل سکتا، احترام تو وہ اثرات ہیں جو خدمات کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔عمومی طور پر ایک بیماری بہت زیادہ سرایت کر چکی ہے کہ عزت کو ہم نے اپنے گھر کی بکری سمجھ لیا ہے اور اسے اپنے کھونٹے سے باندھا ہوا ہے جیسے کسی دوسرے کو دے بھی نہیں سکتے اور خود بھی اس قابل نہیں کہ اسے حاصل کرسکیں۔کسی کی قابلیت اور اس میں موجود قابلیت کو تسلیم نہیں کرتے جب کہ ضابطہ یہ ہے کہ تم کسی کی قابلیت کو مانو وہ بھی تمہاری بات مانیں گے۔جس چیز کے بارہ میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد مخصوص خیال رکھتی ہو تو چاہیئے اس کے بارہ میں معلومات حاصل کی جائیں اور ٹھوس بنیادوں پر اظہار خیال کیا

جائے غیر ذمہ دارانہ بات انسانی وقار کو ضائع کر دیتی ہے۔

عملیات کے بارہ میں لوگ کیا سوچتے ہیں؟

عملیاتی میدان میں ہر نیا آنے والا یہی دعویٰ کرتا ہے کہ جناب یہ کام (عملیات) تو اس لئے سیکھ رہے ہیں تا کہ خلق خدا کو فائدہ پہنچا سکیں دنیاوی کمائی کا تو ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں ہم تو صرف رضائے الیہ کے لئے کام کرنا چاہتے ہیں اگر کوئی ہماری اس طرف راہنمائی کرے تو ہم یہ کام فی سبیل اللہ کریں گے ہمارے پاس بہت سے لوگ آتے ہیں لیکن اجازت نہ ہونے کی وجہ سے ہم ان کا علاج نہیں کر سکتے وغیرہ وغیرہ۔یہ باتیں کم از کم میری زندگی بہت دفعہ سننے کو ملیں ہیں اور ہر کسی گنڈے تعویذ والے کے کانوں میں اس سے طرح کے جملے یا اس سے ملتے جلتے الفاظ پڑتے ہونگے ان کی حقیقت کیا ہے؟ آئے اس بارہ میں کچھ باتیں کرتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ کہ جس دور سے ہم گذر رہے ہیں اس میں فی سبیل اللہ والی بات سمجھ سے بالاتر ہے کیونکہ جب انسان کوئی کام کرتا ہے تو اس کے سامنے اس کی ضروریات ہوتی ہیں □ یا مجبوریاں فضول و لایعنی کام کوئی بھی نہیں کیا کرتا۔اس لئے علاوہ اگر خلق خدا سے مہربانی کرنی ہی ہے تو اور بہت سارے میدان پڑے ہیں عملیات ہی کیوں منتخب کیا گیا ہے؟ دوسری بات یہ کہ جب وہ خلق خدا کے غم میں گھلنے لگے گا تو کھائیگا کیا؟ اس کے لئے من و سلویٰ تو اترنے سے رہا۔اصل میں لوگ صحیح بات بتانے سے گریز کرتے ہیں اور سچ سننا چاہتے ہیں نہ سچ بولنا چاہتے ہیں۔ایسی باتیں کرنے والے آئمہ و مدرسین ہوتے ہیں جو کام وہ پہلے سے کر رہے ہیں عملیات اجر کے لحاظ سے اس سے کہیں پیچھے ہے۔اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ اس فن کو اس لئے حاصل کرنا چاہتے ہیں تا کہ اس کے ذریعہ سے کچھ دال دلیہ ہو سکے اور اضافی آمدن کا کوئی سلسلہ نکل سکے۔کیونکہ عملیات ایک ایسا راستہ ہے جہاں

آمدن تو ہے لیکن اخراجات نہیں ہیں۔ دوسری طرف معاشرہ میں اس کی اہمیت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔

طالب کی ضرورت پورا کریں

ہر کوئی کسی نہ کسی انداز میں عملیات کا طالب دکھائی دے رہا ہے۔ اگر ایسے حضرات سچ بولیں اور پہلے سے اپنے مقاصد طے کرلیں ان کے لئے بہت آسانی پیدا ہو جائے۔ ایک تو یہ لوگ آخر تک جھجک میں مبتلاء رہتے ہیں نہ ٹھیک انداز سے کسی کے لئے کام کر سکتے ہیں اور نہ ہی کسی سے پیسے مانگ سکتے ہیں۔ لیکن ان کی نیت ہوتی ہے کہ کچھ نہ کچھ حق خدمت ادا کی جائے دس پیس روپے سے لیکر سو پچاس تک کام کے بدلے میں انہیں ملنے چاہیں۔ جو لوگ پہلے دن سے ہی واضح کر دیتے ہیں کہ ہم کام کے پیسے لیں گے ایسے لوگ ان سے کہیں بہتر ہوتے ہیں جو مانگتے بھی نہیں سے اس کا اظہار بھی نہیں کرتے اور تمنا بھی رکھتے ہیں۔ اگر کوئی دیدے تو یہ خوش ہو کر اس کام کرنے لگتے ہیں نہ دے تو یہ بھی اس کی پروا نہیں کرتے ۔ اگر لوگوں کو پتہ ہو کہ یہ آدمی پیسے لیکر کام کرے گا تو لوگ ضرور پیسے دیں گے مگر یہ لوگوں کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو بھی دھوکہ یں ڈالے ہوئے ہے اس لئے یہ عملیاتی میدان کام نہیں کر سکتا۔

حق الخذمت وصول کرلیں:

پھر آنے والے لوگ بھی یہ توقع لگائے ہوتے ہیں کہ ہمارا کام یوں ہی مفت میں کر دیا جائے جو پیسے نہ لے اسے مخلص اور ایماندار سمجھا جاتا ہے حالانکہ یہ بات سرے ہی غلط ہے۔ جو آدمی کام دھندے کو چھوڑ کر آپ کی خدمت میں مصروف ہوگا اس کا کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے تو وہ اپنے لئے اور بچوں کے لئے کہاں سے کھلائیگا؟ اپنی ضروریات کہاں سے پوری کریگا؟ اگر پیسے لینے ہی ہیں تو پہلے دن سے ہی لینے شروع کردو تاکہ مقصد بھی حاصل ہو اور لوگ بھی

آپ کے مزاج کے مطابق بات کریں۔ دوسری بری خصلت عاملین میں یہ ہوتی ہے کہ وہ آنے والوں سے براہ راست پیسہ طلب نہیں کرتے بلکہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ جناب ہم دم جھاڑے اور قل کلام کا کوئی پیسہ نہیں لیتے۔ لیکن آپ کو عمل کے لئے فلاں فلاں چیزیں جیسے زعفران مشک وغیرہ مہنگی اور خالص اشیاء لانی پڑیں گی اور آپ کو اصل کی پہچان نہیں لہذا ہمیں اتنے پیسے دیدو کام کئے دیتے ہیں۔ یا نیاز کی فلاں فلاں چیزیں لادو موکلات کے لئے کڑاہی دینی ہے۔ یا پھر ختم لگوانا ہے اس میں اتنا حصہ ڈالدو۔ خدا کے بندوں خل خدا کو اتنے چکروں میں کیوں ڈالتے ہو سیدھی طرح کہدو کہ ہمیں اتنے پیسے دیدو آپ کام کر دیتے ہیں۔ اتنے جھوٹ بول کر جو رزق کمانا ہے اور اپنے بچوں کے پیٹ میں حرام کے طریقے سے لقمہ ڈالنا ہے اسے حلال طریقے حاصل کرو حلال کی برکات سے جو نورانیت پیدا ہوگی وہ کسی چلے وظیفے میں نہیں ملے گی۔ جس کام میں دونوں طرف دھوکہ دہی ہوگا اس کی تکمیل اچھے انداز میں مشکل دکھائی دیتی ہے۔ ایک طرف آنے والا جھوٹ کے سہارے عامل کو گمراہ کرتا ہے دوسری طرف عامل بھی اس کے ساتھ ایسے ہی ہاتھ کرتا ہے۔ جہاں دونوں کے اندر فتور ہو وہاں کیا تو عمل کام کریگا اور کہاں ایک دوسرے کی عزت باقی رہے گی۔

عامل ایک معالج ہوتا ہے

عامل تو ایک معالج ہے جسے یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنا حق خدمت آنے والوں سے وصول کرے آنے والوں بھی چاہئے کہ عامل کی ضروریات کو مدنظر رکھے تاکہ دونوں طرف اطمنان پیدا ہو ایسے انسان کی روزی میں کیسے برکت ہوسکتی ہے جس میں بنیادی طور پر ہنر حاصل کرتے ہوئے بھی جھوٹ بولا اور اس فن کو استعمال کرتے ہوئے بھی جھوٹ بولا جس کام کی بنیاد ہی بدنیتی اور دھوکہ دہی ہوگا اس کے اثرات بھی ایسے ہی برآمد ہونگے۔ عملیات ایک روحانی فن ہے اور روح سے جھوٹ نہیں بولا جاسکتا اس لئے کہ جو روح کے ساتھ

جھوٹ بولتا ہے اس کا باطن کبھی صاف نہیں ہوگا نہ ہی ایسا انسان کما حقہ روحانیت سے مستفید ہوسکتا ہے ایسے عاملین کی ایک نشانی یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ ہر ملنے والے سے عمل پوچھتے ہیں اور ہر واقف کار سے نسخوں کی طلب کرتے ہیں اگر روحانیت اچھے انداز میں کام کرنے لگ جائے تو ایک عمل ہی انسان کے لئے کافی ہوتے ہیں لیکن یہ لوگ نہ تو خود اچھے عامل ہوتے ہیں اور نہ ہی یہ کسی سے متاثر ہوتے ہیں۔

اپنے کام سے انصاف کرنا

عامل حضرات دو رخوں سے کام کرتے ہیں ایک تو نقش وتعویذات لکھ کر دیتے ہیں اور ان مختلف ترکیب استعمال بتاتے مریض حسن عقیدت کی بنیاد پر انہیں بتائے ہوئے طریقے استعمال کرتے ہیں اللہ کی طرف سے انہیں شفاء مل جاتی ہے یا جس مقصد کے لئے نقش حاصل کیا جاتا ہے وہ پورا ہوجاتا ہے۔

دوسری قسم وہ ہوتی ہے جب عامل انہیں دیتا تو کچھ نہیں لیکن کام کرنے کی یقین دھیانی کرادیتا ہے اور ایک خاص میں وہ کام ہوجاتا ہے۔اس میں عامل اپنے دماغی قوی اور اعمال مؤثرہ کے ذریعہ سے کام کرتا ہے۔وہ مقرر ورد مقررہ تعداد میں پڑھتا ہے اس کام کی نیت کرتا ہے۔اصل کام یہی ہوتا ہے نقش تعویذات والا معاملہ کمزور ہوتا ہے لیکن لے جانے والے کا یقین پختہ ہوتا ہے اس لئے اس نقش کے سہارے کام ہوجاتا ہے۔ہم نے اسی تحریر میں کسی جگہ لکھا ہے کہ کام انسان کی روحانی طاقت کرتی ہے جس میں ہر وہ خوبی پائی جاتی ہے جو دنیا میں کسی بھی قسم کے لئے کام کرنے کے لئے درکار ہوتی ہے۔عامل بھی اسی رخ سے کام کرتا ہے اور مریض بھی وہی طاقت استعمال کرتا فرق ہے تو صرف اتنا کہ عامل کو اس بات کا کسی حد تک ادراک ہوتا ہے مگر مریض وطالب اس راز سے بے خبر ہوتے ہیں۔

مریض کی قوت کب کام کرتی ہے

مریض کی قوت کیسے کام کرتی ہے۔اس کے بارہ اتنا جان لینا کافی ہے کہ جب تک عامل کو یقین نہ تھا کہ وہ علاج کرسکتا ہے اس وقت اس کے دم جھاڑ اور نقشوں میں بھی تاثیر نہ تھی۔ رفتہ رفتہ اس نے سیکھنا شروع کیا چلے وظائف کئے اپنی بکھری ہوئی قوتوں کو مجتمع کیا استقلال برتا ایک کام کو بار بار کیا جس سے اسے یقین ہوگیا کہ اب وہ کام کرسکتا ہے لہذا اس یقین کی نبیاد پر وہ کام کرنے لگا،بس یہی کام عامل تعویذ یا ورد دیکر مریض یا طالب سے کرواتا ہے۔جب اسے تعویذ دیتا ہے تو ساتھ میں کچھ کلام یا ورد بھی بتادیتا ہے۔اب جو قوتیں عامل کے لئے کام کرتی تھیں وہی مریض کے لئے بھی مستعد ہوجاتی ہے۔

23

جادو کیسے واپس ہوتا ہے؟

جادو کے نام سے خوف زدہ لوگ جہاں یہ چاہتے ہیں کہ ان کا علاج ہو وہیں پر ان کی خواہش ہوتی ہے کہ جادو کے مضر اثرات ونحوستوں کو کرنے والے پر پلٹا دیا جائے، کچھ لوگ تو یہ کہتے ہیں ہم کسی کا برُا نہیں چاہتے لیکن اگر کوئی ہمارے اوپر علم کرتا ہے تو ہم محفوظ رہیں اور کرنے والے پر ان کا علم پلٹ جائے۔

جادو انسانی مخفی منفی طاقت کا نام ہے،اس طاقت کو ہر کوئی جادو کرنے والا اور جادو سے دلچسپی رکھنے والا اپنے اپنے معتقیدات کی رو سے بروئے کار لاتا ہے۔تعمیری وتخریبی کام ہر جگہ پائے جاتے ہیں،جن لوگوں کے مذہب میں جادو رائج ہے وہ اس چیز کا ادراک رکھتے ہیں کہ جادو کو دونوں رخوں سے برتا جاتا ہے لہذا دستیاب علم کے مطابق انہوں نے ہر دو طرح کے منتر ترتیب دئے اور ان منتروں کو اپنے چیلوں کی طرف منتقل کیا،ان منتروں کو مؤثر

بنانے کے لئے انہوں نے ریاضتیں کیں، انہیں اپنے انداز سے پرکھا، ان منتروں کے نتیجے میں ہونے والے اثرات کا جائزہ لیا۔ یہی تخمینی طاقت آگے چل کر انہیں خطوط پر کام کرنے لگی جو انہوں نے متعین کئے تھے۔ جو لوگ خدا اور رسولوں پر اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کا دھیان زیادہ دنیا کی طرف ہوتا ہے، روحانیات والے کہتے ہیں جو دنیا کی طرف زیادہ دھیان دے اس کی روح دنیا کے جھمیلوں سے خلاصی نہیں پاتی۔ مرنے کے بعد وہ روحیں بھٹکتی پھرتی ہیں۔ ہندو لوگ انہیں بھوت اور آتما کے نام سے جانتے ہیں، کچھ تو دنیا میں متشکل ہوکر ڈیرہ جمالیتی ہیں۔ جیسا کہ ایک قصہ آگے چل کر لکھا جائے گا۔

اہل اسلام کا روح کے بارہ میں نظریہ

اہل اسلام کا نظریہ اس بارہ میں مختلف ہے لیکن ہر مذہب کے ماننے والے ارواح کی موجودگی تسلیم کرتے ہیں لیکن ان کے نظریات میں فرق پایا جاتا ہے اسلامی دنیا میں رہنے والوں میں سے بہت سے لوگوں روحوں کی استمداد کے قائل ہیں۔ جوگی اور بیراگی لوگ اپنے اعمال کے بل بوتے پر ان ارواح سے رابطہ کرتے ہیں اور ان سے من چاہے کام لیتے ہیں، یہی ارواح انہیں تعمیری وتخریبی باتوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ انہی کی بنیاد پر منتر ترتیب دئے جاتے ہیں۔

لیکن یہ اعمال کام اس جگہ کرتے ہیں جہاں عامل اتنا طاقت ور ہو کہ جادوگر کے حصار کو توڑتا ہوا اس کے پر حاوی ہوجائے۔ اگر توڑ کرنے والے کی طاقت زیادہ ہوگی تو جادو کا توڑ کر لیگا ورنہ سر پٹخ کر واپس ہوگا۔ جادو کے مریضوں کا سال ہا سال علاج نہ ہونے کا سبب یہ ہے ہوتا ہے کہ معالجین اتنی طاقت نہیں رکھتے جو جادوگر کی طاقت کا جواب دے سکے، جادو کرنے کے لئے بہت ریاضت ومہارت کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور جادو کے توڑ کرنے کے لئے اس سے بھی زیادہ طاقت کی درکار ہوتی ہے۔ عملیات کرنے والے کتابوں میں

جادو کے توڑ کے لئے تیر بہدف نسخے پڑھتے ہیں لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ اس چیز میں شک نہیں کہ وہ نسخے اور اعمال جادو کے توڑ میں مؤثر ہوتے ہیں ان سے ہزاروں لوگ استفادہ کر چکے ہوتے ہیں لیکن ناکام ہونے والا اس لئے ناکام ہوتا ہے کہ وہ اس عمل کو پورا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ ہم لوگ کہتے ہیں کہ نماز روزے بھی کرتے ہیں اور کسی سے دشمنی بھی نہیں پھر بھی جادو سے خلاصی کیوں ممکن نہیں ہو پاتی؟ ہم نے فلاں بزرگ کا وظیفہ بھی پڑھا فلاں سے بھی کلام لیکر پڑھا، یہ بھی کیا، وہ بھی کیا، لیکن جادو سے چھٹکارا نہ مل سکا، اس کی کوئی تو وجہ ہوگی؟ اس کی بنیادی وجہ اعمال نہیں ہوتے بلکہ کرنے والے کی طاقت ہوا کرتی ہے، عمل چھوٹا ہو یا بڑا اثر ضرور کرتا ہے لیکن اس کے قابلیت درکار ہوتی ہے، مثلا ایک راکٹ فائر کرنا تو اس کے لئے ہیلی پیڈ کی ضرورت ہوگی کوئی بلب ہے اس کے کے لئے پاور کی ضرورت ہوگی وہ پاور وطاقت عامل کی اپنی ہوتی ہے اور یہ بات بغیر ریاضت کے نہیں ملا کرتی البتہ بلند حوصلہ لوگ کچھ بھی کریں ان کے لئے آسان ہوتا ہے۔

نورانی عاملین کی دو کمزوریاں

نورانی علم کے عاملین میں دو قسم کی کمزوریاں دیکھنے کو ملتی ہیں سب سے پہلے تو وہ ایسے عمل کی تلاش میں رہتے ہیں جو بہت زیادہ مجرب اور کسی ماہر بزرگ سے ملا ہوا ہو۔ دوسری بات یہ کہ انہیں تشکیک سے فرصت نہیں ملی۔ انہیں اپنی کامیابی کا یقین ہی نہیں ہوتا اگر مقررہ وقت تک وہی علامات ظاہر نہ ہوئیں جو عمل بتانے والے بتائیں تو وہیں دھڑام سے آگرتے ہیں جب کہ علامات کا اظہار انسان کی اپنی طبیعت کے مطابق ہوا کرتا ہے۔ بتانے والے نے وہ کچھ بتایا جو اسے پیش آیا تھا، اب عامل کے سامنے وہ پیش آئیگا جو اس کی طبیعت کے موافق ہوگا۔ کیونکہ استاد وشاگرد کی طبیعتوں میں بہت سا تفاوت ہوتا ہے پھر نتیجہ ایک جیسا کیسے نکل سکتا ہے؟

ناکامی کا سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ لوگ ریڈی میٹ اعمال کے خواہش مند ہوتے ہیں کہ ہمیں کچھ نہ کرنا پڑے، ہمیں کیا کرایا مل جائے۔ ان کا مؤقف ہوتا ہے کہ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں کہ چلے وظائف کر سکیں۔ ڈر بھی لگتا ہے، عامل بننے کا شوق بھی ہے۔ بنی اسرائیلیوں کی طرح من سلویٰ اترنے لگے اور بزرگی مسلم ہو جائے۔ بیٹھے بٹھائے بڑے سے بڑے جادوگر کے منہ پر طمانچہ بھی ماریں۔ جب کہ یہ باتیں قوانین فطرت کے خلاف ہیں کہ کوئی چیز بلا محنت کئے مل جائے اگر ایسا ہو بھی جائے تو اس میں پائیداری کہاں سے پیدا ہوگی؟ ریاضت والی قوت کہاں سے آئیگی؟ مانتے ہیں ایسا ہو بھی جاتا ہے کہ کوئی صاحب تصرف کسی پر مہربانی کر دے لیکن یہ کوئی نالی تو ہے نہیں کہ جتنا پانی کم ہوا اتنا ہی اور آ جائے لہذا جادوگر بننے کے لئے اور جادو کے عمل کے توڑ کے لئے اس جیسے طاقت پیدا کرنی ہوگی اور یہ طاقت فطری ہوگی اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ریاضت کے ذریعہ اسے بیدار کرنا ہوگا۔

اکائی کی چڑیل

اکائی افریقہ کی وہ چڑیل تھی یا خوبصورت بلا کئی زندگیاں جس کی بھینٹ چڑھ گیئں، بتایا جاتا ہے کہ افریقہ کے دور افتادہ ''کائی'' گاؤں میں ایک بہت ہی خوبصورت حسین عورت تھی اس کے حسن کے چرچے سن کر کئی لوگوں نے آ کر اس سے شادی کی خواہش کی، جس جوان سے بھی اس عورت کی شادی طے ہوتی اسی رات اس کا سر دھماکے سے پھٹتا اور وہ مرجاتا۔ چار ماہ پہلے دنیا کی اس حسین بلا کا شکار دنیا سے رخصت ہوا۔ یہ جوان فرانس میں ملازمت کرتا تھا وہ اپنی زندگی کے تمام اثاثے لیکر اکائی پہنچا اور مذکورہ خاتون سے شادی کی خواہش ظاہر کی جو منظور کر لی گئی مگر اسی رات وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا اچانک اس نے اپنا سر دیواروں سے ٹکرانا شروع کر دیا کچھ دیر بعد وہ خون میں نہائی ایک لاش تھی ۔اکائی کے مکین بتاتے ہیں کہ لڑکی کے اندر شیطانی روح ہے جو انسانوں سے انتقام لیتی ہے

بعض کہتے ہیں وہ چڑیل ہے لیکن شیطانی اثر پر اکثریت اتفاق کرتی ہے کیونکہ اہل افریقہ شیطان سے بہت ڈرتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ شیطان اس علاقے کے مردوں اور عورتوں کے دماغوں اور زندگیوں پر مسلط رہتا ہے، لوگوں کا کہنا مذکورہ لڑکی کے بھائی نے ایک بار اس لڑکی سے لڑائی کی اور فاحشہ کہا، تھوڑی دیر بعد اس کا بھائی ایک فوجی ٹرک کی زد میں آ کر ہلاک ہو گیا۔ لڑکی کا کہنا ہے مرنے والوں کی موت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، وہ تو یہ گاؤں بھی چھوڑنا چاہتی ہے۔ گاؤں والوں نے تنگ آ کر ایک عامل سے رابطہ کیا عمل کے بعد اگلے دن لڑکی عام انسانوں کی طرح اپنے گھر میں مردہ پائی گئی، گاؤں والوں کو ایک شیطانی روح سے نجات مل گئی'' یہ خبر بھیج کر آشفتہ صاحب سے اس بارہ میں رائے دینے کو کہا گیا۔ اس خبر میں تین باتیں قابل غور ہیں

1۔ لڑکی میں کوئی بدروح تھی یا چڑیل۔

2۔ جو کوئی اس سے شادی کرتا اس کا سر دھماکے سے پھٹتا اور وہ مرجاتا۔

3۔ ایک عامل آیا جس نے اسے زندگی سے نجات دلا دی۔ جہاں تک اس عوت میں شیطانی روح ہونے کا یا چڑیل ہونے کا تعلق ہے۔ میں نہیں کہتا کہ ان دونوں سے اس کا کوئی تعلق تھا ویسے یہ بات یاد رکھنے کی ہے اس عورت پر یا کسی دوسرے فرد پر جو روحین مسلط ہوتی ہیں وہ کبھی ان کی روح میں نہیں ہوتیں۔ آسیب زدگی جب بھی ہوتی ہے تو وہ اعصابی مرکز پر حملہ آور ہوتی ہے، دماغ کے خلیوں پر اس کا اثر ہوتا ہے، ایسی صورت میں معمول یا تو بے حس ہو جاتا ہے اور وہ چیز اس کے منہ سے بولنے لگتی ہے یا پھر اگر منہ سے نہیں بولتی تو جسم کے کسی حصے کو مفلوج کر دیتی ہے، شخص مذکور ہمہ وقت اکساہٹ، بے چینی، بے قراری محسوس کرتا رہتا ہے۔ کبھی کبھی ایسے بھی ہوتا ہے، گھر کا کوئی فرد مسلسل ان بدروحوں کا شکار رہتا ہے۔ دیگر حضرات یہ خوف محسوس کرتے ہیں۔ ایسے گھروں میں یہ ہوتا ہے کہ گھروں کی چیزیں دیکھتے

دیکھتے غائب ہوجاتی ہیں، پھر کسی پلنگ یا سوٹ کیس کے پیچھے مل جاتی ہیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کچھ وضاحت پیش خدمت ہے۔

آسیب ذدہ لوگوں کی صلاحیت

آسیب زدگی ان لوگوں کے لئے قدرتی امر ہے جو اسکی صلاحیت رکھتے ہیں اس میں ''گڈ میڈیم شپ'' اساسی حیثیت رکھتی ہے، گڈ میڈیم دراصل ایک صلاحیت ہے جو بعض حالتوں میں ایک بری صورت بھی بن جاتی ہے۔ گڈ میڈیم شپ دراصل ایک صلاحیت ہے جو اپنے جسم میں روحوں سے تعلق رکھنے کے لئے ضروری ہوتی ہے یعنی جسم کی حالت یا کیفیت ایسی بن جاتی ہے جس سے جسم کے چور راستے کھل جاتے ہیں اور ہرکس وناکس کی رسائی ان چور راستوں تک ہوجاتی ہے مثلاََ ایسے لوگ ذہن کو مرکوز کرنے کے عادی ہوں یا ایسے افراد جو انہماک سے اپنا کام سرانجام دینے کا خبط رکھتے ہوں، وہ جلد کامیاب ہوجاتے ہیں۔ان کے مقابلہ میں وہ افراد جو بکھرے بکھرے رہتے ہیں یا کسی ایک نکتہ پر مرتکز نہیں ہو پاتے وہ افراد ایسی حالت میں کم جاتے ہیں، ہوتا یہ ہے کہ ایسے لوگ یا تو اچھے خیالات کے ساتھ اچھی روحوں کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں یا پھر برے خیالات کے ساتھ بری روحوں کو کھینچ لیتے ہیں نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے یعنی بندہ اچھی یا بری روحوں کا شکار ہوجاتا ہے اور آسیب ذدہ کہلاتا ہے۔ایسی کاوش شعوری ہو یا لاشعوری نتیجہ ایک جیسا ہی ہوتا ہے۔اس کے علاوہ ایسی روحیں بھی ہوتی ہیں جو صغرسنی میں بعض افراد پر مسلط ہوجاتی ہیں، وہ فرد جب بڑا ہوتا ہے تو اس کی ذات پر ویسا ہی فرد مسلط ہوتا ہے جو ہمارے اس جہاں سے متعلق نہیں ہوتا بلکہ اس جہاں کا ہے، جہاں کی ہر چیز خاص ڈھب کی ہوتی ہے۔اسی طرح بعض روحیں وہ بھی ہوتی ہیں جو جیسا مزاج رکھتی ہیں، ویسے ہی ان کے ساتھ اس جہان میں بیتتی ہے مثلاََ ایسی روحیں روتی رہتی ہیں۔چیخ وپکار کرتی ہیں شوروغوغا میں لگی رہتی ہیں۔

انسان پر ارواح کا تسلط

یہ تو تھیں بدروحیں اور کچھ روحیں۔ان میں وہ روحیں بھی ہوتی ہیں جو مکمل طور پر شخص مرکوب پر مسلط ہوتی ہیں، ان کا مقصد وحید اپنی مسلط شدہ صورت میں دنیا کی جانب لوٹنا جانا ہوتا ہے مثلاََ اندرانا می ایک عورت تھی جو ہزاروں سال پہلے عیاش رانی تھی۔ایک رات وہ مرگئی اس نے آسیب زدگیوں کا طوفان اٹھا دیا، دنیا دار عورت تھی لہذا آسیب زدگیوں کے بعد وہ مادی شکل میں آگئی یعنی عام انسانوں کی طرح زندگی بسر کرنے لگی۔کچھ عرصہ پہلے روحانی طور پر اتا پتا بتایا گیا تو میں اسے ملنے گیا۔وہ مجھے دیکھ کر مسکرانے لگی۔اس نے کہا اب دیکھ چکے ہوجاؤ۔میں نے کہا ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔اس کے جواب میں ایسی بُری بو اس کے بدن سے اٹھی کہ میں رک نہ سکا۔وہ ملنگنی کے روپ میں رہتی تھی، لاہور کی مسلم مسجد کے پاس اس کا ڈیرہ تھا۔وہ رات کو غائب ہوجاتی تھی۔یہ کوئی بیس سال پہلے کی بات ہے۔

کیا بدروحین واپس آسکتی ہیں؟

یہ تو تھیں وہ روحین جو آسیب ذدگی کر کے انسانی وجود سے Ectaplasm کھینچتی ہیں اور پھر رفتہ رفتہ مادی صورت اختیار کرتی ہیں اچھے یا برے جنات راہ جاتے لوگوں کو اپنے تسلط سے مریض بنا لیتے ہیں، یہ آسیب ذدگی زیادہ خطرناک اور زیادہ پائیدار ہوتی ہے، مدتوں اس کا علاج ومعالجہ کرنا پڑتا ہے تب کہیں یہ جان چھوڑ کر جاتے ہیں۔ان تمام آسیب زدگیوں کو آپ اچانک آسیب زدگیوں کی زد میں لا سکتے ہیں، وہ جو کسی فرد کو اپنا گزشتہ جنم یاد آجاتا ہے اور وہ اپنے سے بڑی عمر کے لوگوں کو بچے اور اپنی اولاد گردانتے ہیں دراصل وہ مکمل آسیب زدگی کا کیس ہوتا ہے۔لوگ سمجھتے ہیں کہ فلاں بچے کو اپنا ماضی یاد آگیا۔یہ بات ناممکن ہے اپنا ماضی تو صرف اس روح کو یاد آیا ہوتا ہے جو اس بچے پر مسلط ہوتی ہے ۔اب رہا یہ معاملہ آسیب زدگی بعض حالتوں میں مسلط کرائی جاتی ہے جیسے کسی سے دشمنی یا

حسد ہواور کسی کالےعلم والے کے پاس جا کر کہا جائے کہ فلاں کوتباہ و برباد کردو یا فلاں کو بیمار کردو دونوں صورتوں میں یاتو وہ ذاتی منفی وت کومجتمع کر کے اس شخص پر مسلط کریگا۔وہ تباہ و برباد ہوجائیگا، یااس کے ساتھ ایسے واقعات پیش آئیں گے کہ مریض کے پاس ان کی کوئی تاویل نہ ہوگی۔یہ تھا سارا معاملہ جواس عورت کے ساتھ پیش آسکتا تھا مگر درحقیقت اس عورت کا معاملہ کچھ اور تھا جس کی نشاندہی اس بات سے ہوتی ہے کہ وہ عمل کرنے سے مرگئی۔

یہ عورت عمل سے کیوں مری؟

ہوا یوں کہ اس عورت نے اپنے جسم کے پرت کرلئے تھے عام طور پرجسم انسانی کے تین پرت ہیں جسم۔نفس۔روح۔ان میں ایک چوتھی چیز بھی ہے جسے نسمہ یا مثالی جسم کہا جاتا ہے اس صورت میں جسم انسانی پانچ پرتوں میں بٹ جاتا ہے۔جسم۔نفس۔جسم مثالی نفس اورروح فی الحال آپ اتنی بات ہی کو سمجھیں، جسم سے جب ہم سفر کرتے ہیں تو راہ میں ایک (درمیانی مقام) برزخ آتا ہے وہ نفس ہے، جب اس برزخ سے نکلتے ہیں تو جسم مثالی آتا ہے چنانچہ جسم مثالی بھی ایک حقیقت ہے پھر ایک برزخ آتا ہے یعنی جسم مثالی اورروح کا درمیانی سلسلہ،اس کے بعد روح آتی ہے۔گویا جولوگ اپنے نفس سے گزر کر جسم مثالی پر دسترس رکھتے ہیں وہ بڑے لوگ کہلاتے ہیں۔لیکن اگر برزخ یعنی نفس کے دروازے پر کھڑے ہو کر دونوں طرف کا تماشا کریں تو بڑی روحانی قوت پیدا ہوتی ہے۔یہ قوت منفی بھی ہے اور مثبت بھی۔سو جولوگ اس سٹیج پر کھڑے ہو کر اپنی منفی قوتوں کو بڑھا لیتے ہیں ایسے لوگ بہت خوبصورت ہوجاتے ہیں مگر ابلیس کے چیلے کہلاتے ہیں، اسی مقام پر کھڑے ہو کر اپنے سے کمتر انسانوں کے ساتھ جو چاہیں کریں، جس طرح چاہیں تباہ و برباد کریں یہی وہ عورت کرتی تھی، اسی مقام پر کھڑی ہو کر وہ عورت جو سوچ لیتی تھی وہ ہوجایا

کرتا تھا یعنی وہ خطرناک مقام تھا اس سے آدمی چاہے بھی تو آگے پیچھے نہیں ہوسکتا۔جب اس عامل نے عمل کیا تو یہ عورت اس کی متحمل نہ ہوسکی اور گھر میں مردہ حالت میں پائی گئی اگر یہ عامل سے بلند مقام پر ہوتی تو عامل راہی ملک عدم ہوجاتا،سو یہ آسیب زدگی کا کیس نہیں، ذاتی منفی قوت کا کیس تھا[روحانیت کیا ہے؟188]

اگر سفلی علم سے کسی کا رشتہ باندھ دیا گیا ہو

آجکل یہ وباء بہت زیادہ پھیل چکی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے رشتوں کو سفلی اعمال کی طاقت سے باندھ دیتے ہیں، ہر طرح سے موزوں رشتوں ہونے کے باوجود کوئی رشتہ توڑ نہیں چڑھتا۔رشتوں کے کھولنے کے لئے عمل حاضر خدمت ہے۔ایک جگ میں پانی بھر کر اسے شکر سے میٹھا کرلیں اوراس پر سورہ البروج (پارہ 30) پڑھ کر دم کریں،جن کے رشتے باندھے گئے ہیں انہیں پیٹ بھر کر یہ شربت پلا دیں۔شربت پینے کے بعد چہل قدمی کریں اور نماز زوالا درود شریف 41۔41 بار پڑھیں۔باوضو ٹہلتے ہوئے پڑھنا ہے۔

رشتوں کے لئے دوسرا عمل

اگر کسی طرح معلوم ہوجائے کہ جادو کے زور پر مخصوص شخص نے رشتہ باندھا ہے تو اس کا تصور کر کے یہ عمل کریں 313 بار سورہ کوثر اور آخر میں **ان شانئک ھو الابتر** تین بار کہا کریں جب ایک تسبیح درود شریف پڑھیں تو اپنا تصور کریں اور جب سورہ کوثر پڑھیں تو کرانے والے کا تصور کریں جتنا کامل تصور ہوگا اتنی ہی جلدی کام بنے گا۔

سفلی علم کا ایک اورتوڑ

ایک پیالہ مٹی کا لیکر اسے دھوتے وقت کلمہ شریف کا ورد کریں،اس میں تیرہ بادام کاٹھے یعنی سخت بادام ہوں کاغذی نہ ہوں، ڈال کر پانی سے بھر دیں اور اسے گھر میں ایسی جگہ رکھے جہاں دوسروں کی نگاہ نہ پڑے، صبح سورج نکلنے کے ایک گھنٹے بعد پیالے کو سامنے رکھ کر سورہ

عبس (30واں پارہ) 21بار پڑھیں، آخر میں کہیں جو کوئی سحر و جادو، ٹونہ، ٹوٹکا، سفلی، علوی عمل کسی نے کیا ہے، زائل ہو، واپس اسی کی طرف لوٹ جائے، یہ کہ کر 11 بار نماز والا درود شریف پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کریں اور سارے بدن پر مل لیں پھر جو پانی پیالی سے خالی ہو گیا ہو یا کم ہو گیا ہو پورا کریں۔ رات سونے سے پہلے ایک بار پیالہ کو پھر دیکھیں جتنا پانی کم ہو یا اُڑ گیا ہو اسے پورا کر دیں۔ 21یوم یہ عمل کرنا ہے۔ اگر عامل عورت ہو تو ایام مخصوصہ چھوڑ کر عمل کے دن پورے کریں۔

ایک اور سفلی علم کا توڑ

ایک بوتل عرق گلاب کی لیکر اس میں ایک شیشی روح کیوڑہ کی ملا لیں گھر کی دیواروں پر صبح و شام چھینٹیں ماریں، چھڑکاؤ کے دوران سورہ کوثر کی تلاوت جاری رکھیں، جب عرق کم ہو تو اور ملا لیں 11 روز یہ عمل کریں۔ 21۔لونگ لیکر ہر لونگ پر یہ پڑھ کر دم کریں۔ 1 سورہ فاتحہ ایک بار۔2۔آیت الکرسی ایک بار۔3۔ یا شدید 7بار۔4۔ چاروں قل ایک ایک بار۔ 5 درود تنجینا ایک بار۔ ایک کوئلہ سلگا کر اِس پر ایک لونگ رکھیں، جب لونگ دھواں دینے لگے تو اس کی دھونی مریض کو دیں، یہ عمل رات کو کرنا ہے، دس روز صبح و شام یہ عمل کریں، گیارویں روز صرف ایک لونگ رہ جائیگی، اس کی دھونی بعد نماز ظہر دیں، انشاء اللہ صحت کامل ہو گی، سفلی اثرات کا خاتمہ ہو گا۔

۔۔۔۔۔۔۔ماخذ ومصادر۔۔

روحانیت کیا ہے؟۔۔

علاج ومعالجہ میں پرہیزوں کی ضرورت

پرہیز کیا ہیں اور کیوں ئے جاتے ہیں؟ مریض کے لئے جو چیزیں نقصان کا سبب بنتی ہیں معالج انہیں منع کر دیتا ہے، معالج کو معلوم ہوتا ہے جو مواد یا سبب تکلیف دے رہا ہے وہ کیا ہے۔ اس سے چھٹکارا کیسے ممکن ہے؟ طبی لحاظ سے ان چیزوں کا پرہیز دیا جاتا ہے جو ایسی خلط پیدا کریں جس کی وجہ سے انسانی جسم میں تکلیف بڑھ جائے۔ مریض ایک قسم کی غذائیں کھاتا ہے جس کی وجہ سے جسم میں بے اعتدالی پیدا ہو جاتی ہے، معالج معلوم کرتا ہے اور دوسری قسم کی غذائیں بتاتا ہے تاکہ جسم میں بڑھا ہوا مواد اعتدال پر آجائے اور مریض مرض سے چھٹکارا پالے۔ روحانیت والے بھی حالات وقرائن دیکھ کر پرہیز دیتے ہیں، جن چیزوں کے کرنے سے عمل میں نقص واقع ہو یا مریض ان باتوں سے تکلیف محسوس کرے، معالج ایسی چیزوں کا پرہیز دیتا ہے تاکہ مریض جلد صحت یاب ہو سکے۔

پرہیز اور علاج

کسی بھی قسم کا علاج و معالجہ ہو مرض چھوٹا ہو یا بڑا مرد ہو کہ عورت دم درود کرنے یا دوا لینے کے بعد فوراً پوچھتا ہے کہ پرہیز کون کون سے ہیں؟ مجھے پرہیز بتا دیجئے۔ ارے میاں صاحب آپنے پرہیزوں کے بارہ میں بتایا ہی نہیں۔ یہ وہ مکالمات ہیں جو روزانہ معالجین و مریضوں کے بیچ ہوتے ہیں۔ آخر پرہیز اتنے ضروری کیوں ہوتے ہیں؟ آئے آج اس کی بھی عقدہ کشائی کریں۔ تاکہ اس پر پڑی ہوئی غبار صاف ہو سکے۔ طب جدید میں تو پرہیز کا کوئی تعین ہی نہیں ہے وہ لوگ اپنی صوابدید پر جو چاہے کہہ دیتے ہیں لیکن ان کا فن پرہیز پر مجبور نہیں کرتا، دوسری طرف طب و حکمت والے ہیں وہ بغیر پرہیز کے بات ہی نہیں کرتے لیکن یہ دونوں طبقات ہماری بحث سے خارج ہیں۔ زیر بحث ہیں وہ روحانی معالجین ہیں۔ عامل کہہ لیں یا سیانے، جو بھی دم جھاڑا کرتے ہیں وہ لوگ زیر علاج مریض کو چند پرہیز ضرور دیتے ہیں

چند اہم پرہیز

بڑا گوشت نہیں کھانا۔ کچا پیاز اور کچا لہسن نہیں کھانا۔ سوتک (زچگی) اور مرگ والے گھر نہیں جانا۔ ان کا ترتیب وار جائزہ لیتے ہیں۔ جہاں تک جادو کے مریض کو بڑے گوشت پیاز و لہسن کا پرہیز دینا ہے یہ ناروا بات اور اصولوں کی خلاف ورزی ہے کیونکہ جادو میں مبتلا فرد اعصابی مریض ہوتا ہے، یہ چیزیں ایسے مریض کے لئے مفید ہیں لہذا جادو کے مریض پر یہ پابندیاں ناروا ہیں، عاملین کو چاہئے کہ یہ پابندیاں قلم زد کردیں۔ رہی بات مرگ اور زچگی والے گھر جانے کی اس کی پابندی دیدے تو مضائقہ نہیں کیونکہ ان دونوں جگہوں میں جو ماحو ل پرورش پاتا ہے وہ جادو کے لئے سازگار ہوتا ہے، اس لئے ان مقامات پر جانے سے روک دینا چاہئے۔

جناتی مریضوں کے لئے پرہیز

البتہ جناتی امراض کے مریض کو الٹ پرہیز دینے چاہیئں کہ جنات بڑے گوشت اور بدبو دار چیزوں سے رغبت رکھتے ہیں اس لئے جب مریض یہ چیزیں استعمال کرتا ہے تو جسمانی طور پر ایسے اثرات سامنے آتے ہیں جو جنات کے لئے سازگار بن جاتے ہیں، علاج کے سلسلہ میں ہونے والی پیش رفت کو آسانی کے ساتھ توڑ دیتے ہیں۔ اس لئے بڑا گوشت کچا پیاز اور کچا لہسن کا پرہیز جناتی مریض کے لئے ضروری ہیں۔ یہ بات بھی بتا تا چلوں کہ پرہیز دینا یا نہ دینا عامل کی صوابدید پر موقوف ہوتا ہے اگر عامل مریض کے لئے بھی پرہیز تجویز نہ کرے تو اس پر کسی قسم کی قدغن نہیں۔ ہم نے بہت سے مریضوں کو اس جنجال سے نکالا ہے اور بفضلہ تعالی ان کا کامیاب علاج بھی ہوا ہے۔

25

ہندو مذہب میں جادو کا توڑ

ہندو مذہب میں ڈاکنی، بھوت، پریت، دیوستی، چھیتر پال، بیجاستی، ساکنی و ڈاکنی، بری گت دیبی، کامن دیبی، دیوتا، آسیب، گندھرب، ،راچھس، برہم راچھس، پشاچ وغیرہ کی الگ الگ علامتیں اور منتر جنتر لکھے ہیں۔ ہر ایک کی الگ الگ علامتیں بتا کر ان کی نشان دہی کی گئی ہے مذہبی کتب تو رہیں ایک طرف طبی کتابوں میں بھی ان چیزوں کو تفصیلا ذکر کیا گیا ہے ان سب کی علامات لکھ کر پنڈت جی آگے لکھتے ہیں ”جیسے آدمیوں کا عکس شیشہ وغیرہ میں پڑتا ہے ویسے ہی جانداروں کے گرمی سردی اندر جاتی ہے اور جیسے آتشی شیشہ میں سورج کی کرنیں گھس کر آگ پیدا کرتی ہیں ویسے ہی آدمی کے بدن می بھوت پریت گھس جاتے ہیں اور نظر نہیں آتے مگر حرکتوں نسے معلوم ہوتے ہیں“ یعنی جنات وغیرہ کو دیکھنا ہندو مذہب

میں بھی ممکن نہیں ہے جب کہ مذہبی لٹریچر کے مطابق سب سے زیادہ بھوت پریتوں پر ہندو لوگ ہی یقین رکھتے ہیں۔(امرت ساگر)

ہندو مذہب والے کے مطابق جادو کا توڑ

کسی طرح یہ معلوم ہو جائے کہ جادو ہوا ہے تو اس عمل کے ذریعہ اس جادو کرنے والے کی طرف لوٹا دیا جائے ۔لیکن لوٹانے والے کو چاہئے کہ اس منتر کو پڑھ لے ،تاکہ جو بیر(موکل)اس منتر کے تابع ہیں وہ اس کے فرمابردار ہو جائیں جس روز یہ جادو لوٹانا ہو اس دن سورج نکلنے سے پہلے نہاوے دھوے اور کسی ایسی جگہ بیٹھے کہ جہاں کوئی دوسرا شخص نہ آئے اور اپنے پاس آگ پر دھوپ جلا کر اس کی دھونی کرتا رہے کچھ پھول خوشبودار۔سات قسم کی شیرینی اپنے سامنے رکھے،جب تک یہ منتر پڑھتا رہے کسی سے بات چیت نہ کرے اور نہ وہاں سے اٹھے گیارہ دفعہ منتر پڑھکر اپنے بائیں ہاتھ کی انگلی انگوٹھے کے پاس والی پر پڑھ کر پھونکے اپنے چاروں طرف تین لکیریں گول حلقے کی طرح کھینچ لے اپنے ماتھے پر سیندور کا ٹیکہ جس کو تلک کہتے ہیں لگائے ،یہ منتر پڑھے۔''ہاتھ بسے ۔ہنومنت بسے۔بھیروں بسے۔تلا جو ہنومنت کا ٹیکہ کرے جو ہے جگ سنسار جو آئے مار مار کرتا جو یکھے پائے لگنا ہنومنت بیر۔پنجہ دے رہے بیر چھاتی توڑ دے۔اوگنیا بیر مار بھسمن کرے اس کو نرسنگھ گاجے بھیروں بھیر آن پھرتی رہے۔جو ہمارے اوپر گھاؤ کھائے الٹ ہنومنت بیر مارے۔جل باندھوں پھل باندھوں انرنا یا من باندھوں۔تن باندھوں،باندھوں کٹم اور کایا چبت چبت رہے پرانی ہنومنت کی اگن ۔پانی ہو جائے مہاراج دھہراج بابا سمیت کے پوت دھرم کے تمہارا ہی آسرا ہے''۔پاک وہند میں رہنے والے عاملین اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں کیونکہ جہاں ہندو ودیا کا تنتر کام کرتا ہے وہاں یہ بھی کام کرتا ہے۔

دوسرا عمل۔جادو کی چوکی لوٹ جاتی ہے خود کرنے والے کی موت آتی ہے

جادو دور کرنے والا جو سامان ہے وہ پہلے سے لاکر رکھ لیا جاوے،دریا یا ندی کے کنارے سے تھوڑی مٹی لاکر اس کا پتلہ بناوے،ایک کڑیل یعنی ٹھیکرا لیکر رکھا جائے اس ٹھیکری میں ایک پتہ بڑا پیپل اور گولر اور آم کا بچھاوے،ان کے اوپر کچھ پھول خوشبودار رکھے،اس پتلے کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالیں سارے پتلہ پر گیرو پیس کر مل دیا جاوے اس پتلہ کے ماتھے پر سیندور کا ٹیکہ لگا دیا جاوے، کچھ گلگلے اور بڑے بڑے بتاشے رکھے جائیں، تھوڑے سے گندھے ہوئے آٹے کا چراغ بناوے،سرسوں کا تیل اور چار بتی ڈال کر روشن کرے،پتلہ کو ایک طرف رکھے اور پتلہ کے آگے ایک بیڑا پان کا رکھا جاوے پھر اس ٹھیکری کو مریض جادو والے کے سر سے پاؤں تک سات بار گھوماوے۔آبادی سے دور گھر سے پورب کے رخ لیجا کر جنگل کے میدان کے اندر یا دریا ہو تو دریا کے کنارے رکھ آوے۔لیجانے والا پیچھے مڑکر نہ دیکھے، وہ ٹھیکری لیجانے والا ہے جادو اتارنے والا ہو جب اس ٹھیری کو بدن پر سے اتارے تو یہ منتر سات بار پڑھے خواہ کتاب دیکھ کر پڑھے یا زبانی پڑھے۔''سونگ چکر کی پادری گل موتیوں کا ہار پدمنی نیکلی لنکا کرے جو ہار لنکا ماتوت سمندر سے سوکھائی چلو۔چوکی راجہ رام چندر کی دھائی ۔کون بیر چلے۔گستاخی بیر چلے۔مستانی بیر چلے سوکھا چلے سوا ہاتھ زمین کو سوکھنت کرتی چلے ،جل کو سوکھنت کرے۔تھل کو سوکھنت کرے۔پانی کو سوکھنت کرے۔اگانی کو سوکھنت کرے۔چوڑی کو سوکھنت کرے چڑیل کو سوکھنت کرے بھتنی کو سوکھنت کرے۔بھوت کو سوکھنت کرے پلید کو سوکھنت کرے مٹی کی گرج چلے،شنکر کا چکر چلے۔نہیں چلے تو مدد سوکھا کرے نہیں کرے تو ماتا کا چوسا دودھ حرام کرے،شبد ساچا چلو منتر ایشریا چا''منتر پڑھنے کے بعد کہے جس نے جادو کیا ہے اس پر یہ ٹھیکری لوٹ جائے ۔چالیسویں دن وہ جادو کرنے والا اپنے کئے کی سزا پائے[انکشاف غیبی صفحہ 225]

آگ باندھنے یاکھولنے کے لئے

منھار کی بھٹی آوہ وغیرہ باندھنے کے لئے جلوائی جلوائی کھولوں کھوں اھرن ماہی حضرت شاہ جمن جتی جنتی اوراگر باندھنا منظور ہوتو یوں کہے؛جلوائی جلوائی باندھوں اھرن ماہی حضرت شاہ جمن جتی جنتی ،ترکیب سات[7 کنکریاں صحرا کی لیکر ہر کنکری پر یہ وردسات[7 بار پڑھے اوردم کرے جو باندھنا ہواس میں ڈالدیں کھولنے باندھنے کی ایک ہی ترکیب ہے ؛زکوٰۃ اسکی زکوٰۃ یہ ہے کہ سوا دمڑی کے کالے نخو دوقند سیاہ لیکر جمعرات کے دن لڑکوں بانٹے بغیر زکوٰۃ کے نہ کرے

☆ایضاً...... یہ ترکاری اور پھولوں کو باندھنے کے لئے ہے پھلوائی پھلوائی کھولوں کھولوں پھولوں کی جاتی چار کھونٹ کھیتوں کی کھولوں کہوں دور کی جائیے حضرت شاہ جمن جتی جنتی سب جگ میرا نام روشن، اس منتر کو پھراتا جاوے اور سب کھیت کولوبان کی دھونی گرد پھیرے زکوٰۃ اس کی بھی سوادمڑی کے نخو دوقند سیاہ ہیں تقسیم کرے[۲۲۸]

شترو بندھن

یہ ایک سفلی عمل ہے یعنی دشمن کا کوئی عضو بیکار کردینا، اس سحری عمل کی ترکیب یہ ہے کہ گیلی مٹی سے دشمن کا ایک پتلا تیار کریں، اس پر سب بے نقاط الفاظ لکھ دیں ساتھ میں دشمن کا نام بھی، ذیل کی عبارت پڑھ کر اس پتلے پر پھونک دیں [گھور مار شترو بندھن ، گھور مار ویرا چاری، گھور مار ہنومان کی ، گھور مار ے لونا چماری، فلاں بن فلاں کو شنکر شمبھونے مار ماری] یہ کہ کر پتلے کا کوئی عضو توڑ دیں، پس دشمن کا وہ عضو بے کار ہوجائیگا [مصباح العملیات ص ۱۳۲] یہ عمل کسی مسلمان کو نہیں کرنا چاہئے ،اس جگہ اس لئے لکھا ہے کہ میرے تعلق داروں میں کئی غیر مسلم

بھی ہیں، جو عملیات کے سلسلہ میں بندہ سے رجوع کرتے رہتے ہیں، دراصل اس سلسلہ کے عملیات صرف ان کی خاطر صفحہ قرطاس پر رقم کئے ہیں......

تعویذات کے توڑ کے لئے

کاروبار میں برکت کے لئے، بندش کا خاتمہ رکاوٹ دور کرنے کے لئے کام میں لائیں استاد محترم نے ہر کام کی اجازت دی ہے، عمل کو انتہائی مجبوری میں کریں [۱] ایک عدد پتلہ تیار کریں، جس کے لئے مندرجہ اشیاء کی ضرورت ہوگی [۱] سوا گز کالا کپڑا لٹھے کا [۲] ایک عدد بکرے کا دل [۳] اکیس سوئیاں [۴] نو قبروں کی مٹی [۵] اگربتی کا ایک پیکٹ عمدہ قسم کا [ترکیب یہ ہے] پہلے کپڑے کی قمیص کاٹ لے، پھر تین عدد تعویذات لکھیں، جس میں نام مریض معہ والدہ لکھیں، اگربتیاں قمیص کے اندر رکھیں، تمام قبروں کی مٹی ملا کر تھوڑی سی رکھ دیں، اسی کپڑے کی تین کتریں کاٹ کر، اسے کفن کی صورت بنادیں، طاق کی صورت میں سوئیاں دل میں اتار دیں، ہر ایک سوئی پر یہ فسوں ایک ایک بار پڑھ کر پھونکیں [استر پاۓ پستر پائوں تھلے ہنومان پکارے پیرون گجے حضرت سلیمان دی دہاُ سینے وچ وجے] اب اس جنازہ کو دو قبروں کے درمیان دفن کردیں، اس عمل کو یوں سمجھئے پہلے دل میں سوئیاں اتاریں، پھر کپڑا اچھا کر، اس پر تعویذات رکھیں، پھر دل اور قبروں کی مٹیاں رکھیں، اس عمل کے کچھ پہلو پوشیدہ رکھے جاتے ہیں، کیونکہ یہ جلالی عمل ہے اور نو آموز کے ہاتھوں میں جانے کا اندیشہ ہے، جو اس کا مستحق ہو، وہ رابطہ کرسکتا ہے، کیونکہ جادو چار قسم کا ہوتا ہے، اس کے چار ہی قسم کے توڑ ہوتے ہیں، تعویذ کو کسی دوسری جگہ ڈرائینگ کرکے کاپی کردیا جائیگا۔

ماخذ و مصادر۔۔انکشاف غیبی۔۔[مصباح العملیات۔۔۔

26

جادو کا شرعی علاج:

سحر وجادو کا عمومی تاثر یہی ہوتا ہے کہ یہ دوسروں کا نقصان کرتے ہیں جادو سوائے تخریب کے کچھ نہیں دے سکتا ہے، ایسا ہی کچھ علماء نے تحریر کیا ہے، یہی کچھ عوام سوچتے ہیں۔ بد سے بدنام برا ہوتا ہے، وہم میں پڑنے کے بجائے تشخیص کرلیں واقعی مریض جادو کا شکار ہے یا پھر جادو کے نام سے خوف ذدہ ہے۔اگر ٹھیک طریقے سے پتہ چل جائے کہ جادو کی وجہ سے تکلیف ہے تو جادو کا علاج کریں۔اس جگہ کچھ مسنون علاج اور کچھ بزرگان دین اسلاف سے منقول طریقے نقل کئے جارہے ہیں۔

جادو وسحر کے توڑ اور آسیب کو بھگانے کے لئے عالین وساحرین کئی طرح سے عمل کرتے ہیں اس جگہ ہمارے مخاطب وہ لوگ ہیں جو قرآن وحدیث میں واردہ آیات واحادیث سے علاج کرتے ہیں۔تعویذ لکھ کر باندھتے ہیں۔گھول کر پلاتے۔غسل کے لئے عمل کرکے دیتے۔ پھونکیں مارتے ہیں۔علامہ ابن باز نے ان تمام طرق علاج کی اجازت دی ہے (رسالہ فی حکم السحر والکہانۃ مع بعض الفتاوی المہمۃ صفحہ 13)

ابی حاتم لیث سے روایت فرماتے ہیں "مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سورہ یونس کی آیت نمبر 118 تا 121 پانی پر دم کرکے مسحور کے سر پے ڈالے" (تفسیر ابن ابی حاتم 1974/6، الدر المنثور فی التفسیر الماثور 249/4 موسوعۃ عل؛ وم القرآن 235/1)

علاج السحر

کچھ آیات ایسی ہیں جو مسحور کے لئے علاج کے قائم مقام ہوتی ہیں ان کا اثر دیکھا گیا ہے جیسے "آیۃ الکرسی۔سورۃ الکافرون۔قل ہو اللہ احد۔قل اعوذ برب الفلق۔قل اعوذ برب

الناس، سورہ یونس کی آیت 82 تا 97 سورہ طہٰ کی آیات 65 تا 69 وغیرہ آیات کی تلاوت اور ورد جادو میں بہت مفید ومجرب ہے [کتاب یسئلونک 199/1] اسی طرح کچھ ماثور ادعیہ بھی ہیں جیسے "اللھم رب الناس اذہب البأس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفائک شفائک لا یغادر سقما"

رقیہ جبریل علیہ السلام جو کہ نبی ﷺ کے لئے تجویز کیا گیا تھا "باسم اللہ ارقیک من کل شئی یؤذیک ومن شر کل نفس او عین حاسد اللہ یشفیک باسم اللہ ارقیک" [صحیح ابن حبان 3/ 117 مسلم باب الطب والمریض 4/ 1718] اسے تین بار پڑھے [یسئلونک 2/ 204 قافلۃ الداعیات 104/ 8 دلیل الفالحین 1/ 325]

نبی ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ جب کسی مریض کے عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو یہی الفاظ پڑھا کرتے تھے [کنز العمال 8/ 65 مسلم باب استحباب رقیۃ 7/ 16 تحفۃ الاشراف 12/ 280 جامع الاحادیث 31/ 315 صحیح ابن حبان کتاب الرقی والتمائم 13/ 462] اسی طرح اس دعا کا بار پڑھنا "بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم" اسی طرح "اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر" [اعتقاد اہل سنۃ 15/ 7]

جادو کے توڑ کے لئے عمل

اسی طرح ایک اور بھی لکھا گیا ہے کہ "سات پتے بیری کے لیکر انہیں پتھروں سے کچل لیں اور ایک برتن میں پانی ڈال کر اتنا بھر لیں کہ غسل کے لئے کافی ہوجائے اس پر۔آیت الکرسی۔چاروں قل اور آیات السحر سورہ الاعراف آیت نمبر؟؟؟؟؟ سورہ یونس آیت نمبر؟؟؟؟ سورہ طہٰ آیت نمبر؟؟؟؟ کو پڑھ کر پانی پر پھونک دیں اس میں سے تین بار پئیں باقی پانی سے غسل کرلیں یہ عمل دو یا تین کے کرنے سے جادو ختم ہوجائیگا [موسوعۃ الرد علی الصوفیۃ 155/ 272 شرح العقیدۃ الطحاویہ 96/ 4 الطریق الی الجنۃ 1/ 213 علاج السحر والکہانۃ 1/ 6]

علاج و معالجہ سحر میں سورہ فاتحہ چاروں قل اور سورہ الزلزال کا پڑھنا بھی مفید بتایا گیا ہے [کتاب السحر صفحہ 3] علامہ ابن حجر نے فتح الباری کتاب الطب 10/233 پر سحر کی اقسام اور علاج و معالجہ کے بارہ میں طویل کلام کیا ہے۔ اہل علم رجوع کر سکتے ہیں۔

جادو۔ بندش کے لئے ایک اور عمل

اگر کسی جگہ مکان/دکان/کاروباری جگہ/یا انسان کو باندھ دیا گیا ہو جادو کے بل بوتے تکلیف میں مبتلا کر دیا ہو تو اس کے علاج کے لئے اعلیٰ درجہ کی ایک بوتل عرق گلاب کی لیں اس میں ایک شیشی روح کیوڑہ ملا دیں۔ اس پر سورہ کوثر 313 بار پڑھ کر دم کریں اول آخر 11۔11 بار درود شریف پڑھ لیں۔ اس کے بعد اس بوتل کے دو حصے کر دیں ایک حصہ دکان پر بھیج دیں دوسرا حصہ گھر پر رہنے دیں۔ صبح و شام اس عرق کے چھینٹے گھر اور دکان کی دیواروں پر ماریں۔ اس عرق سے تھوڑا سا لیکر اپنے چہرے پر بھی ملا کریں۔ جب بوتل ختم ہو جائے تو اسی انداز میں دوسری بوتل تیار کر لیں چالیس دن کا عمل پورا کریں انشاء اللہ اس موذی بندش سے خلاصی ہوگی۔

سحر سے نجات کے لئے ایک عمل

جادو دور کرنے کے لئے ماہرین کے تجربہ میں یہ عمل بھی آچکا ہے۔ حروف مقطعات کو باوضو گیارہ (1100) بار پڑھ کر دریا کے پانی پر دم کر کے رکھ دیں اور مریض اسے سوتے وقت پیئے اور چہرے پر بھی اس کی مالش کرے انشاء اللہ بہت جلد جادو سے چھٹکارا مل جائیگا

اگر اولاد کی بندش کر دی گئی ہو تو؟

اگر ڈاکٹری رپوٹیں ٹھیک ہوں دوسرا بھی کوئی نقص سامنے نہ ہو طبی نکتہ سے بھی ہر طرح تسلی ہو لیکن اولاد کی نعمت سے محرومی ہو تو چاہئے کہ ایسا مریض بعد نماز عشاء۔

1۔ایک تسبیح: ہوالقادر علی الاطلاق۔۔2۔ایک تسبیح ہوالخالق علی الاطلاق۔۔۔

3۔ایک تسبیح: ہوالرزاق علی الاطلاق۔۔4۔ایک تسبیح: ہوالمصور علی الاطلاق

5۔ایک تسبیح: ہوالحی القیوم علی الاطلاق۔۔بعد میں 5 بار درود تنجینا پڑھیں پھر بچے کے لئے دعا کریں۔ دعا ختم کرنے سے پہلے پھر درود تنجینا 5 بار پڑھیں۔ 41 یوم عمل جاری رکھیں خدا نے چاہا تو تقدیر بدل جائیگی۔

درود تنجینا اور اس کے فوائد

"اللھم صل علی سیدنا ومولٰنا محمد صلوٰۃً تنجینا بھا من جمیع الاھوال ولآفات وتقضی لنا بھا جمیع الحاجات وتطھرنا بھا من جمیع السئیات وترفعنا بھا عندک اعلی الدرجات وتبلغنا بھا اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوٰۃ بعد الممات انک علی کل شئی قدیر"۔ شیخ اکبرؒ نے اس صیغہ درود کو ایک کنز کنوش عرش سے بتایا ہے، کہا ہے جو آدمی اسے رات کے وقت ہزار بار پڑھے گا اس کی حاجت دنیاوی و دینی بہت جلد پوری ہوگی، جیسے آسمانی بجلی کوندتی ہے، یہ تریاق واکسیر ہے، امام ابوالعباس بونیؒ، محمد سلیمان جزلی صاحب دلائل الخیرات نے اس کے بہت سے منافع بیان کئے ہیں، اسی طرح مولوی قطب الدین دہلوی نے اس کی اجازت یوں دی ہے کہ قضاء حاجت کے لئے ہر روز ستر بار پڑھے، بندہ کے ایک دوست نے بتایا کہ مجھے کسی رنجش کی وجہ سے مخالفین نے قتل کے کیس میں جیل بھجوا دیا تھا میں نے اس درود شریف کو اپنے معمولات میں شامل کیا تو اللہ نے رہائی عطا فرمادی، اسی طرح بعض مشائخ نے کہا ہے کہ جو شب جمعہ ہزار بار پڑھے گا اسے زیارت نبوی ﷺ کا شرف حاصل ہوگا اس کی تمام حاجات پوری ہونگی [الداء والدواء ص ۱۶۴ نواب صدیق حسن خانؒ] اس درود پاک کے فضائل میں صاحب تفسیر روح البیان نے حضرت موسیٰ ضریر کے حوالہ سے کشتی والی پریشانی کے بارہ میں کلکھا کہ اس درود پاک کی برکت سے طوفان میں گھری ہوئی کشتی کیسے محفوظ مقام تک

پہنچی (روح البیان 235/7) اسی طرح طرف اس درود پاک کو خوف بچاؤ کے لئے بھی مجرب لکھا گیا ہے (البدر التمام شرح بلوغ المرام 407/10) علامہ سخاوی نے القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع 230/1) اسے ازالہ فقر، قضائے حاجات، خوف سے امن کے لئے مجرب لکھا ہے۔

سیب ذدہ کے لئے

نبی ﷺ نے فرمایا سورہ یاسین سورہ الحشر کی آخری آیات سورہ الحشر اکی آخری آیات۔۔۔ لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعاً مُّتَصَدِّعاً مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ) (21هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ) (22هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ) (23هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ)(24

معوذتین کی تلاوت سے سرکش شیاطین اور جنات بھاگ جاتے ہیں [وظائف اولیاء ص ۱۸۱]

سورہ الحشر کی آیات کے بارہ میں یہ بھی آیا ہے کہ اگر یقین کے ساتھ پڑھیں تو پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہوجائے [القوانین الفقہیۃ الابن جزی 1/ 297] لکھا ہے کہ مسلسل حدیث مروی ہوتی آرہی ہے کہ سورہ الحشر کی آخری آیات پڑھتے ہوئے سر پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے کیونکہ ان میں تمام بیماریوں کی شفاء ہے سوا موت کے۔ معوذتین کا تو نزول ہی سحر و جادو حسد وغیرہ کے معالجہ کے لئے ہوا ہے ان سورتوں کو ہمشہ رات کے وقت پڑھنا چاہئے تا کہ اندھیری رات کے شر سے حفاظت ہو سکے کیونکہ انسان جتنا بے سب اندھرے میں ہوتا اتنا روشنی میں نہیں ہوتا جب بے بسی چھاجائے تو معوذتین کا ہتھیار استعمال کرو ہمیشہ فتح قدم چومے گی۔

آسیب ذدہ کو ہوش میں لانے کے لئے

پانی پر سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی، سورہ جن کی ابتداء ابتدائی آیات۔۔ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآناً عَجَباً) (1يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَن نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَداً) (2وَأَنَّهُ تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَداً) (3وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطاً) (4وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّن تَقُولَ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِباً) (5 پڑھ کر دم کر کے بے ہوش مریض کے چہرے پر چھینٹے ماریں، ہوش میں آجائیگا اسی طرح اگر کسی گھر میں جنات و شیاطین کی آمدرفت ہو تو یہ پانی وہاں چھڑکدیں جنات وہاں سے بھاگ جائینگے یہ عمل اکثر و بیشتر عاملین کاملین کے معمولات میں شامل ہوتا ہے بندہ راقم السطور کا تجربہ بھی اس پر شاہد ہے۔

عمل

جادو وسحر کے لئے، یہ عمل بہت موثر ہے، نمک کی ڈلی اور نیم کے پتے لیکر، ان پر سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۰۱، اور سورہ المومنون کی آخری ۴ آیات ۔۔۔ طاق بار دم کر کے دیدیں کہ چلتے ہوئے پانی سے پانی لاکر اس میں یہ دونوں چیزیں ابال لیں جب نمک حل ہوجائے تو نیم کے پتے نکال کر کسی جگہ دفن کردیں، اس پانی کے تین حصے کردیں، یومیہ ایک حصہ تازہ پانی میں ملا کر غسل کریں، گھر میں چھڑکاؤ کریں، جس پر سحر و جنات کے اثرات ہوں یا جس جگہ خون پانی کے چھینٹے آتے ہوں یا کہیں تعویذات کا شبہ ہو یا مریض کے کاندھوں پر وزن رہتا ہو، وجود میں درد رہتا ہو، ان تمام علامات میں بے موثر و بے خطا عمل ہے، بندہ کے معمولات میں پندرہ سال سے شامل ہے اس سے مختصر آسان بہت کم عمل دستیاب ہوں گے

حکیم ترمذی نوادر میں لکھتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا اگر تم اللہ کو ایسے پہچانو جیسے اس کا حق

ہےتوتمہاری دعا سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائے۔حضرت ابن مسعودؓ مصائب میں اور مشکل اوقات میں أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثاً وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ)(115 فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ) (116وَمَن يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهاً آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ) (117وَقُل رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ)(118 پڑھا کرتے تھےتو انہیں اس سے چھٹکارامل جاتا تھا، نبی ﷺ نے فرمایا اگر اسے پورے یقین کے ساتھ پڑھاجائےتو پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے یہ بادشاہ سےخوف کےوقت پڑھیں تواس کی ہیبت ختم ہوجاتی ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں بخدا اس کے پڑھنے کی وجہ سے لوگوں کی ہیبت دل سے نکل جاتی ہے[نوادرالاصول ۲ / ۱۰۴] بیضاوی نے روایت کیا ہے کہ اسے اپنے مرنے والوں کے پاس پڑھا کرو[تفسیر بیضاوی ۴ /۱۷۱ تفسیر القرطبی ۱۲ /۱۵۷ تفسیر البغوی ۳ / ۳۲۰]الاتقان نے بیہقی اور ابن سنی ابوعبید کے واسطہ سے ابن مسعود روایت کیا ہے [الاتقان ۲ / ۴۳۸] ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو ایک غزوہ میں بھیجا ہدایت فرمائی کہ صبح وشام ان آیات کا ورد رکھنا ہم نے ایسا ہی کیا تو ہمیں [فتح کے ساتھ] غنیمت بھی نصیب ہوئی[الدر المنثور ۶ / ۱۲۲] ابن مسعود کہتے ہیں جب بھی کسی ابتلاء میں گھرا اور ہم نے ان ایات کی تلاوت کی ہمیں ضرور اس سے نجات ملی[تفسیر ثعلبی ۳ / ۱۰۷]

حاضری جنات

ذیل کی عبارت کو پڑھ کر مریض پر دم کریں مریض پر جن حاضر ہوجائیگا۔چہار قل مکمل اورسورہ القریش [3] بار اس کے بعد ایک بار یہ آیت فکبکبوا فیھا والغاوون، جب حاضری ہوتو قول وقرار لیکر رہا کرے، یا مناسب علاج کرے[آسان ص ۲۸۶ ج ۲]

آسیب کے دفع ہونے کا عمل

سرسوں کے تیل پر سورۃ المزمل تین بار تلاوت کر کے دیں کہ مریض کے پورے جسم کی مالش کی جائے انشاءاللہ تین یوم میں مکمل آرام ہوگا مالش کرنے والا اگر باوضو ہوتو بہتر ہے ساتھ میں آیت الکرسی معوذتین کا ورد کرنا بھی فوائد میں اضافہ کردیتا ہے اور حفاظت رہتی ہے۔ آیۃ الکرسی۔۔اللّٰہُ لاَ إِلَـهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لاَ تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلاَ نَوْمٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الأَرْضِ مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلاَّ بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلاَ يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلاَّ بِمَا شَاء وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ وَلاَ يَؤُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ)(255)

دفیعہ جنات کے لئے مسنون عمل

محمد بن بشار، ابواحمد، سفیان، ابن ابی لیلی، ان کے بھائی، عبدالرحمن بن ابی لیلی، حضرت ابوایوب انصاری فرماتے ہیں کہ ان کے ہاں ایک طاق تھا جس میں کھجوریں تھیں ایک جننی آتی اور اس میں سے کھجوریں چرا لیتی۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور جب وہ آئے تو کہنا بسم الله أجيبي رسول الله صلى الله عليه و سلم اور پھر کہنا کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی تعمیل کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ ابوایوب نے اسے پکڑ لیا تو وہ جننی قسم کھانے لگی کہ دوبارہ نہیں آئے گی۔ انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ عرض کیا اس نے قسم کھائی ہے کہ اب نہیں آئے گی۔آپ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا کیونکہ وہ جھوٹ کی عادی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوایوب نے اسے پکڑا تو اس نے پھر قسم کھائی اور ابوایوب نے اسے دوبارہ چھوڑ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا تمہارے قیدی کا کیا ہوا؟ عرض کیا اس نے قسم کھائی ہے کہ اب نہیں آئے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے جھوٹ کہا کیونکہ وہ جھوٹ کی عادی ہے چنانچہ حضرت ابوایوب نے پھر اسے پکڑا اور فرمایا میں تجھے نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤں۔اس نے کہا میں تمہیں ایک چیز بتاتی ہوں وہ یہ کہ تم گھر میں آیۃ الکرسی پڑھا کرو تو شیطان یا کوئی اور چیز تمہارے قریب نہیں آئے گی۔وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے قول کی خبر دی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا اگرچہ وہ جھوٹی ہے۔یہ حدیث حسن غریب ہے۔جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 804 حدیث مرفوع ,مصنف ابن أبي شيبة (6/ 94)شرح مشكل الآثار (2/ 256)المعجم الكبير للطبراني (4/ 162)مسند الصحابة في الكتب التسعة (39/ 263) مسند أحمد بن حنبل (5/ 423)

عجوہ کھجوریں جادو کا توڑ ہیں

حدیث مبارکہ ہے جس نے عجوہ کھجور کھائی اس پر جادو اثر انداز نہیں ہوگا (جامع المسانید والسنن 30/3) یہ حدیث جادو کے توڑ کے بارہ میں وارد ہے ابن حجر فرماتے ہیں ممکن ہے کہ خاصیت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارکہ تک محدود ہو اگر کوئی تجربہ کے بعد اس کے اثرات کو محسوس کرتا ہے تو اسے سب زمانوں کے لئے عام سمجھا جائے گا (فتح الباری جلد 10) راقم الحروف کا ایمان ہے حدیث کی برکت سب زمانوں کو محیط ہے،سب سے پہلی بات کہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی بات کسی زمان ومکان کی محتاج نہیں ہوتی۔اس لئے جادو میں عجوہ بہترین نتائج کی حامل ہے۔طبی لحاظ سے دیکھا جائے تو عمومی طور پر کھجور پر اعصاب کو تقویت دیتی ہے عجوہ کھجور کی خاصیت دوسری کھجوروں سے بہت زیادہ ہے۔جسمانی لحاظ سے جادو کے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں عجوہ انہیں ختم کرنے کی

صلاحیت رکھتی ہے۔

۔۔۔۲۶ ماخذ ومصادر۔۔۔رسالہ فی حکم السحر والکہانۃ مع بعض الفتاوی المہمۃ" (تفسیر ابن ابی حاتم،الدر المنثور فی التفسیر الماثور۔موسوعۃ علوم القران۔کتاب یسئلونک۔صحیح ابن حبان۔نیل الاوطار۔کنز العمال۔مسلم باب استحباب رقیۃ۔تحفۃ الاشراف ۔جامع الاحادیث۔صحیح ابن حبان کتاب الرقی والتمائم۔اعتقاد اہل سنۃ۔فتح الباری[موسوعۃ الرد علی الصوفیۃ،شرح العقیدۃ الطحاویہ۔الطریق الی الجنۃ۔علاج السحر والکہانۃ۔الداء والدواء۔القوانین الفقیۃ الابن جزی۔وظائف اولیاء ۔طب الرحمۃ۔نوادر الاصول[تفسیر بیضاوی،تفسیر القرطبی،تفسیر البغوی۔الدر المنثور۔تفسیر تعلبی۔الاتقان۔ باب معرکۃ موسی مع السحرۃ،زاد المعاد۔(روح البیان 235/7)(البدر التمام شرح بلوغ المرام 407/10)القول البدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع 230/1)

فہرست۔۔۔جادو کے قوانین اوران کا توڑ

فراست

فراست کہتے ہیں" ایسا خیال جوحقیقی علم کے قریب ترین ہوالنهاية فى غريب الأثر (4/ 53،بترقيم الشاملة آليا)

(س) وفيه [اتَّقُوا قُرَابَ المؤمن فإنه ينظُر بنور الله] ورُوِى [قُرابة المؤمن] يعنى فِراسَته وظَنَّه الذى هو قريب من العلم والتَّحَقُّق لصِدق حَدْسِه وإصابتِه. يقال: ما هو بعالِم ولا قُرَاب عالِم ولا قُرابة

عالِم ولا قَريب عالم

دوسری فراست فراست ریاضیہ، بھوک، بیداری اور تنہاءی والی ہے کیونکہ جب انسانی نفس دنیاوی بکھیڑوں سے الگ ہوجاتا ہے تو یہ فراست اور کشف کا سبب بنتا ہے یہ فراست مشترکہ ہے جس میں مومن وکافر دونوں برابر ہوتے ہیں اس قسم کی فرست ایمان پر دلالت کرتی ہے اور نہ ہی ولایت پر بہت سے جہلاء اسے معلومات کے سلسلہ میں بڑی دلیل سمجھتے ہیں یہ فراست ہے اس کے ذریعہ حقاءق نہیں سمجھے جاسجتے اور نہ ہی اس قسم کی فراست صراط مستقیم کی طرف راہنماءی کرسکتی ہے۔اس قسم کے لوگوں پر جزءی معاملات منکشف ہوتے ہیں ان میں خواب دیکھنے والے اور طب سے متعلقہ لوگ شامل ہوتے ہیں۔طب (کوءی بھی فن) اپنے ہنر میں درک اور گہراءی کو سمجھنا ہوتا ہے کیونکہ اچھی فراست آدھی طب ہے(مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين (2/ 456)

سیدالمحدثین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں کہ انہیں کے واسطے حدیث محدثین آئی۔انھیں کے صدقے میں ہم نے اس پر اطلاع پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

قدکان فیما مضٰی قبلکم من الامم اناس محدثون فان یکن فی امتی منھم احد فانہ عمر بن الخطاب ۲؎ رواہ احمد والبخاری عن ابی ھریرۃ واحمد و مسلم والترمذی والنسائی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

ترجمہ: اگلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے یعنی فراست صادقہ والہام حق والے، اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہوگا تو وہ ضرور عمر بن خطاب ہے رضی اللہ تعالٰی عنہ (اسے احمد اور بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور احمد، مسلم، ترمذی اور نسائی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ت)

(۲؎ صحیح البخاری مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۲۱)

(جامع الترمذی مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ امین کمپنی مکتبہ رشیدیہ دہلی ۲/۲۱۰)

جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 1071 حدیث مرفوع مکررات 1

محمد بن اسماعیل، احمد بن ابی الطیب، مصعب بن سلام، عمرو بن قیس، عطی ※، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی فراست سے بچو کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (اِنَّ فِيْ ذٰلِ※لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ)15۔الحجر:75) (بے شک اس واقعہ میں اہل بصیرت کے لئے کئی نشانیاں ہیں۔) یہ حدیث غریب ہے ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ بعض علماء نے اس حدیث کی تفسیر میں کہا ہے کہ متوسمین کے معنی فراست والوں کے ہیں۔

مسند احمد: جلد اول: حدیث نمبر 565 حدیث مرفوع

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے قرآن کے علاوہ بھی آپ کو کچھ ملا ہے؟ فرمایا نہیں اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور جانداروں کو تندرستی بخشی، سوائے اس سمجھ اور فہم وفراست کے جو اللہ تعالیٰ کسی شخص کو فہم قرآن کے حوالے سے عطاء فرمادے یا وہ چیز جو اس صحیفہ میں ہے اور کچھ نہیں ملا، میں نے پوچھا کہ اس صحیفے میں کیا ہے؟ فرمایا دیت کے احکام، قیدیوں کو چھوڑنے کے مسائل اور یہ کہ کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔

ہندو مذہب میں جنات دکھائی دیتے ہیں؟

امرت ساگر 106.7.8 دیکھئے حوالہ

....

جاءز و ناجاءز کا تصور کیا ہے؟ (بقول لینن ومیکاوَلی) جاءز وہ ہے جس سے مقصد حاصل ہوجاءے اور ناجاءز وہ ہے جو مقاصد کے حصول میں مخل ہو: من ویزداں ص ۴۵